پلِ صراط کا سفر

www.KitaboSunnat.com

ڈرگ مافیا، لینڈ مافیا اور کرپٹ عناصر کے خلاف جدوجہد
کی روداد

ڈاکٹر سید محمد اقبال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	حرفِ آغاز	4
2	چھٹنے اور پلٹ کر جھپٹنے کی مختصر روداد	5
3	ڈرگ مافیا کے خلاف 16 سالہ جدوجہد	8
4	منشیات کے آڈوں کے خاتمے کا مطالبہ جواب میں......فائرنگ، قتل، اور جیل	12
5	قیامت کا سماں	15
6	دو گھنٹے وحشیانہ تشدد.......اور 13....ایف آئی آرز	18
7	ضمانت کے بعد.........مکمل تنہائی	22
8	گھر پر حملہ......اور پیشہ ور قاتلوں کی خدمات	25
9	ڈاکٹر ثناء اللہ عباسی کا دور.......	28
10	گاؤں میں چار سال.....اور مجھ سے زیادتی کرنے والوں کا انجام	31
11	پراپرٹی بزنس میں انٹری ایک نئے امتحان کا آغاز.........	35
12	جھوٹے کیسز کا آغاز......اور کرپٹ لوگوں کا اتحاد	37
13	ایک بزدلانہ مشورہ	40
14	"تم دہشت گرد ہو"	43
15	جب راؤ انوار نے مجھے گولی سے اڑا دینے کا فیصلہ کر لیا	46
16	یہ تھانہ ملیر سٹی ہے.....جہاں کا لاک آپ ایک دکان سے کم نہیں	54
17	تھانہ سٹیل ٹاؤن منتقلی	57
18	جیل کی دُنیا	61
19	بیرک کا منشی، اور لالچ کا کاروبار	64
20	دہشت گردی کا ٹرینڈ	68

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

21	قانون کے محافظوں کے ہاتھوں ڈاکوؤں کی حفاظت	74
22	قاتل امام اور......ڈاکو مؤذن	79
23	جیل کے عمومی حالات	83
24	جب قفس کا در کھلا	86
25	فریاد سننے کے شاندار انداز.......	90
26	گورنمنٹ مافیا، کرپٹ ادارے، انتظامیہ اور لینڈ گریبرز.....بمقابلہ ڈاکٹر اقبال	91
27	انہوں نے مجھے عدالت کے اندر ہی مارنے کا بندوبست کر لیا تھا......	92
28	یہ کیس میں نے خود لڑ کر کیسے جیتا...؟	100
29	اور جب میں نے جمہوریت کی تلوار سے اپنی گردن رگڑنے کا فیصلہ کر لیا.......	103
30	سپریم کورٹ میں دائر پٹیشن کا مسودہ	105
31	میں ساٹھ سال سے اوپر کا ہو چکا ہوں	112

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پُلِ صراط کا سفر

حرفِ آغاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے سنا ہو گا کہ پُلِ صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہو گا اور قیامت کے دن ہر شخص کو اس پر سے گزر کر جانا ہو گا، پس جس میں ایمان ہو گا وہ اسے پار کر کے جنت میں داخل ہو جائے گا اور جس میں ایمان نہیں ہو گا وہ اسے پار نہیں کر پائے گا اور جہنم میں جا گرے گا.......

جب میں اس دنیا کی زندگی اور اسکی حقیقت پر غور کرتا ہوں تو یہ مجھے پلِ صراط سے کسی بھی طرح کم دکھائی نہیں دیتی....... زندگی کے ہر موڑ پر انگنت گناہ اور معاصیات ہر فردِ بشر کو اپنی طرف دعوت دیتے نظر آرہے ہیں ...... حرام و حلال سے بے نیاز ہو کر دولت جمع کرنے کی ہوس..... شہرت، طاقت اور اختیار حاصل کرنے کی روش...... شہوت کے جذبات کو ہر حال میں تسکین دینے کی خواہش...... اپنے آباء واجداد کے رسم ورواج اور نفس و شیطان کے مقابلے میں اللہ کے حکموں کو ترک کرنے کی بغاوت ...... اور اپنے قد کو اونچا کرنے کیلئے دوسروں کو ہر قسم کا نقصان پہنچانے کی عادت....... جہنم کے گھڑے میں گرنے کے یقینی اسباب ہیں اور ان تمام معاصیات اور ان میں ملوث ہونے کے کھلے مواقع دستیاب ہونے کے باوجود بھوک کی حالت میں بھی حلال و حرام میں تمیز کرنا..... ہر حال میں ذاتی انا پر پیر رکھ کر انصاف کے تقاضوں پر پورا اترنا........ خواہش ہونے اور مواقع کی دستیابی کے باوجود اپنے سفلی جذبات پر کنٹرول رکھ کر شہوت کے ناجائز ذرائع سے خود کو بچانا...... جان جانے کے خطرے کے باوجود حق کی گواہی دینا...... طاقتور ظالم کے خلاف کمزور مظلوم کے ساتھ کھڑا ہو جانا ...... اور شدید ترین مخالفت اور اپنے عزیزوں کی ناراضگی کے باوجود اللہ کے احکامات سے چمٹے رہنا....... بے شک اس دنیا میں پلِ صراط پار کرنے سے کسی طرح کم نہیں....... اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جنت اور جہنم کے فیصلوں کا انحصار بھی اسی زندگی کو برتنے کے انداز پر ہی ہو گا۔ میں نے جس طرح یہ زندگی گزاری ہے اور مختلف مراحل پر مجھے جن مصیبت و الام کے دریاؤں کو عبور کرنا پڑا ہے اسے پل صراط کا سفر کہنے میں یقیناً کوئی مبالغہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آرائی نہیں ہوگی، میں نے اپنی اس زندگی میں ہر کرپٹ اور ظالم شخص کے خلاف اسکی سماجی حیثیت اور حکومتی عہدے کو خاطر میں نہ لاکر آواز اٹھائی اور عملی طور پر اس سے برسرِ پیکار رہا...... مجھے اس جدوجہد میں قاتلانہ حملوں، قید و بند کی صعوبتوں اور دھمکیوں کا سامنا بھی رہا اور کروڑوں روپے اور گھر تک کی پیشکشیں بھی ہوئیں لیکن الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے مجھے ہمیشہ تھام کر رکھا.... نہ میرے دل میں کسی کا خوف جاگزیں ہوا..... نہ میں اپنے مؤقف سے ذرابرابر پیچھے ہٹا...... اور نہ کوئی درہم و دینار سے میری بولی لگانے میں کامیاب ہوسکا........ الحمدللہ

میری عمر ساٹھ سال ہوچکی ہے اور مجھے نہیں معلوم کہ موت کا فرشتہ کب مجھے اللہ کے سامنے کھڑا کردے....... مرنے سے پہلے میری خواہش ہے کہ ان واقعات کو تحریری صورت دے دوں تاکہ اس دنیا میں رہنے والے میرے بھائی، میرے بیٹے، بیٹیاں اس زندگی کی حقیقت کو سمجھیں...... اسکے سحر میں مبتلا نہ ہوں...... اللہ کے مقابلے میں کھڑے ہر طاقتور طاغوت اور فرعون کے سامنے کھڑے ہونے کی جرآت دکھا سکیں ...... دعوت دیتی ہوئی گناہوں سے خود کو بچائیں...... ظالم کے مقابلے میں مظلوم کا ساتھ دیں...... اور ہر صورت حق کی گواہی دینے کو اپنی آدا بنائیں ....

میں اپنی زندگی کی چیدہ چیدہ باتوں اور ڈرگ مافیا، لینڈ مافیا اور کرپٹ لوگوں کے خلاف اپنی جدوجہد کا مختصر احوال آپکے گوش گزار کرنا چاہونگا، جس کا مقصد یہ ہے کہ آپ پر آشکار ہوسکے کہ یہ ملک کس مقصد کیلیئے معرضِ وجود میں آیا تھا اور یہاں حکومتی اداروں کی سرپرستی میں اس ملک کو کس طرف لے جایا جارہا ہے...... اور ہمیں اس ملک کو اپنے مقصدِ وجود تک لیجانے کیلیئے مستقبل میں کیا کیا پاپڑ بیلنے پڑینگے....... اس حوالے سے آپکو کیا کردار آدا کرنا پڑے گا، اس کردار کا تعین کرنا آپکی ذمہ داری ہے .... میری ساٹھ سالہ زندگی کا نچوڑ یہ ہے کہ ہم ایک کفریہ اور طاغوتی نظام کے تحت اپنی زندگی گزار رہے ہیں....... ہمیں اسکے مقابل کھڑے ہوکر چابکدستی سے خلافت کے نفاذ کی کوشش کرنی چاہیئے ......

ڈاکٹر سید محمد اقبال

4 جنوری 2021 کراچی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جپٹنے اور پلٹ کر جپٹنے
کی مختصر روداد

اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ اس نے مجھے انتہائی حساس دل و دماغ اور بے پناہ صلاحیتوں کی صورت میں گراں قدر نعمتوں سے نوازا ہے، میں نے کبھی بھی ذاتی مفادات کو اس ملک اور اُمت کے اجتماعی مفادات پر حاوی نہ ہونے دیا..... میں نے بیشمار مواقع میسر آنے کے باوجود ذاتی جائیداد اور بینک بیلنس بڑھانے پر وقت ضائع نہیں کیا...... میرے والدین اور دوستوں کے منع کرنے کے باوجود میں نے ذاتی وسائل اجتماعی مسائل کے حل کیلئے استعمال کئے...... الحمدللہ زندگی کے کسی بھی موڑ پر میری سوچ اور میرا عمل اجتماعی فلاح کے مقابلے میں ذاتی سہولت کی طرف راغب نہیں ہوا...... مجھے بچپن ہی سے اس معاشرے کے تضادات نے ڈسنا اور بے چین کرنا شروع کر دیا تھا، میں گھنٹوں کسی دیوار سے ٹیک لگا کر یا چہل قدمی کرتے ہوئے کروڑوں لوگوں کے ان مسائل اور ان سے روا رکھے گئے مظالم پر سودائیوں کی طرح خود سے باتیں کرنے کا عادی ہو گیا تھا...... اور میں 23 سال کی عمر میں ہی 60 سال کے کسی بوڑھے کی طرح نہایت کم گو اور غور و فکر کے دریا میں مسلسل غوطہ زن رہتا.........
(اسی وجہ سے میری دادی جان مجھے گونگی شہزادی کہہ کر پکارتی تھیں)

اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ ان صلاحیتوں اور ایک فعال ذہن کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ میں پہلی کلاس سے کتابوں میں موجود قائداعظم، علامہ اقبال، اور ٹیپو سلطان کے سکیچز کو سامنے رکھ کر اسی طرح سکیچز پنسل سے بنانے کی کوشش کرتا تھا اور امتحان پاس کرنے کے بعد ہر نئی کلاس میں جانے کی سب سے زیادہ خوشی مجھے اس بات کی ہوتی تھی کہ کورس کی نئی کتابوں میں مجھے نئی نئی تصاویر دیکھنے کو ملیں گی اور میں انہیں سامنے رکھ کر تصاویر بنانے کا اپنا شوق پورا کرونگا، اس شوق کا نتیجہ یہ نکلا کہ میں جب پانچویں جماعت میں تھا تو میں اس قابل ہو گیا تھا کہ کسی دوست کو اپنے سامنے بٹھا کر اسکی بہترین سکیچ بنالیا کرتا تھا اور ڈرائنگ ماسٹر کی غیر حاضری کی صورت میں ڈرائنگ کی کلاس لینا میری ذمہ داری ہوا کرتی تھی اور میں ان معاملات میں ڈرائنگ ماسٹر صاحب سے کہیں آگے نکل گیا تھا..... میرا ذہن انتہائی تیز اور تخلیقی رجحانات لئے ہوئے تھا، جب میں آٹھویں کلاس میں تھا تو میں نے پروجیکٹر اور کیمرہ ڈیزائنگ سے لے تمام تر جزویات تک خود اپنے ہاتھوں سے بنائے تھے ماسوائے محدب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عدسے کے جو میں نے گھڑی ساز سے خرید کر کیمرے اور پروجیکٹر میں لگا دیئے تھے اور اسی کیمرے سے باقاعدہ میں نے تصاویر بھی بنوائیں تھیں...... میں نے تقریباً 17 سال کی عمر ہی سے انقلابی شاعری بھی شروع کر دی تھی .....

انہی خداداد صلاحیتوں اور ہر چیز کو عمیق نظر سے دیکھنے کی عادت کا عملی نتیجہ یہ نکلا کہ میں نے آہستہ آہستہ اپنے ارد گرد کے کرداروں اور انکے مسائل و مصائب پر سوچنا شروع کر دیا اور اپنی ان سوچوں کو عملی صورت دینے کیلیئے 1983 میں غریب لوگوں کی مدد کرنے اور انکے بچوں کو مفت ٹیوشن پڑھانے کیلیئے میں نے " تنظیم بہبودِ انسانیت " کی بنیاد رکھی اور پاکستان کے بہت سارے علاقوں میں اسکی شاخیں کھولی گئیں....... اسکے بعد میں نے 23 سال کی عمر میں اپنی پہلی کتاب "پاکستان کے موجودہ مسائل انکے اسباب اور انکا حل" لکھی جس میں اپنی فطرت کے مطابق انتہائی باغیانہ قسم کا اندازِ تحریر اپنایا گیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ اس کتاب کو پڑھ کر جنرل ضیاء الحق نے مجھ پر انڈیا کے ایجنٹ ہونے کا شبہ کر کے کراچی سی آئی اے میں میری فائل کھلوا دی....... جو میری طرف سے جنرل ضیاء کو ایک انتہائی سخت اور درشت خط لکھنے کے بعد کلوز کر دی گئی.......

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ڈرگ مافیا کے خلاف 16 سالہ جدوجہد

ہر سال ملک کے مختلف علاقوں میں " تنظیم بہبود انسانیت " کے قائم ذیلی شاخوں کا دورہ اور انکی کارکردگی کا جائزہ لینے کے ساتھ وہاں کے ذمہ داران کے ساتھ میٹنگ کرکے آئندہ کا لائحہ عمل طے کرنا میری ذمہ داریوں میں شامل تھا اسکے ساتھ ساتھ لانڈھی گل احمد مل کے سامنے کے علاقہ مسلم آباد اور بلال کالونی جہاں میری رہائش تھی میں قائم منشیات کے دو بڑے آڈوں کیخلاف انفرادی جدوجہد بھی جاری رہی، اور اس جدوجہد کے آغاز کی وجہ ایک تو یہ بنی کہ میں جب بھی ان گلیوں سے گزر کر کلینک جاتا تو اکثر راستے میں کسی ہیروئنچی کی لاش پڑی ہوتی جسے دیکھ کر بہت دکھ ہوتا اور موت کے ان سوداگروں کے خلاف دل میں انتہائی نفرت کے جذبات موجزن ہو جاتے، لیکن جس وجہ سے میں نے موت کے ان سوداگروں کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کی قسم کھائی اور جان کی پرواہ کئے بغیر ان کے خلاف جدوجہد کا ارادہ کیا وہ واقعہ کچھ یوں تھا کہ.....

میرے پاس سوات کی ایک فیملی اکثر علاج کرنے آتی تھی، میاں، بیوی دو چھوٹے بیٹوں اور ایک بیٹی پر مشتمل یہ فیملی اگرچہ کرائے کے گھر میں رہتے تھے لیکن خوشحال زندگی گزارتے تھے مرد ڈرائیور تھا اور خوش مزاج ہونے کیساتھ خوش لباس بھی تھا، اس وقت کے فیشن کے مطابق بُوسکی کی کریم کلر قمیض اور سفید شلوار پہنتا تھا اور تِلے دار چپل پہن کر اکثر فارغ وقت میں میرے کلینک کے سامنے گلی میں اپنے دوستوں کیساتھ خوش گپیوں میں مصروف نظر آتا اور قہقہے بکھیر تا رہتا تھا....... پھر یوں ہوا کہ مجھے کافی عرصہ سے وہ شخص سامنے گلی میں نظر نہیں آیا لیکن میں نے زیادہ توجہ نہیں دی اور سوچا شائد اپنے آبائی علاقہ سوات گیا ہو...... لیکن ایک دن اسکی بیوی اپنے ایک بچے کو دکھانے میرے کلینک آئی تو کافی افسردہ نظر آئیں اور کچھ دیر بعد باقاعدہ رونے لگ گئی، میں نے رونے کی وجہ پوچھی تو بتایا کہ بچوں کے باپ نے ہیروئین پیناشروع کردی ہے، بڑے بیٹے کو سکول سے چھڑا کر تندور پر پیڑے بنانے کی مزدوری پر لگا دیا ہے اور بچے کو شام کو جب 20 روپے مزدوری ملتی ہے تو اسکا ابو بچے کا ہاتھ مروڑ کر وہ پیسے اس سے لے لیتا ہے اور اس سے ہیروئین خرید لیتا ہے اور گھر میں مار دھاڑ بھی بہت کرتا ہے یہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سب سن کر میرا سر چکرا گیا میں نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ میں اس سے مل کر اسے سمجھانے کی کوشش ضرور کرونگا.......

میں نے اس آدمی سے ملنے کی بہت کوشش کی لیکن وہ شعوری طور پر مجھ سے ملنے سے گریز کرتا رہا.......

کچھ عرصہ بعد اسکی بیوی دوبارہ میرے کلینک آئی اسکی صحت بہت کمزور لگ رہی تھی اور روتے ہوئے کہنے لگی کہ میرے شوہر نے نوکری چھوڑ دی ہے اور وہ اب گھر کا سامان اور کپڑے بیچ کر اپنے ہیروئین کا نشہ پورا کرنے لگا ہے .... یہ سن کر مجھے بہت دکھ ہوا اور اسے کہا کہ جب وہ گھر آئے تو بچے کے ذریعے مجھے اطلاع دیں......کچھ دن بعد اسکا بڑا بچہ جو آٹھ سال کا ہوگا کلینک آیا اور مجھے اپنے ابو کے گھر پر ہونے کی خبر دی میں مریضوں کو چھوڑ کر فوراً بچے کیساتھ ہو لیا اور تیزی سے اسکے گھر کی طرف بھاگا.....بچے نے اندر جا کر اپنے باپ کو میری باہر موجودگی کی خبر دی، اسکا ابو باہر آیا لیکن میں نے پہلی نظر میں اسے پہچانا ہی نہیں، تیل لگے ترتیب سے کنگی کئے ہوئے بالوں کی جگہ بکھرے میلے کچیلے بال، بوسکی کی قمیض اور سفید شلوار کی جگہ پھٹے اور کئی دنوں سے پسینے اور مٹی سے اَٹے کپڑے اور تلِے دار چپل کی جگہ پاؤں میں پھٹے پلاسٹک کے چپل..... چہرے پر جھریاں، آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئیں، صحت کافی کمزور..... اور لہجے سے وہ پہلی والی شائستگی بالکل ہی غائب، میں حیران پریشان اسے دیکھ رہا تھا کہ اسکی کھردری آواز نمودار ہوئی......ہاں ڈاکٹر کیا بات ہے....؟ میں نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ہیروئین پینے لگے ہو،

بچے کو سکول سے اٹھا کر نان بائی کے ساتھ لگا دیا ہے.....اور اسکی مزدوری سے ہیروئین خریدتے ہو.......

اور یہ کہ گھر کا سامان بھی بیچنا شروع کر دیا ہے......

اس نے فوراً سوال کیا....... تمہارا اس سے کیا کام.....؟ اپنے کام سے کام رکھو دوسروں کے کام میں ٹانگ نہ اڑاؤ..... میں ہیروئن کیلئے تم سے تو پیسے نہیں لے رہا نا...... اسکے جارحانہ اور بے مروت لہجے نے مجھے مزید کچھ کہنے کے قابل ہی نہیں چھوڑا تھا..... اسکی لاپروائی سے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ مجھے جانتا ہی نہ ہو..... میں نے یہ جاننے کے باوجود کہ وہ میری بات سننے کیلئے تیار نہیں، نصیحت کے کچھ جملے کہے اور کلینک کی طرف روانہ ہو گیا........

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کافی عرصہ تک میں نے اس شخص، اسکی بیوی اور بچوں میں سے کسی کو نہیں دیکھا تو ایک دوست سے ان کے بارے میں پوچھ ہی لیا، اس نے بتایا کہ وہ شخص گھر کا تمام سامان بیچ کر ہیروئین کی صورت میں پھونک چکا ہے.... بیوی کو طلاق دے دی ہے......اور یہ پورا گھرانہ بکھر کر رہ گیا ہے.......

یہ سب سن کر میرے تن بدن میں آگ سی لگ گئی، اور میں کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا...... اس وقت میری جو جذباتی کیفیت تھی وہ ناقابلِ بیان ہے.......
میں نے شہادت کی انگلی اوپر اٹھائی اور اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر عہد کیا کہ.....

یا اللہ.......جب تک میں زندہ رہا موت کے ان سوداگروں اور انسانوں کو نگلنے والے ان وحشیوں کے خلاف اپنی تمام تر صلاحیتوں کیساتھ جہاد کرونگا اور اپنی موت کو بھی خاطر میں نہیں لاؤنگا........ یا اللہ میری مدد کرنا اور میرے دل میں اپنے ڈر کیساتھ کسی اور کے خوف کو شریک نہ کرنا........میری نظر میں اس دنیا کی بڑی سے بڑی دولت کو حقیر بنادے اور مجھے اسکی طرف ہرگز مائل نہ کرنا.........
اور میرے مولا نے میری اس التجاء کو اس طرح قبولیت کا درجہ عطاء فرمایا کہ آج تک نہ تو کسی انسان کا خوف مجھے خوفزدہ کر سکا ہے اور نہ کوئی دولت کے ذریعے مجھے خریدنے میں کامیاب ہو سکا ہے......... یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر انتہائی عنایت اور احسان ہے اور میں ہر وقت آنسوؤں کا نذرانہ دے کر اس کے اس احسان کا شکریہ آدا کرتا ہوں ....

پہلے میں انفرادی طور پر ان آڈوں کیخلاف سرگرم عمل رہا لیکن اس دن کے بعد میں نے کیٹل کالونی، مظفر آباد کالونی، مسلم آباد، بلال کالونی، شیر پاؤ کالونی، معین آباد، مانسہرہ کالونی اور اس سے ملحقہ تمام علاقوں کے علماء سے رابطہ کیا.... انہیں ایک جگہ اکھٹا کیا، انہیں اس مسئلے کی نزاکت اور تباہ کاریوں کا احساس دلایا اور تمام علماء پر مشتمل "انسدادِ منشیات کمیٹی" بنانے میں کامیاب ہو گیا.......ان علماء میں
مولانا رفیق اللہ خان صاحب مرحوم،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حافظ عبد الغفور صاحب مرحوم،

شاہ صاحب مظفر آباد والے مرحوم،

مولانا چترالی صاحب،

مولانا خلیل الرحمٰن صاحب مرحوم

مولانا اقبال اللہ صاحب،

مولانا محمد دین صاحب مرحوم،

مولانا عبد الودود صاحب مرحوم

مولانا عبد الرزاق صاحب گول مسجد والے،

مولانا محمد زرین صاحب مرحوم

محمد شعیب جدون صاحب

اور دیگر بہت سارے علماء شامل تھے اور ان تمام لوگوں کو ساتھ لے کر بڑے پیانے پر ان آڈوں کے خلاف مزاحمت کا آغاز کر دیا......

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

منشیات کے آڈوں کے خاتمے کا مطالبہ،
جواب میں ....فائرنگ، قتل، اور جیل

انسدادِ منشیات کمیٹی کے تحت یہ جدوجہد چھوٹے بڑے احتجاجی مظاہروں، اخباری بیانات، اور اس وقت کے متعلقہ افسران سے ملاقاتوں کی صورت میں جاری رہی...... لیکن ان اڈوں کے خلاف جدوجہد کرتے ہوئے میرا ذہن پاکستان کے جملہ مسائل کے حل کے حوالے سے بھی بالکل بدل گیا، اس سٹر گل کے دوران جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ پاکستان کے تقریباً تمام مسائل کے ذمہ دار وہ ادارے اور شخصیات ہیں جو ان مسائل کے حل کیلئے قائم اور تعینات کئے گئے ہیں تو میری سوچ اور طرزِ عمل پر جارحانہ انداز اور انقلابیت غلبہ پانے لگی، میں نے ملک کے مختلف شہروں کے سالانہ دورے کے دوران اپنے ساتھیوں کو قائل کرنے کی کوشش کی کہ پاکستان کے گوں ناگوں مسائل محض ایک فلاحی تنظیم کے ذریعے حل کرنا ممکن نہیں، اسکے لئے ہمیں اس نظام کو تبدیل کرنے کیلئے انقلابی جدوجہد کا آغاز کرنا پڑے گا، اور اس طرح 1987 میں، میں نے اپنے ساتھیوں کیساتھ کراچی پریس کلب میں ایک پریس کانفرنس کے ذریعے، تنظیم بہبودِ انسانیت کو ختم کرنے اور "تنظیم انقلاب اسلامی" کے قیام کا اعلان کر دیا..... اور اسکے ساتھ مقامی طور پر انسدادِ منشیات کمیٹی کے تحت عملی جدوجہد کا سلسلہ بھی جاری رہا

انسدادِ منشیات کمیٹی کی جدوجہد کی وجہ سے دونوں آڈوں کے مالکان سید بادشاہ اور محمد حنیف کافی حدتک دباؤ میں آچکے تھے، ایک دن جب میں شام کو کلینک سے گھر آیا تو میرے والد محترم نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ آج ایک آڈے کا مالک سید بادشاہ اپنے ایک ساتھی سمیت ہمارے بھیٹک آیا تھا...... میں ایک دم چونک گیا اور پوچھا خیریت؟ کیسے آیا تھا؟ والد صاحب نے کہا خیریت ہے....! اور مسکرا کر کہنے لگا کہ وہ اپنی چادر میں بہت سارے نوٹ کندھے پر اٹھا کر تمہاری قیمت لگانے آیا تھا...... اور کہہ رہا تھا کہ اپنے بیٹے کو یہ پیسے دے دو اور اسے سمجھا دو کہ ہمارے خلاف درخواستیں دینا چھوڑ دے...... میں نے کہا پھر......؟ والد محترم نے کہا پھر کیا، میں نے اپنے خون کے مزاج کے مطابق اسے جواب دے دیا..... اور تمہارے بھائی محمد نقاب نے بھی سیدھا سیدھا کہہ دیا کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہم تو مہمان کی حیثیت سے تم لوگوں سے رعایت برت رہے ہیں شکر کرو ڈاکٹر اقبال خود موجود نہیں اگر وہ ہوتا تو تمہارا کسی اور طریقے سے تواضع کرتا........

اس وقت کے بہت سارے لوگ اب بھی زندہ ہیں اور وہ بہت ساری اور باتوں کیساتھ اس حقیقت کی بھی گواہی دینگے، کہ سید بادشاہ کے آڈے کے آگے لنک روڈ پر انکے چوکیدار بیٹھ کر پولیس وغیرہ کی آمد کی خبر دینے کیساتھ ساتھ مختلف اداروں اور افسران کو اپنا اپنا بھتہ دینے کی ذمہ داری بھی سر انجام دیتے تھے، مختلف اداروں اور افسران کے بھتے کی رقم ایک ٹیبل پر سر عام رکھ کر اس کے اوپر اس افسر یا ادارے کے نام کی پرچی رکھی ہوتی اور اسکے اوپر ایک پتھر رکھا ہوتا تھا، جس جس ادارے اور افسران کے بیٹر جب جب اپنا "مالِ غنیمت" لینے آتے وہ چوکیدار پرچی پڑھ کر مطلوبہ رقم بیٹر کے حوالے کرتا جاتا......

ہم ایک دن کچھ ساتھیوں سمیت ان آڈوں کے خلاف کافی سوچ بچار کے بعد ایک ایسے ادارے میں درخواست دینے چلے گئے، ہمارے علم کے مطابق جہاں کے لوگ ان آڈوں کے ہمدردوں میں شمار نہیں ہوتے تھے.......

ہماری حیرت کی انتہاء نہیں رہی جب درخواست دینے کے پانچویں روز میرے ایک دوست نے مجھے آکر بتایا کہ آج بھتے کی اس ٹیبل پر ایک مزید بھتے کا اضافہ ہوگیا ہے اور اس ٹیبل پر اسی ادارے کے نام کی پرچی کے نیچے ہزاروں کے نوٹ پڑے ہوئے تھے جہاں ہم ان آڈوں کو بند کرنے کی درخواست لے کر گئے تھے،

یعنی ہم آڈوں کے خلاف کارروائی کی خوش گمانی میں جس ادارے کے پاس گئے تھے ہماری وہ درخواست انکے لئے کمائی کا ایک ذریعہ بن گئی تھی.......یعنی ہماری فریاد نے انکے لئے کمائی کا ایک نیا در کھول دیا تھا........

کیا اس قسم کی بیغیرتی کو تولنے یا ناپنے کا کوئی پیمانہ ہے کسی کے پاس.....؟

اسی کشمکش میں دن رات گزرتے گئے، کہ 26 اکتوبر 1989 کو سید بادشاہ آڈے والوں نے ہمارے ایک ساتھی مولانا محمد دین (مرحوم) کو گولی مار کر زخمی کر دیا اسکے اگلے دن جمعہ تھا اور فیصلہ ہوا کہ بھینس کالونی سے لیکر مظفر آباد، مسلم آباد، بلال کالونی، شیر پاؤ کالونی، معین آباد اور مانسہرہ کالونی تک کے تمام آئمہ مساجد جمعہ کی تقریر اسی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

موضوع پر کرینگے اور نماز کے بعد تمام نمازی تھانہ قائد آباد (ڈی سی ملیر آفس کے ساتھ) پر احتجاجی مظاہرہ میں شریک ہونگے.....

27 اکتوبر نماز جمعہ کے بعد ان تمام علاقوں کے لوگوں کا ایک انبوہ کثیر اپنے آئمہ کرام کیساتھ تھانہ قائد آباد کے سامنے جمع ہو گیا اور پولیس اور دیگر اداروں کے خلاف نعرے بلند کرنے لگا..... میں نے اپنی زندگی میں اس علاقہ میں اس سے پہلے اتنا بڑا احتجاج دیکھا تھا اور نہ اسکے بعد....... داؤد چورنگی کا پل اس وقت زیر تعمیر تھا، مظاہرین پل کی طرف سے ہاتھوں میں پتھر لے کر اور پولیس تھانہ کی طرف سے ان پر کلاشنکوفیں تھانے کھڑے تھے...... اور میں بالکل ان کے درمیان میں کھڑا تھا..... مظاہرین میں سے کچھ لوگ پولیس پر پھتراؤ کر رہے تھے، میں کبھی ان کو چیخ چیخ کر منع کرتا اور کبھی پولیس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کہتا کہ فائرنگ نہ کریں، اتنے میں ایک پاؤ بھر کا پتھر میرے سینے میں آلگا اور میں چکرا کر رہ گیا میں ابھی سنبھلا بھی نہ تھا کہ پولیس نے سٹیٹ فائرنگ شروع کر دی اور گولیاں میرے کانوں کے قریب سنسناتی ہوئی گزر گئیں، میں فوراً زمین پر گر گیا اور رولنگ کرتا ہوا ایک طرف لڑھکتا چلا گیا...... اور ایک سائیڈ پر جا کر کھڑا ہو گیا..... پولیس والے مسلسل فائرنگ کر رہے تھے اور گولیاں میرے سامنے مظاہرین کو لگ رہیں تھیں، ایک قیامت کا سماں تھا انسانوں کی چیخ و پکار نے آسمان سر پر اٹھا رکھا تھا....... میں کچھ ساتھیوں سمیت زخمیوں کے پاس پہنچا، کچھ ساتھیوں نے راہ چلتی گاڑیوں کو پکڑا اور ہم نے تمام زخمیوں اور شہداء کو ان گاڑیوں میں ڈال دیا اور انہیں جناح ہاسپٹل روانہ کر دیا....... میرے کپڑے خون سے لت پت ہو چکے تھے اور اکثر لوگ یہ سمجھ کر کہ شائد میں بھی زخمی ہو چکا ہوں میری مزاج پرسی کر رہے تھے ......

پولیس فائرنگ اور ہمارے ساتھیوں کے مرنے اور زخمی ہونے سے احتجاج دبنے کی بجائے ایک شعلہ جوالہ بن چکا تھا،

اور ہم نے قائد آباد کے مقام پر نیشنل ہائی وے پر دھرنا دینے کا فیصلہ کر لیا........

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قیامت کا سماں

ہمارے سارے ساتھی قائد آباد کے مقام پر نیشنل ہائی وے پر بیٹھ گئے اور اسے بلاک کر دیا اور اب منشیات کے آڈوں کے خاتمے کیساتھ ساتھ قاتل پولیس اہلکاروں کی گرفتاری بھی ہمارے مطالبات میں شامل ہو گیا تھا...... پولیس کی مدد کیلئے اب فوج بھی بلالی گئی تھی جو سویڈیش ٹیکنیکل کالج کے سامنے کھڑی تھی اور وقفہ وقفہ سے مظاہرین پر فائرنگ کر رہی تھی جس سے ہمارا ایک اور ساتھی شہید ہو گیا، جس کے بعد میں اپنے دو ساتھیوں کیساتھ فوجیوں کے پاس گیا جہاں SSP بھی انکے ساتھ کھڑا تھا، میں نے جذباتی لہجے میں ان کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا یہ سامنے مظاہرین تمہیں سکھ اور ہندو نظر آتے ہیں جن پر تم فائرنگ کر کے ہیرو بننے کی کوشش کر رہے ہو...... کیا منشیات کے آڈے بند کرنے کے مطالبے کی سزا یہ ہے کہ آپ ہمیں جان سے مار دیں...... میری یہ بات سن کر SSP نے چیخ کر کہا..... گرفتار کر لو اس بندے کو....... اور میں نے دونوں ہاتھ آگے کر کے کہا گرفتار کر لو میں نہیں ڈرتا گرفتاری سے SSP تو میری شکل دیکھتا رہ گیا لیکن ایک کیپٹن آگے بڑھا اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر نرم لہجے میں بولا کہ محترم آپ ہم سے بعد میں مل لیں ہم سے اس سلسلے میں جو ہو سکا آپ سے تعاون کرینگے لیکن نیشنل ہائی وے کو ہم کسی صورت بند نہیں ہونے دینگے......!

یہ کہنا مناسب نہیں لیکن حقیقت یہی ہے کہ اس کڑے امتحان کے وقت تقریباً سارے قائدین میدان سے غائب ہو گئے تھے اور کچھ نے ساتھ والی مسجد میں پناہ لے رکھی تھی..... اس صورت میں معاملات کو بردباری اور ٹھنڈے دماغ سے میرٹ پر دیکھ کر درست فیصلے کرنے کی ساری ذمہ داری میرے کاندھوں پر آگئی تھی، یہ مغرب کے قریب کا وقت تھا میں نے چند لمحے کیلئے معاملات کے تمام پہلوؤں پر سوچا اور پھر ایک فیصلہ کر لیا، سامنے ایک دکان کے آگے مٹی کے تیل کے ڈرم پر چڑھ گیا، میں نے مختصراً اس دن پیش آنے والے واقعات پر روشنی ڈالی، اپنے شہداء کا بدلہ لینے کے عزم کا اظہار کیا اور ساتھیوں سے نیشنل ہائی وے کو کھولنے کی درخواست کی....... وہاں اب تقریباً 40، 50 لوگ ہی رہ گئے تھے، ان سب نے میری تجویز کی مخالفت کرتے ہوئے ہائی وے چھوڑنے سے انکار کر دیا، میں نے انہیں تسلی دلانے کیلئے کہا کہ ہم اپنے شہداء کا بدلہ ضرور لینگے لیکن اس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وقت ہم خالی ہاتھ ہیں فوج وقفے وقفے سے فائرنگ کررہی ہے، ہمیں مزید نقصان سے بچنے کیلئے ٹھنڈے دماغ سے کام لے کر اس وقت احتجاج کو ختم کرلینا چاہیے..... میں نے بہت مشکل سے انہیں احتجاج ختم کرنے پر راضی کیا..... یہ چالیس پچاس وہ جری لوگ تھے کہ انکے ساتھ بیٹھے انکے پہلوان نامی ساتھی کو سر میں گولی لگی انہوں نے اسکی لاش کو اپنے ہاتھوں سے گاڑی میں رکھا اور دوبارہ آ اپنی جگہوں پر آکر اطمینان سے بیٹھ گئے...... میں زندگی بھر افسوس کرتا رہاہوں کہ کاش میں ان ہیروں کے نام اپنے ساتھ نوٹ کرلیتا.......کاش

احتجاج ختم ہوچکا تھا، میں نے مسجد میں جاکر قائدین کو دیکھنا چاہا تو وہ گلیوں میں سے نکل کر وہاں سے جاچکے تھے، مغرب کی نماز کے بعد ہم شہداء اور زخمیوں کو دیکھنے جناح ہاسپٹل چلے گئے، زخمیوں کی عیادت کی اور شہیدوں کے معاملات دیکھے اور پھر وہیں ڈاکٹرز ہاسٹل میں صحافیوں کو بلاکر پریس کانفرنس کی اور انہیں تمام حالات سے آگاہ کیا،

ہم رات ڈیڑھ بجے گھر پہنچے تو والدین اور سب گھر والے ہمارے غم میں اب تک جاگ رہے تھے، انہوں نے مجھے زندہ دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کیا، دراصل دن میں ہی میری شہادت کی افواہ پھیل چکی تھی اور کچھ لوگ میرے کپڑوں پر خون دیکھ کر مجھے بھی زخمی سمجھ رہے تھے......

تھکاوٹ اور نیند کا اپنا الگ ہی پروٹوکول ہوا کرتا ہے، 6 ساتھیوں کی شہادت اور دو درجن ساتھیوں کے زخمی ہونے کے غم کے پہاڑ کے باوجود پورے دن کی بھاگ دوڑ اور ذہنی تھکاوٹ کی وجہ سے میں کپڑے تبدیل کئے بغیر انہی خون آلود کپڑوں میں ہی سو گیا تھا.......

لیکن ٹھیک ڈھائی بجے دروازہ بجنے کی آواز آئی تو میں ہڑبڑا کر اٹھ گیا، سوچا منشیات کے آڈے والے ہونگے، فوراً اٹھ کر پسٹل لوڈ کیا اور اسے سامنے رکھ کر دروازہ کھولا تو سامنے پولیس والے کلاشن کوف تھانے کھڑے تھے، پسٹل ان لوڈ کرکے ان کے حوالے کیا اور ان کیساتھ گاڑی میں بیٹھ گیا، وہ مجھے ہسپتال چورنگی میں کھڑی دوسری گاڑی میں بٹھا کر بلال چورنگی کی طرف چلے گئے اور دس پندرہ منٹ بعد میرے ساتھی محمد شعیب کو بھی گرفتار کرکے لے آئے اور ہم دونوں کو لے کر قائد آباد تھانے کی طرف روانہ ہوگئے......

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہمیں سیدھا تھانہ کے حوالات لے جایا گیا اور وہاں جاتے ہی دس بارہ پولیس والے ننگی گالیاں دیتے ہوئے یکبارگی سے ہم پر پل پڑے.......

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دو گھنٹے وحشیانہ تشدد.......اور 13....ایف آئی آرز

اس تشدد سکواڈ کا کمانڈر ذکی نامی سب انسپکٹر تھا اور اسکے ساتھ سب انسپکٹر اسلم اور اے ایس آئی عبد المنعم شامل تھے ان کے علاوہ تقریباً دس دیگر افراد تھے جن کو میں نہیں جانتا تھا..... انہوں نے ہمیں شدید مزاحمت کے باوجود زبردستی الف ننگا کیا.... الٹا لٹا کر چھتر سے اور ڈنڈوں سے شدید تشدد کا نشانہ بنایا اور پھر ہاتھ ہتھکڑیوں سے پیچھے کھڑکی کے سلاخوں سے باندھ کر، لاتوں، بٹوں، لاٹھیوں اور مکوں سے گھنٹوں تشدد کرتے رہے....... ذکی نامی خنزیر نے ہم دونوں کی ڈھاڑیوں پر تھوکا........ اور تشدد کا یہ سلسلہ آذانِ فجر تک جاری رہا......

فجر کی آذان کے بعد ہمیں پولیس کی گاڑی میں بٹھایا گیا، مجھے آئر پورٹ تھانے اور محمد شعیب کو شاہ فیصل تھانے لے جا کر لاک آپ میں بند کر دیا گیا......

میں لاک اپ میں داخل ہوا تو کچھ دیر بعد بیٹھنا چاہا لیکن میں کوشش کے باوجود بیٹھ نہ سکا اور کافی دیر تک دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا رہا...... دوپہر کو دیوار کا سہارا لے کر بہت مشکل سے نیچے فرش پر الٹا لیٹ گیا.... اس دن مجھے اپنا کوئی ہوش نہ رہا...... نیند کوسوں دور تھی اور دماغ نے جیسے کام کرنا چھوڑ دیا تھا.......

دوسرے دن صبح کچھ ہوش ٹھکانے آئے تو نماز پڑھنے کی فکر ستانے لگی میں نے باہر کھڑے سنتری سے وضو کیلئے پانی اور جائے نماز مانگا تو وہ مجھے حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عجیب نظروں سے دیکھنے لگا..... میں نے کہا کیا ہوا...؟

تو اس نے کہا کہ سب انسپکٹر ذکی نے تو آپکو ہمارے حوالے کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ سکھ ہے اور اسے جاسوسی کے جرم میں گرفتار کیا گیا ہے اس پر خصوصی نظر رکھنا.... میں نے کہا سکھ ہو گا ذکی اور اسکا باپ، میرا نام ڈاکٹر اقبال ہے اور الحمدللہ میں مسلمان ہوں...... اسکے بعد کہیں جا کر اسے میرے مسلمان ہونے کا یقین آیا اور وضو کیلئے باہر لے آیا اور لاک اپ میں جائے نماز مہیا کی گئی.......

وہاں میرے بوڑھے والد صاحب مسلسل دو دن تک مجھ سے ملنے آتے رہے لیکن مجھ پر ملاقات کی مکمل پابندی تھی اور انہوں نے والد صاحب کو مجھ سے ملنے نہیں دیا...... تیسرے دن وہ مجھ سے ملے تو ان کی حالت غیر تھی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ کوئی سفارش ڈھونڈ کر مجھ سے ملنے میں کامیاب ہوئے تھے، وہ مجھ سے مل کر کافی دیر تک روتے رہے اور دیر تک بہت سی باتیں کرتے رہے لیکن جو بات میں مرتے دم تک نہیں بھولوں گا وہ یہ تھی کہ بچیہ (بیٹا) جس رات یہ تجھے لے جا کر مارتے رہے تو تمھیں لگنے والا ہر وار میں اپنی پیٹھ پر محسوس کرتا رہا اور میری پیٹھ اس پوری رات جلتی رہی اور مجھے یوں محسوس ہوتا رہا جیسے میری پیٹھ پر مسلسل کوئی کوڑے برسا رہا ہو........

ہم دونوں جتنی دیر ایک ساتھ لاک اپ میں رہے بھیگی آنکھوں کیساتھ ایک دوسرے کا دکھ بانٹتے رہے.....

چوتھے دن ہمیں جج کے سامنے پیش کئے بغیر جیل بھیج دیا گیا اور وہاں ہمیں سیدھا چکر لے جایا گیا، جہاں قیدیوں کی زیادہ تعداد اور سہولتوں کے فقدان کی وجہ سے بہت مشکلات کا سامنا تھا،

میرے اور میرے ساتھی کے پورے جسم پر مارنے کے نتیجے میں نیل کے نشان پڑ چکے تھے اور ہمیں اس کی وجہ سے کئی ہفتے چین کی نیند نصیب نہیں ہوئی، میری آنکھوں کی تمام سفیدی سرخ خون میں تبدیل ہو گئی تھی اور ایک ہفتہ تک پیشاب کی جگہ خون بہتا رہا.....

جیل جانے کے بعد ہی ہمیں یہ پتہ چلا کہ ہم پر اپنے ہی ساتھیوں کے قتل، زخمی کرنے، بلوہ، پولیس مقابلہ، ہائی وے کی بندش کے الزامات میں 13 ایف آئی آرز کاٹی گئیں ہیں،

یہ بینظیر کی پہلی دور حکومت تھی اور یہاں جیل میں بھی پیسے بنانے کے سو راستے پیدا کر لئے گئے تھے اور اپنے خاص خاص لوگوں کو یہ ذمہ داریاں حوالے کر دیں گئیں تھیں، ان میں سے ایک ضیاء الحق پر حملے میں ملوث اور دوسرا جیل سے باہر نکل کر زرداری کا باڈی گاڈ بننے اور بعد ازاں خود کش حملے میں مرنے والا لڑکا بلال شیخ بھی شامل تھا......

ہمیں شام کو ایک گھنٹے کے لئے باقی جیل میں جانے کا موقع ملتا تو ہم ٹہلنے نکل جاتے، ایک دن میرا ساتھی مجھے ایک سائیڈ پر کھڑا کر کے پیپلز پارٹی کے اس لڑکے بلال شیخ کے پاس جا کر راز و نیاز میں مشغول ہو گیا، لیکن مجھ سے بات چھپا کر رکھی .... جب دوسرے دن اس نے پھر یہی کچھ کیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ آپ مسلسل دوسرے دن اس بد معاش سے کیا راز و نیاز کر رہے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں اس سے قدرے بہتر بیرک میں منتقل

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہونے کیلئے بات کر رہا ہوں اور آج یہ بات 30 ہزار میں طے ہو گئی ہے، میں نے کہا چکر میں جو انسان وقت گزار رہے ہیں وہ بھی ہمارے جیسے ہی ہیں، وہ وہاں رہینگے تو ہم بھی وہاں رہینگے اور اگر آپ کو وہاں زیادہ تکلیف ہے تو آپ اپنے لئے بات کر لیں میں یہیں رہونگا...... اس طرح یہ بات مؤخر ہو گئی اور چند دن بعد پیپلز پارٹی کے وزیر محنت خواج محمد خان جس سے ہماری ذاتی شناسائی تھی وہ ہمارے پاس جیل آئے، ذاتی طور پر پیش آنے والے ان واقعات پر آفسوس کا اظہار کیا، ان کیسز کو واپس لینے کیلئے اپنی طرف سے کوشش کرنے کی حامی بھری اور ہمارا تبادلہ دار القرآن کروادیا، جہاں ہر صبح درس قرآن ہوا کرتا تھا اور وہاں آزادی کے ساتھ سہولیات بھی نسبتاً زیادہ تھیں......

فائنل چالان عدالت میں پیش ہوا تو ہماری ضمانت کی درخواست دائر کر دی گئی، اس دن ہم بھی عدالت میں موجود تھے وکیل سے میں نے فائل لے کر پڑھی تو پتہ چلا ان تمام معاملات میں سب سے بڑا گنہہ گار میں ہی تھا، FIR میں لکھا تھا کہ ڈاکٹر اقبال، شعیب وغیرہ وغیرہ نے پولیس پر فائر کرتے ہوئے غلطی سے اپنے ساتھیوں کو مارا اور زخمی کیا.......

میں نے اس کی نشاندہی کی اور وکیل نے جج کے سامنے I,O سے پوچھا کہ جب ڈاکٹر اقبال اور اسکے ساتھی پولیس پر فائرنگ کر رہے تھے اور وہ غلطی سے اپنے ہی ساتھیوں کو مار رہے تھے اور زخمی کر رہے تھے تو یہ بتائیں کہ ان کی فائرنگ سے کتنے پولیس والے مرے اور کتنے زخمی ہوئے.....؟ I, O کو جیسے جھٹکا لگ گیا اور کچھ دیر خاموشی کے بعد گویا ہوا کہ جی کوئی زخمی ہوا نہ مرا........ جج نے ہاتھ اوپر اٹھا دیا...... اور لکھنے کے ساتھ ساتھ بولا کہ ان تمام FIR, S میں ہر ملزم کی 30،30 ہزار روپے کی ضمانت منظور کی جاتی ہے،

ہمارے اداروں میں ایسے شاہکار نمونے پائے جاتے ہیں، جو آپکو قتل کرتے ہیں...... آپکو پکڑ کر بے انتہاء تشدد کا نشانہ بناتے ہیں....... آپ پر آپ ہی کے ساتھیوں کے قتل کے الزام میں 13 الیف آئی آرز کاٹ کر آپکو جیل بھیج دیتے ہیں....... اور چاہتے ہیں کہ قتل تو وہ کریں لیکن سزاء کے طور پر آپ پھانسی چھڑ جائیں........ تف ہے اس نظام اور اسکے ایسے بے غیرت کرداروں اور رکھوالوں پر........

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہم 23 فروری 1990 کو ضمانت پر رہا ہو گئے......رہائی کی شام خبر ملی کہ مولانا جھنگوی کو رافضیوں نے شہید کر دیا ہے.....انا للہ وانا الیہ راجعون

جب میں جیل سے باہر نکلا تو پتہ چلا کہ میں ایک بار پھر اکیلا رہ چکا ہوں.......

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضمانت کے بعد.........مکمل تنہائی

ہم جیل سے ضمانت پر رہا ہو کر باہر آئے تو تقریباً چھ ماہ تک تاریخ بھگتتے رہے، ہماری کمیٹی کے ایک رکن حافظ عبدالغفور صاحب مرحوم کے بینظیر سے ملنے، اور خواج محمد خان کی ذاتی دلچسپی کی وجہ سے ہمارے کیس تو گورنمنٹ نے واپس لے لئے لیکن ہماری کوشش کے باوجود ہمارے ساتھیوں کے قاتل پولیس والوں کو کسی نے ہاتھ تک نہیں لگایا.......

ضمانت پر باہر آنے یعنی 1990 سے لے کر 2000 تک کمیٹی کے کسی بھی رکن، کسی بھی عہدیدار نے اپنی ذمہ داری میں کوئی دلچسپی نہیں لی ایک ڈاکٹر اقبال تھا جو پاگلوں کی طرح کبھی متعلقہ افسران کے پاس درخواستیں لے کر جاتا اور کبھی اخبارات میں بیان چھپواتا....... جس کا نتیجہ میرے حق میں بہتر نہیں نکلا.......اور کئی بار مجھ پر قاتلانہ حملے کی کوششیں کی گئیں اور ایک بار گھر پر فائرنگ بھی ہوئی جس میں ہمارے محلے کا ایک لڑکا شہید ہو گیا تھا.......ان واقعات کی تفصیل کچھ اس طرح ہے.....

ایک دن میں کلینک میں بیٹھا تھا کہ حنیف اور اسکے دو ساتھی تیزی سے میرے کلینک میں داخل ہوئے .... انہوں نے نیفے میں پسٹل اڑسائے ہوئے تھے، لیکن میں کبھی اپنی حفاظت سے غافل نہیں رہتا تھا.... پسٹل میری ٹیبل کے اوپر پڑا ہوا تھا جب وہ اندر داخل ہوتے نظر آئے تو میں نے فوراً پسٹل ہاتھ میں اٹھا لیا.....اب وہ ذرا برابر کوئی غلط حرکت کرتے تو میری گولی کا نشانہ بنتے اور وہ اس بات کو سمجھ چکے تھے، انکے پسٹل انکے نیفوں میں آڑس کر رہ گئے تھے، لہٰذا انہوں نے بات بدل دی اور منت کے طور پر کہنے لگے کہ ڈاکٹر صاحب ہمارے ساتھ گزارا کرو آڈے بند رہتے ہیں اور پولیس والے پیسے مانگتے ہیں، اور اسی طرح آئیں، بائیں، شائیں کر کے چلے گئے...... اور اللہ تعالیٰ نے مجھے انکے شر سے بچا لیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک رات میں 10 بجے کلینک بند کرکے اپنے دوست زر محمد ایڈووکیٹ کے ساتھ گھر کی طرف جارہا تھا، جب ہم سید بادشاہ کے آڈے کے قریب سے گزر رہے تھے تو پیچھے سے کسی کے دوڑنے کی آواز آئی، جب ہم نے پیچھے دیکھا تو سید بادشاہ کا سب سے خطرناک ساتھی، سخی جان ہمارے سرپر پہنچ چکا تھا، اسکے بائیں ہاتھ میں لوڈڈ ماؤزر تھا اور اس نے اپنا دایاں ہاتھ میرے کاندھے پر رکھ کر فلموں والے ڈائیلاگ بولنا شروع کردیئے.....

"ڈاکٹر......، تمہاری وجہ سے ہمارے دو بھائی پولیس نے مارے......"

"تمہاری وجہ سے روزانہ ہمارا لاکھوں روپے کا نقصان ہوتا ہے......."

میں ہمیشہ رات کو کلینک سے گھر آتے ہوئے یا تو لوڈیڈ پسٹل ہاتھ میں رکھتا تھا یا ٹرائیگر پر انگلی رکھ کر ویسٹ کوٹ کی جیب میں....

اس وقت بھی لوڈیڈ پسٹل میرے ویسٹ کوٹ کی جیب میں ہی موجود تھا اور میری انگلی ٹرائیگر پر.......

میں نے اس بدمعاش کے ٹون پر نظر رکھی ہوئی تھی اور فیصلہ کیا تھا کہ جب یہ ماؤزر والا ہاتھ ہلائے گا یا اسکا ٹون تبدیل ہوگا تو میری پسٹل کی نال اسکے سینے پر ہوگی،

اور واقعی اس کا ٹون مسلسل اوپر ہی جارہا تھا اور جب میں نے محسوس کیا کہ وہ کچھ غلط کرنے جارہا ہے، تو پسٹل کی نال سیکنڈ کے دسویں حصے میں اسکے دل کے اوپر اور میری شہادت کی انگلی ٹرائیگر پر تھی.......

بندے کی اونچی چیخیں اور بدمعاشی، جس سے اریب قریب محلے کے لوگ گھروں سے نکل کر دروازوں میں کھڑے ہوگئے تھے جھاگ کی طرح بیٹھ گئی تھی اور بندہ بڑے تمیز اور عاجزی سے منت سماجت پر اتر آیا،

"ڈاکٹر صاحب..... ہمیں بہت نقصان ہورہا ہے ہمارا تھوڑا خیال رکھا کرو..... ہمارے جوان بھائی مرگئے...... ہمیں پولیس کو پیسے دینے پڑتے ہیں...... تم ہمارے بھائی ہو" وغیرہ وغیرہ

اب کھری کھری سنانے کا نمبر میرا تھا اور میں نے وہ وہ سنائیں کہ وہ کھانپنے لگ گیا......

میں نے کہا........

" سخی جان جو آپ جیسے لوگوں کیخلاف یہ سب کچھ کرتا ہے نا، یا تو وہ پاگل ہوتا ہے یا وہ یہ سب کچھ شعوری طور پر سوچ سمجھ کر کرتا ہے اور اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں وہ جان سے بھی جاسکتا ہے، اور یہ سب کچھ میں سوچ سمجھ کر ہی کررہا ہوں...... اور میں ہر خطرے کیلیئے ہر وقت خود کو تیار بھی رکھتا ہوں".......

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

وہ نفسیاتی طور پر اتنا ڈیپریس ہوچکا تھا.... کہ میں نے بڑے اعتماد اور سکون سے اسکے سینے سے پسٹل ہٹایا......اسے ویسٹ کوٹ کی جیب کی بجائے نیفے میں رکھا...... اسکا ماؤزر اسکے ہاتھ میں رہا لیکن اسکے باوجود اسے کچھ کرنے کی جرآت ہی نہیں ہوئی......

بلکہ جب ہم وہاں سے جانے کیلیئے پلٹے تو اس نے چائے پینے کی آفر بھی کر ڈالی اور جب کُتے ہم پر بھونکنے لگے تو انہیں بھی پتھر مار کر ہم سے بھگانے لگا اور بولا کہ، ہر کسی پر بھونکتے ہو اپنے پرائے کی تمیز نہیں....... یہ میرے اوپر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم تھا کہ سیکنڈوں میں معاملے کا پھانسہ پلٹ دیا اور مجھے اپنے کرم سے غلبہ عطاء فرمایا......

ایک رات گیارہ بجے کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، میں نے پسٹل لوڈ کر کے اسے آگے رکھ کر دروازہ کھولا تو حنیف کے تین آدمی دروازے کے سامنے کھڑے تھے، دو کے ہاتھ میں پسٹل اور ایک کے ہاتھ میں کلاشنکوف لٹک رہے تھے، انہوں دوبارہ پہلی والی غلطی کر ڈالی تھی، میرا پسٹل انکے دلوں کا نشانہ لئے ہوئے تھا اور انکا اسلحہ زمین کی طرف دیکھ رہا تھا...... میں نے کہا بولو کس لئے آئے ہو تو انہوں نے وہی آئیں، بائیں، شائیں شروع کر دی..... جب میں نے گلی میں اوپر نیچے دیکھا تو ایک کلاشنکوف برادر اوپر گلی میں اور دوسرا نیچے گلی کے چوک میں کھڑا تھا وہ پوری منصوبہ بندی کیساتھ آئے تھے لیکن وہ اللہ کے منصوبے کو شکست نہ دے سکے اور انکے منصوبے کا انجام بھی پہلے سے مختلف نہ تھا........ اور وہ پھر پہلے ہی کی طرح اِدھر اُدھر کی ہانک کر ذلیل ہو کر چلے گئے.......

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گھر پر حملہ......اور پیشہ ور قاتلوں کی خدمات

ایک دن میں کلینک میں بیٹھا تھا کہ ایک آدمی آیا اور مریضوں کے سٹول پر بیٹھ گیا، کچھ دیر خاموش بیٹھا رہا تو میں نے پوچھا، خیریت....؟ وہ باقاعدہ رونے لگ گیا، میں نے پوچھا کیا تکلیف ہے مجھے بتاؤ.....اس نے کہا مجھے کوئی تکلیف نہیں.....میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں لیکن پہلے آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ آپ مجھے معاف کرینگے ......میں نے کہہ دیا کہ میں آپکو کچھ نہیں کہوں گا........

اس نے کہا آپ مجھے جانتے ہیں کہ میں ہیروئین کا عادی ہوں اور میں سید بادشاہ کے آڈے سے ہیروئین خریدتا ہوں، میں نے کہاہاں میں یہ سب جانتا ہوں، اس نے کہا ایک دن میں آڈے پر ہیروئین خریدنے گیا تو سید بادشاہ نے مجھے کہا کہ میں تمہیں پچاس ہزار روپے دونگا اور پوری زندگی یہاں سے ہیروئین مفت لینا لیکن اس کے بدلے ڈاکٹر اقبال کو مارنا ہے، میں نے کچھ تردد کے بعد حامی بھرلی اسکے دوسرے دن اس نے مجھے بلایا، مجھے مفت ہیروئین دیا، پانچ ہزار روپے دیئے اور ایک پسٹل دے دیا اور کہا کہ باقی 45 ہزار روپے کام کرنے کے بعد دے دونگا.......میں وہاں سے گھر آگیا اور آپکے گھر کا سروے کرکے پوری پلاننگ کرلی اور دوسری رات ڈیڑھ بجے آپکے گھر کے ساتھ تندور والی جگہ کی دیوار پھلانگ کر اور پھر وہاں سے آپکے گھر میں دیوار پھلانگ کر داخل ہو گیا.......میں جب پسٹل ہاتھ میں لے کر آہستہ آہستہ آپکے کمرے کے سامنے آگیا تو آپ اس وقت جائے نماز پر کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے، میں چاہتا تو آپکو آسانی سے گولی مار کر تندور والے راستے واپس نکل سکتا تھا.....لیکن میرے ذہن میں یکدم خیال آیا کہ اس بندے کو میں اس حالت میں کیوں اور کس گناہ پر مار رہا ہوں جبکہ وہ اگر منشیات کے آڈوں کے خاتمے کی بات کر رہا ہے تو وہ بھی کچھ غلط نہیں کر رہا......میں نے فوراً اپنا ارادہ بدل دیا اور آہستگی سے اسی تندور کے راستے واپس چلا گیا اور صبح جا کر سید بادشاہ کو پانچ ہزار روپے اور پسٹل واپس کر دیا اور کہہ دیا کہ میں پچاس ہزار کی لالچ میں ایک بیگناہ آدمی کا خون نہیں کر سکتا........

آپ کو اس واقعے کا کوئی پتہ نہیں ہو گا.....لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آپکے گھر میں آپکے قتل کی نیت سے داخل ہو کر میں نے ایک گناہ اور جرم کیا ہے اور مجھے میرا ضمیر ملامت کر رہا ہے اسلئے میں چاہ رہا تھا کہ یہ سارا واقعہ آپکو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سناؤں اور آپ مجھے معاف کر دیں..... میں نے اُٹھ کر اسے گلے لگایا اور اسے معاف کر دیا اور ایک اچھے فیصلے پر اسے سراہا.......

1995 کے ایک دن عصر کے وقت سید بادشاہ کے ایک بدمعاش موازنامی شخص نے میرے گھر پر شدید فائرنگ کی گھر کے سامنے میرے چھوٹے بھائی ارشد حسین اور اسکے ایک دوست بیٹھے تھے میرے بھائی تو بچ گئے لیکن محلے کا وہ لڑکا گولیاں لگنے سے شہید ہو گیا..... گولیاں گھر کے اندر داخل ہو کر ایک بریف کیس کو بھی لگیں لیکن بچے خیریت سے رہے...... اس واقعہ کے دوسرے دن پولیس کو لے کر میں خود انکے مکان پر گیا تو مکان بالکل خالی تھا اور وہ یہ کام کرنے سے پہلے ہی پی آئی اے کے ٹکٹ خرید کر گاؤں بھاگ گئے تھے، ہم نے چند ساتھیوں کی مدد سے مکان کی تمام دیواریں گرادیں تھیں.......
اس واقعے کی ایف آئی آر کاٹی گئی لیکن پولیس مکمل طور پر ان جانوروں کے حق میں تھی اور اسکا کوئی نتیجہ بر آمد نہ ہو سکا.....
اسی واقعے کے حوالے سے میں اس وقت کے IG سندھ ڈاکٹر شعیب سڈل سے ملا، انہوں نے کہا کہ میں آپکو پولیس گارڈ ہی دے سکتا ہوں، میں پولیس گارڈز اور انکی صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف تھا اسلئے میں نے منع کر دیا، لیکن انہوں نے اسرار کیا اور کہا کہ میں آپکی یہی خدمت کر سکتا ہوں اور کرونگا اور میرے سامنے SHO قائد آباد کو فون کر کے دو گارڈز دینے کی ہدایت کر دی......

پولیس گارڈز میرے لئے مصیبت بن گئے، دو پولیس والے صبح 8 بجے آتے اور شام آٹھ بجے دو اور سپاہی انکی جگہ لینے کیلئے آجاتے ......
میں رات کو جب کلینک سے گھر آتا تو میں ہاتھ میں پسٹل لے کر آگے آگے چلتا اور وہ مجھ سے کم از کم دس میٹر پیچھے چلے آرہے ہوتے...... میں ان کی سوچ اچھی طرح سمجھتا تھا لیکن کبھی کبھی آز راہ مزاح انہیں چھیڑ ہی دیتا اور انہیں کہتا کہ آپ کو تو مجھ سے آگے آگے چلنا چاہئے تو وہ کہتے ڈاکٹر صاحب آٹھ دس ہزار روپے تنخواہ کیلئے کوئی کیوں اپنی جان دیگا اور اپنے بچوں کو یتیم کرے گا.......!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دن کے وقت ایک سپاہی کلینک کے ایک دروازے اور دوسرا دوسرے دروازے پر کھڑا رہتا، جنہیں دیکھ کر مریضوں کا آنا بہت کم ہو گیا تھا، ایک دن ایک مریض میرے پاس آیا اور اس نے شکایت کی کہ ایک سپاہی نے میری تلاشی کے بہانے میری جیب سے پیسے نکال لئے ہیں، میں نے اس سپاہی کو بلایا اور ذرا سخت انداز میں مریض کے پیسے واپس کرنے کا کہا، تو اس نے اسے پیسے واپس کر دیئے اور میں نے اسی وقت SHO کو فون کر کے یہ کہانی اسے سنائی اور گارڈز واپس بلانے کا کہا......

یہ گارڈز چھ ماہ میرے پاس رہے لیکن انہوں نے مجھے کوئی تحفظ دینے کی بجائے ہمیشہ ذہنی کوفت میں مبتلا کئے رکھا..... انکے جانے پر میں نے اللہ کا شکر آدا کیا اور شام گھر جاتے وقت میرا بھائی محمد سلیم یا کوئی دوست مجھے لیکر گھر چھوڑ جاتے، اللہ ان پر اپنا کرم کرے

1998 میں ڈاکٹر ثناءاللہ عباسی صاحب ٹرانسفر ہو کر SSP ملیر کی حیثیت سے یہاں آگئے اور میری نظروں نے پہلی مرتبہ اسکی

صورت میں آیک آئیڈئل پولیس آفیسر دیکھا جو آجکل آئی جی کے پی کے ہیں.....

انکی پرسنالٹی، کام کے انداز اور انکے ساتھ گزرے ہوئے لمحات کی مختصر روداد پیشِ خدمت ہے......

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر ثناء اللہ عباسی کا دور.......اور میرا بائی پاس آپریشن

ڈاکٹر ثناء اللہ عباسی صاحب 1998 میں SSP ملیر بن کر آئے تو میں ان سے ملنے چلا گیا اور ان دو آڈوں کے خاتمے کے حوالے سے ان سے بات کی.....مجھے اچھی طرح یاد ہے میں بڑی تفصیل سے انہیں ان آڈوں کے بارے میں بتارہا تھا لیکن میں نے محسوس کیا کہ وہ یکسوئی سے میری بات نہیں سن رہے، وہ اندر ہی اندر کسی کشمکش کا مبتلا تھے، میں نے انہیں کہہ دیا کہ SSP صاحب آپ میری بات توجہ سے نہیں سن رہے.....انہوں نے اقرار کیا کہ ہاں آپکا اندازہ درست ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ مجھے اپنے بعض پولیس آفیسرز نے بتایا ہے کہ ڈاکٹر اقبال منشیات کے ان اڈوں کو سپورٹ کررہا ہے..... لیکن یہاں میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ ان کے خلاف بات کررہے ہیں......
میں نے کہا مجھے آپکو دینے والی انکی اس اطلاع پر کوئی تعجب اسلیئے نہیں، کہ جو پولیس والے ہمارے چھ ساتھیوں کو مار کر انکی FIR ہم ہی پر کاٹ کر ہمیں جیل بھیج سکتے ہیں......جو چند ٹکوں کیلیئے منشیات کے اڈوں کو تحفظ دے کر لوگوں کے گھر اجھاڑ سکتے ہیں......وہ آپکو میرے بارے میں غلط اور گمراہ کن اطلاع بھی دے سکتے ہیں......
میری ان سے بڑی تفصیل سے بات ہوئی اور انہیں اپنے ساتھ پیش آنے والے تمام واقعات سے آگاہ کیا.....انکا ذہن مکمل طور پر کلیئر ہوچکا تھا، میں نے اٹھتے ہوئے ان سے ان آفیسرز کے ناموں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ہنس کر کہا، میں انہیں خود دیکھ لیتا ہوں،
میں اکثر ان کے پاس جاتا اور بعض اوقات وہ مشورہ لینے کیلیئے مجھے خود بھی فون کرکے بلا لیتے، انہوں نے اپنے دور میں یہ اڈے مکمل طور پر بند کردیئے تھے اور سید بادشاہ اور حنیف اپنے گاؤں بھاگنے پر مجبور ہوگئے تھے، ایک دن مجھے انکا فون آیا کہ فوراً آجاؤ آپ سے مشورہ کرنا ہے، جب میں انکے آفس پہنچا تو انہوں نے کہا کہ سید بادشاہ گاؤں بھاگ گیا تھا اور ہم نے انکے پیچھے پولیس پارٹی بھیجی تھی ایک تو آپکو یہ خوشخبری سنانی تھی کہ سید بادشاہ وہاں گاؤں میں گرفتار ہوگیا ہے اور دوسرا یہ مشورہ کرنا تھا کہ اسکو ٹرین کے ذریعے کراچی لایا جائے یا بائی آیئر......اس موقع پر سید بادشاہ کے گاؤں کا ایک DSP بھی وہاں موجود تھا اسنے کہا صاحب میرا مشورہ ہے کہ اسے ٹرین کے ذریعے یہاں لایا جائے، میں نے کہا میں اس مشورے سے اختلاف کرونگا اسے بائی ایئر لانا اسلیئے ضروری ہے کہ ان لوگوں کے ساتھی کسی بھی ریلوے اسٹیشن پر اسکو چھڑا سکتے ہیں اور ہوائی سفر اس حوالے سے زیادہ محفوظ ہے،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

SSP صاحب نے میرے مشورے سے اتفاق کیا اور اسے اسی کے پیسوں سے پی آئی اے کے ذریعے کراچی لایا گیا.....

ثناء اللہ عباسی صاحب کی پرسنالٹی دیکھنے میں بظاہر ایک سپاہی کی پرسنالٹی بھی نہیں لگتی تھی، لیکن میں نے اسے بہت قریب سے دیکھا ہے جب وہ کسی شکایت کے حوالے سے اپنے کسی جونیئر کو بلاتا تو میں خود اس کا گواہ ہوں کہ وہ اسے سامنے دیوار کیساتھ کھڑا کر کے اس سے سوال و جواب کرتا، میں کسی سپاہی، یا اے ایس آئی کی بات نہیں کرتا، واللہ میں نے ڈی ایس پی کو بھی SSP صاحب کی ٹیبل کے سامنے دیوار کیساتھ کھڑا ہوتا ہوا اور ثناء اللہ عباسی صاحب کا اس سے سوال و جواب کرتے خود دیکھا ہے،

میں اس بات کا بھی گواہ ہوں کہ گھر سے آتے ہوئے لنچ کیلئے دال سبزی وہ ٹفن میں ہمیشہ گھر سے ساتھ لے کر آتے تھے، اور تازہ روٹی اپنے اردلی کے ذریعے تندور سے منگوالیا کرتے تھے..... مجھے ایک دوپہر انکے گھر کی دال انکے ساتھ کھانے کا اعزاز بھی حاصل ہے......

جب تک ثناء اللہ عباسی صاحب ایس ایس پی ملیر رہے ان منشیات فروشوں کو سر اٹھانے کا موقع نہیں ملا، اپنی ذمہ داریوں اور فرائض سے انکی کمٹمنٹ مثالی تھی...... پولیس میں اچھے لوگ ضرور رہے ہونگے لیکن جب کردار، فرض شناسی اور کمٹمنٹ کے حوالے سے مثال دینے کی ضرورت ہو تو میں آنکھیں بند کر کے ثناء اللہ عباسی کی مثال دیتا

ہوں.... کیونکہ میں خود اس کا گواہ ہوں....

19 فروری 2000 کو مجھے ہارٹ آٹیک ہوا اور اسی سال 14 جولائی کو میرا بائی پاس آپریشن ہو گیا، میری والدہ، میرا بھائی محمد سلیم، اور سجاد حسین گاؤں سے اور میرے دوسرے بھائی انجینئر محمد نقاب جدہ سے میرے آپریشن کیلئے کراچی آئے تھے، آپریشن کے بعد میرے والدین اور بھائیوں نے مجھ سے مسلسل اصرار شروع کیا کہ اب آپریشن کے بعد آپ اس قابل نہیں رہے کہ آپ ان لوگوں کیساتھ آئے روز جھگڑوں میں وقت گزاریں اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہمیں آپکے نیچر کا معلوم ہے کہ جب آپ اپنے سامنے کچھ برا ہوتا دیکھتے ہیں تو اپنی عادت سے باز نہیں آتے اور الجھ پڑتے ہیں، اسلئے اب آپ گاؤں منتقل ہو جائیں تو بہتر ہو گا......

اور میں نہ چاہتے ہوئے 2000 کے آخر میں اپنے آبائی گاؤں آمبیلہ بونیر منتقل ہو گیا......

لیکن میں وہاں مشکل سے چار، ساڑھے چار سال گزار کر والد کی ایک شرط کیساتھ دوبارہ کراچی منتقل ہو گیا......

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گاؤں میں چار سال.....
اور مجھ سے زیادتی کرنے والوں کا انجام

میں نے بونیر کے اپنے گاؤں آمبیلہ میں کلینک کھول لیا....
آمبیلہ تاریخی طور پر برطانوی فوج سے لڑائی لڑنے کے حوالے سے اہمیت کا حامل ہے یہ لڑائی 1863 میں درہ آمبیلہ کے مقام پر لڑی گئی اور یہاں کے مختلف قبائل نے برطانوی فوج کو شکست فاش دی لیکن یہاں کے خوانین اور بعض دیگر اقوام نے انگریزوں کا ساتھ دیا اس لڑائی میں ہمارے پر دادا سید معتظم بابا نے ایک انگریز کمانڈر سے اسکا کھوڑا بھی چھینا تھا جس کی وجہ سے گاؤں کے اخون خیل قبیلے سے کافی عرصہ تک اس کی ملکیت کی وجہ سے مناقشہ چلتا رہا.......

میں گاؤں آیا تو یہاں کلینک کھول لی اور الحمدللہ 2001 میں دوسری شادی کر لی
ہمارا آدھا گاؤں ہمارا رشتہ دار ہے، اور باقی سب قریبی جاننے والے ہیں، جب وہ دوا لینے آتے تو اکثر لوگ اگلی فصل پر دوا کے پیسے دینے کا کہہ کر چلے جاتے، اور میں انکار بھی نہ کر سکتا، میرے لئے یہ فیکٹر بہت بڑا مسئلہ بنا ہوا تھا،

حنیف خان (منشیات آڈے والا) کراچی سے بھاگ کر اپنے گاؤں صوابی آکر ANP میں شامل ہو گیا تھا اور اُن دنوں تحصیل صوابی کا ناظم تھا، یہ بھی عجیب بات ہے کہ یہ جمہوری پارٹیاں لوگوں کے کریکٹر پر نہیں بلکہ انکی جیبوں پر نظر رکھتی ہیں، انکو ایک ایسا کنڈیڈیٹ چاہیئے ہوتا ہے جو پارٹی کو فنڈز دیں، پیسہ پانی کی طرح بہا کر سیٹ جیت لے اور یہ پارٹیاں گورنمنٹ میں آنے کی پوزیشن میں آجائیں...... یہ کنڈیڈیٹ قاتل ہو، زانی ہو، منشیات فروش ہو یا ڈاکو، ان کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا......

میں ایک دن کلینک میں بیٹھ کر اخبار کی ورق گردانی کر رہا تھا کہ حنیف ناظم صوابی کی خبر پر نظر پڑی، لکھا تھا،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"میں اپنے کسی ادارے میں کرپشن برداشت نہیں کرونگا"

قہقہہ تو میرا نکل گیا لیکن اس سے دل کہاں ہلکا ہونے والا تھا، ایکسچینج سے ناظم صوابی کا نمبر لیا اور ملا لیا، اسکے اسسٹنٹ نے فون اٹھایا تو میں نے پوچھا حنیف آفس میں ہے....؟

اس نے جواب دیا جی ہاں، میں نے کہا ملا لو....

لائن تھروہوئی تو میں نے کہا حنیف! میں آمبیلہ سے ڈاکٹر اقبال کراچی والا بول رہا ہوں، اس نے جس والہانہ انداز میں مجھے ویلکم کیا اور السلام علیکم کہا، یقیناً اس نے یہ سب کچھ کرسی سے آٹھ کر کیا ہوگا.....

میں نے کہا، میں نے آج کے اخبار میں آپکا ایک بیان پڑھا ہے کہ میں کسی کو اپنے اداروں میں کرپشن نہیں کرنے دونگا..... اس نے کہا جی جی بالکل، میں نے کہا کراچی میں تمہارا ہیروئین، چرس اور شراب کا آڈا چل رہا ہے اور یہاں پارسا بن کر کہتے ہو کہ کرپشن نہیں کرنے دونگا.... اس نے کہا نہیں ڈاکٹر صاحب جب سے تمہارا دوست ڈاکٹر ثناء اللہ صاحب وہاں SSP بن کر آگیا تھا اس دن سے میں نے آڈہ چلانا چھوڑ دیا تھا اور تب سے صوابی میں ہوں، میں نے کہا مجھے معلوم ہے کہ اب بھی ثناء اللہ کے جانے کے بعد تمہارے آدمی وہ آڈہ چلا رہے ہیں.......

بہرحال اس نے قسم کھا کر انکار کر دیا، میں نے فون بند کرنا چاہا تو وہ گویا ہوا کہ ڈاکٹر صاحب آپکی ہر خدمت کیلئے رات ایک بجے بھی حاضر ہوں، مجھے ایک بجے بھی فون کروگے تو حاضر ہوں گا......میں نے کہا میں اپنی ہر حاجت کیلئے اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلانے والا بندہ ہوں اور تمہاری کوئی مدد قبول کرنے سے بہتر ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے اپنی موت کی دعا مانگوں....وہ کچھ مزید بھی کہنا چاہ رہا تھا لیکن میں نے فون بند کر دیا......

غالباً 2003 میں عید کے دن اس حنیف کو خودکش دھماکے میں اڑا دیا گیا.......

سید بادشاہ کے تین جوان بھائی پولیس اور مخالفین کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر گئے....

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سید بادشاہ کا سب سے خطرناک ساتھی سخی جان جس نے مجھ پر حملے کی کوشش کی تھی، گاؤں میں مخالفین کے ہاتھوں مارا گیا اور سید بادشاہ کی ایک ٹانگ آڈے پر رینجر چھاپے کے وقت بھاگتے ہوئے ٹوٹ گئی اور وہ معزور ہو گیا......

گرفتار کرنے کے بعد مجھ پر تشدد کرنے اور میری داڑھی پر تھوکنے والا سب انسپکٹر ذکی شوگر کا مریض تھا، اسے گینگرین ہو گیا......
اسکے دونوں پیر کاٹ دیئے گئے......
بعد میں اس میں کیڑے پڑ گئے، بدبو کی وجہ سے اسکی بیوی اور کوئی اولاد اس کے قریب نہیں جاسکتی تھی....
وہ اسی حالت میں مرا.....
اور ایدھی والوں سے اسے دفنایا گیا....

اے ایس آئی عبدالمنعم کا موٹر سائیکل ایکسیڈنٹ ہو گیا اور اسے ہیڈ انجری ہو گئی، اور پوری زندگی پاگلوں کی طرح گزاری....اس کی زندگی موت کا نہیں معلوم......
اور باقیوں کے بارے میں بھی مجھے کوئی اطلاع نہیں.....

میں پریکٹس کرتا رہا اور اپنی کاپیاں ادھار کھاتوں سے بھرتا رہا.... میں نے والد صاحب سے اس بارے میں بات کی اور دوبارہ کراچی جانے کا ارادہ ظاہر کیا، تو انہوں نے کہا میں خود دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے حالات ٹھیک نہیں تم کراچی جانا چاہو تو جاسکتے ہو لیکن اس شرط پر کہ دوبارہ پرانی والی جگہ جہاں اڈے چل رہے تھے نہیں جاؤ گے اور میں نے حامی بھر لی......
میں دوبارہ کراچی آگیا اور پہلی جگہ سے کافی دور شاہ لطیف ٹاؤن میں کرائے پر جگہ لے لی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں 2005 کے آخر میں کراچی آیا یہ مشرف کا دور تھا...... اور پراپرٹی کا کاروبار عروج پر تھا...... میرے معاشی حالات کچھ درست نہ تھے اسلئے میں نے پراپرٹی بزنس جوائن کرلی لیکن مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ ڈرگ مافیا کے بعد میری قسمت میں لینڈمافیا کے خلاف جہاد کرنا بھی پہلے سے لکھ دیا گیا ہے.......

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پراپرٹی بزنس میں انٹری

ایک نئے امتحان کا آغاز.........

شاہ لطیف ٹاؤن 40 سال پرانی سکیم ہے، جسکی منظوری ذوالفقار علی بھٹو نے کم آمدنی والے لوگوں کو چھت فراہم کرنے کیلئے دی تھی، لیکن یہاں کام شروع کرنے کے بعد پتہ چلا کہ یہاں بھی بیشمار گھپلے اور مسائل ہیں، اور پراپرٹی ڈیلرز اپنی یونین کے ذریعے ان مسائل کے حل کیلئے کوشش کرتے ہیں، جب میں یہاں آیا تو پتہ چلا کہ پیپلز پارٹی کا ایک عہدیدار پراپرٹی ڈیلرز ایسوسی ایشن کا صدر بنا ہوا ہے، مجھے معاملات سمجھنے میں زیادہ دیر نہیں لگی..... یہاں قبضے کئے جارہے تھے..... دو نمبر فائلیں بنائی جارہیں تھیں، اور بہت سی مزید بے ضابطگیاں تھیں جن میں حکومت کے لوگ براہ راست ملوث تھے...... لیکن صدر صاحب ان بنیادی باتوں کی طرف بالکل توجہ نہیں دے رہے تھے اور میٹنگ میں سرسری باتوں کا تذکرہ کرکے اپنے ٹاؤٹ ہونے کا حق ادا کررہے تھے..... ملیر ڈیولپمنٹ آتھارٹی میں گورنمنٹ کے لوگوں نے KMC اور دیگر اداروں سے ڈیپوٹیشن پر بہت سارے اپنے بندے لاکر کرپشن گینگ بنایا ہوا تھا اور مختلف پارٹی شخصیات کو اس کرپشن کا باقاعدہ حصہ پہنچایا جاتا تھا...... پراپرٹی ڈیلر ایسوسی ایشن کا صدر صبح ہم سے ملاقات کرتا اور شام کو لینڈ گریبرز سے مل کر اپنا حصہ وصول کرتا ..... یہاں کے سارے پراپرٹی ڈیلرز ان معاملات کو خوب سمجھ رہے تھے اور وہ اس صورتحال سے بیزار تھے 2013 میں انہوں ایک میٹنگ بلائی اور سب نے متفقہ طور پر مجھے PDA کا صدر بنادیا میں نے انہیں بتایا کہ میں سرسری اقدامات کے حق میں کبھی نہیں رہا میں ان سارے معاملات کے حوالے سے بنیادی سٹیپس اٹھاؤں گا اور جو لوگ اور ادارے ان معاملات کے ذمہ دار ہونگے میں انکے سامنے کھڑا ہو جاؤنگا......

2013 کے آخر غالباً اکتوبر میں MDA نے کمرشل پلاٹس کے آکشن کیلئے اشتہارات دے دیئے تھے، میں نے تمام ساتھیوں کی میٹنگ بلائی اور انہیں سمجھایا کہ ہمیں انقلابی اقدامات کرنے ہونگے یہ لوگ شاہ لطیف ٹاؤن کے قیمتی پلاٹس آکشن کرکے اسکے پیسے کرپشن کے ذریعے اپنے اکاؤنٹس میں منتقل کردیتے ہیں ہم اس آکشن کو روکیں گے اور انہیں ان مسائل کے حل اور قبضوں کے خاتمے پر مجبور کرینگے،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آکشن کے دن ہم آکشن ہال پہنچ گئے تو انہیں ہمارے ارادوں کا پہلے سے پتہ چل گیا تھا اسلئے وہ ہمیں اندر داخل نہیں ہونے دے رہے تھے...... لیکن میں دو چار دوستوں کے ساتھ زبردستی ہال میں داخل ہوا، ایک اہلکار کے ہاتھ سے مائیک چھین کر آئے ہوئے تمام انویسٹرز کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ یہ لوگ آج تو آپکو پلاٹس بیچ دینگے لیکن کل کسی اور سے پیسے لے کر آپ کے انہی پلاٹس پر قبضہ بھی کرادینگے، آپ میرے ساتھ چلیں میں آپکو ایسے پلاٹس کا حشر دکھا دیتا ہوں جنہیں پہلے تو نیلام کیا گیا اور بعد میں ان پر قبضہ کرایا گیا......

میرے ساتھی اس بات کے گواہ ہیں کہ میں نے وہاں ایک ایک آفیسر کی خوب خبر لی اور وہ بالآخر ہمارے ساتھ ایگریمنٹ کرنے پر راضی ہوگئے، وہ سادہ کاغذ پر ایگریمنٹ کرنا چاہ رہے تھے لیکن میں نے انکے لیٹر ہیڈ پر ایگریمنٹ کرنے پر اصرار کیا اور ڈرائیور کے ذریعے دفتر سے لیٹر ہیڈ منگوا کر تین سیکٹرز سے قبضہ گرانے کا ایگریمنٹ لکھوا کر سائن کروالئے....(جواب تک میرے پاس محفوظ ہے)

یہ قبضہ 10 دسمبر 2013 کو بادلِ ناخواستہ گرادیا گیا لیکن ان میں سے ایک سیکٹر 30 اے کو چھوڑ دیا گیا اور ان دو گرائے گئے سیکٹرز پر بھی 6 ماہ کے اندر دوبارہ قبضہ کرایا گیا.......

یہ قبضے اپنے عام پیٹس لینڈ گریبرز کے ذریعے کئے جاتے تھے لیکن اسکے پیچھے حکومتی مضبوط شخصیات ہوا کرتی تھیں،

سیکٹر 30 اے پر قابض در محمد کے کاغذات کو سندھ ہائی کورٹ نے 2011 میں فیک اور فیبریکیٹڈ قرار دیا تھا اور جعلی کاغذات کورٹ کے سامنے پیش کرنے کے جرم میں کورٹ نے تھانہ شاہ لطیف ٹاؤن میں اسکے خلاف FIR کاٹنے کا حکم بھی دیا تھا لیکن یہ FIR درج ہونے کے باوجود یہ قبضہ ہنوز جاری ہے اور در محمد وہاں بیٹھا ہوا ہے، اور اب یہ قبضہ 10 سیکٹرز تک پھیل چکا ہے، ان قبضوں کے پیچھے آغا سراج درانی کا ہاتھ تھا اور ان قبضوں کو سپورٹ کرنے کی ذمہ داری SSP ملیر راؤ انوار کی تھی.....میں نے ان دونوں، ملیر ڈیولپمنٹ آتھارٹی کے ڈائریکٹر جنرل محمد سہیل اور کچھ اور کرپٹ لوگوں کے خلاف نیب اور سپریم کورٹ جانے کا فیصلہ کرلیا......

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جھوٹے کیسز کا آغاز...... اور کرپٹ لوگوں کا اتحاد

میں آغا سراج درانی، DG ملیر ڈیولپمنٹ آتھارٹی محمد سہیل، SSP ملیر راؤ انوار اور دیگر کئی کرپٹ لوگوں کے خلاف نہ صرف نیب، سپریم کورٹ اور دیگر آداروں میں جاتا رہا بلکہ سوشل میڈیا پر بھی انکے خلاف بھرپور تحریک کا آغاز کر دیا..... جس کے نتیجے میں یہ بزدل لوگ ہمارے خلاف جھوٹے مقدمات بنانے لگ گئے، میرے اور میرے ساتھیوں کے خلاف سب سے پہلا اقدامِ قتل کا مقدمہ سکینہ شر نامی عورت نے درج کرایا...... جس کی حقیقت یہ تھی کہ ایک دن یہاں کا مختیار کار اپنے سٹاف کیساتھ قبضہ کی زمینوں کا سروے کرنے شاہ لطیف آیا ہوا تھا جب وہ سکینہ شر نامی عورت کے قبضہ کی گئی سیکٹر 31 اے کے سامنے سے گزر رہا تھا تو سکینہ نے اپنے بہت سارے مرد و خواتین ساتھیوں سمیت ان کی گاڑیوں پر پتھراؤ کر دیا اور گاڑیوں کے شیشے توڑ دیئے، ردِ عمل میں مختیار کار کے گارڈ نے فائرنگ کر دی اور سکینہ کو پیر میں گولی لگ گئی......

اس واقعے کی FIR اسی دن تھانہ شاہ لطیف میں مختیار کار کی طرف سے تمام تفصیلات کے ساتھ درج کی گئی لیکن اسمیں ظاہر ہے گارڈ کے فائر کا تذکرہ نہیں کیا گیا، ہمیں اس واقعے کی اطلاع دوسرے دن ملی..... اس واقعہ کے ٹھیک دو ماہ بعد ہمیں معلوم ہوا کہ سکینہ شر نے اپنے نام کے عین مطابق شر انگیزی کی ہے اور اس واقعے کی FIR ہمارے خلاف درج کرادی ہے، لہٰذا ہم نے اپنی ضمانتیں کروالیں...... جبکہ حقیقت یہ ہے کہ سکینہ کی شکل میں نے پہلی مرتبہ پہلی پیشی پر عدالت میں ہی دیکھی تھی.....

دوسری FIR کچھ عرصہ بعد ہمارے ساتھیوں کے خلاف قتل کی درج کرائی گئی، در محمد اپنے کسی مریض رشتہ دار کو کراچی ہاسپٹل لے کر آیا تھا جو وہاں فوت ہوگیا، انہوں نے لاش نیشنل ہائی وے پر رکھوادی اور ہمارے کئی ساتھیوں کے خلاف FIR درج کروادی..... ان کیسز کے اندراج میں سیاسی رابطے، راؤ انوار کے احکامات اور مقامی SHO کی جی حضوری یکساں طور پر کارفرما رہتی تھی اور یہ سب کچھ ایک منظم انداز اور پری پلان کے تحت ہوا کرتا تھا.....

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہر ادارے میں کرپٹ لوگوں کا ایک جال بچھایا گیا تھا جو منظم انداز میں ہمیں حراساں کرنے، دبانے اور اپنے کئے سے باز رکھنے میں مسلسل لگا ہوا تھا انکے آپس میں باقاعدہ رابطے تھے اور خیر سگالی کے طور پر نیب کے لوگوں کے عزیز MDA میں اور MDA کے لوگوں کے بھانجے بھتیجے نیب میں مستقل طور پر بھرتی کئے گئے تھے......

جب میں نے پہلی بار نیب کراچی جاکر ان قبضوں اور دیگر کرپشن کے حوالے سے بعض بااثر لوگوں کے بارے میں تحریری درخواست اور دیگر معلومات دیں تو وہاں موجود اسسٹنٹ ڈائریکٹر سلیم پاشا تمام مسودات کا جائزہ لینے کے بعد بغیر کسی تمہید کے گویا ہوئے کہ

"اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کے حوالے سے مجھے آپکے سفید بالوں کا خیال نہ ہوتا تو میں تجھے ان سب باتوں کا مزہ چکھاتا"

یہ خلافِ توقع رسپانس دیکھ کر میں سارا معاملہ اسکے جڑوں اور پتوں سمیت سمجھ گیا، میں اسکی توقع کے برخلاف اُٹھ کر بولا کہ

"اگر میں نے کوئی جرم کیا ہے تو میں ہرگز اپنے سفید بالوں کا واسطہ دے کر تم سے رحم کی بھیک نہیں مانگوں گا، لیکن اگر میری دی گئیں قبضہ اور کرپشن کی ان معلومات کی درست تفتیش کے حوالے سے تم نے کوئی بددیانتی کی تو میں تم سے ذرابرابر رعایت نہیں کرونگا"

اور فوراًپلٹ کر اسکے چیمبر سے باہر آگیا،
پیچھے سے اس کی انتہائی چاپلوسانہ انداز میں
"ڈاکٹر صاحب میں تو مذاق کر رہا تھا آپ تو واقعی ناراض ہوگئے، چائے تو پیتے جایئے" والی "استدعا" اب بھی میرے کانوں میں گونج رہی ہے
میں بالکل نہیں رکا اور تیز قدموں سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھنے لگا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں چاول کے ایک دانہ سے پوری دیگ کی حالت جان چکا تھا.......

میرا یہ جارحانہ انداز دیکھ کر وہ لوگ جنہوں نے مجھے متفقہ طور پر صدر بنایا تھا مجھ سے آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگے ......بلکہ ایک دن ان میں سے چیدہ چیدہ آفراد نے مل کر مجھے اپنے پاس بلالیا......اور سب نے مل کر مجھے ایک ایسا بزدلانہ مشورہ دیا جسے سن کر میری حیرت کی انتہاءنہ رہی،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک بزدلانہ مشورہ

میں ان کے پاس گیا تو ایسا لگ رہا تھا کہ سب کے سب ایک نپی تلی سوچ اور مشورہ پر پہلے سے متفق ہو چکے تھے بس وہ مشورہ میرے گوش گزار کرنا باقی تھا..... جب میں وہاں جا کر بیٹھ گیا تو ان میں سے سب سے زیادہ چرب زبان آدمی نے بحث کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر صاحب آپ جو بھی کریں کرتے رہیں لیکن ہم آپ کی ایک منت کرتے ہیں کہ ایک کام بالکل نہ کریں..... میں نے کہا وہ کیا....؟ اس نے کہا راؤ انوار کیخلاف سوشل میڈیا پر لکھنا اور نیب اور سپریم کورٹ میں درخواستیں دینا چھوڑ دیں...... میں نے کہا وہ کیوں....؟ اس نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ وہ ہر ہفتے سات آٹھ بندوں کو مقابلے کے نام پر مار دیتا ہے اور اس سے پوچھنے والا کوئی نہیں......

میں نے کہا تو پھر موت کے ڈر سے کیا ہم سچ کہنا چھوڑ دیں.....؟

اللہ ہمیں سچ اور حق کیلئے کھڑے ہونے کا حکم دیتا ہے اور اگر ہم راؤ انوار کے ڈر کی وجہ سے حق اور سچ کہنا چھوڑ دیں تو آپ مجھے یہ بتائیں کہ ہم نے اپنا رب کس کو مانا.....؟ اللہ تعالیٰ کو یا راؤ انوار کو.......؟ اس نے کہا ڈاکٹر صاحب ہم کمزور ایمان والے لوگ ہیں، ہم اپنے اور بچوں کی حفاظت کر لیں تو یہ بھی بہت ہے......

میں نے کہا میری بات سن، راؤ انوار میرے سر کے اوپر کلاشن کوف بھی رکھ دے تو پھر بھی میں وہی کہوں گا جو اب کہہ رہا ہوں.....

اور مجھے راؤ انوار کے مقابلوں کا بھی اچھی طرح علم ہے پہلے لوگوں کو گرفتار کرتا ہے.... انہیں ایک ہفتہ بھوکا رکھتا ہے..... اور پھر ہتھکڑی لگا کر سامنے کھڑا کر کے گولیاں مار دیتا ہے، یہ ہے راؤ انوار کے مقابلوں کی حقیقت، تم میں سے اگر کوئی اسے میرا پیغام پہنچا سکتے ہیں تو اسے میرا یہ چیلنج پہنچا دیں کہ وہ ایک دن اپنے دس آدمیوں کیساتھ میرے ساتھ مقابلہ کرنے آئیں شرط یہ ہے کہ میرے ہاتھ کھلے ہوں اور اس میں پستول موجود ہو یہ بھلے مجھے مار دیں لیکن راؤ انوار مجھ سے زندہ واپس چلا گیا تو میں اپنے باپ کے نطفے سے نہیں ہونگا.......

اور بھی بہت ساری باتیں ہوئیں..... اور جاتے جاتے ایک دوسرے ساتھی نے نصیحت کی کہ ڈاکٹر صاحب اگر راؤ انوار نے کبھی آپ کے اوپر دہشت گردی کا مقدمہ بنایا اور آپکو مار دیا تو ہم تو آپکے جنازے میں بھی شرکت کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قابل نہیں رہینگے..... میں نے جواب دیا، آپ میرا جنازہ بالکل نہیں پڑھنا..... اور یہ کہہ کر اس نصیحت گاہ سے باہر نکل آیا......

(اور بعد میں واقعی میرے اوپر دہشت گردی کا مقدمہ بھی بنا اور مجھے جعلی مقابلے میں اڑانے کی کوشش بھی کی گئی)

میرے ساتھیوں کا مجھ سے یہ گلہ ہوتا ہے کہ آپ کسی کی نصیحت، کسی کا مشورہ نہیں سنتے...... میرا کہنا یہ ہوتا ہے کہ آپ میرے ساتھ میدان عمل میں برسرِپیکار ہونگے تو میں خود آپ سے مشورہ مانگوں گا، لیکن اپنے گھر کے کسی کونے میں بیٹھ کر کوئی مجھے مشورہ نہ دے تو بہتر ہو گا.......

میرے ساتھیوں میں بہت سارے دل کے اچھے اور مخلص لوگ بھی ہیں یہ الگ بات کہ وہ میرے مشکل فیصلوں کا ساتھ دینے کی ہمت نہیں رکھتے، لیکن دو چار ٹاؤٹ قسم کے لوگوں نے جو کردار آدا کیا وہ انتہائی باعثِ شرم ہے....

انہی میں سے دو آدمی اس میٹنگ کے کچھ ماہ بعد میرے گھر آئے اور انہوں نے باقاعدہ آفر دی کہ آپ راؤانوار کے خلاف سوشل میڈیا پر لکھنا چھوڑ دیں اور اسکے خلاف نیب اور سپریم کورٹ میں نہ جائیں تو آپ شاہ لطیف ٹاؤن کے جس سیکٹر میں کہیں گے 120 گز کا بہترین مکان بنا کر چابی آپکے حوالے کر دیں گے.... انکو میں نے اس وقت جو جواب دیا تھا وہ یہاں پورے کا پورا تحریر کرنے کے قابل نہیں، ہاں پہلے الفاظ سنسر کرنے کے بعد باقی الفاظ کچھ اس طرح تھے کہ......... میں پوری زندگی اللہ کیلئے لڑا ہوں اور اللہ ہی میرے بچوں کیلئے گھر کا بندوبست کرے گا......راؤانوار کے گھر میں اپنے بچے رکھنے والے کو میں اس دنیا کا ذلیل ترین انسان سمجھتا ہوں......

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان دو میں سے ایک آدمی نے میرے خلاف کئی بار آستین کے سانپ والا کردار آدا کیا....... لیکن یہ کردار ہر جگہ پائے جاتے ہیں اور سامنے کے دشمنوں کیساتھ ان سے بھی لڑنا پڑتا ہے..... ان سانپوں کے ڈنگ سے بھی خود کو بچانا پڑتا ہے(اس کردار کے اوپر میں الگ سے آستین کے سانپ کے عنوان سے سات قسطیں لکھ چکا ہوں)

لینڈ گریبرز نے میرے کئی ساتھیوں پر اغواء برائے تاوان کا ایک جھوٹا کیس بنایا تھا..... جسمیں ہمارے ایک ساتھی اکبر علی کو شہید بھی کیا گیا.... اور اس واقعے سے میرے اوپر دہشتگردی کے کیس بنانے کی راہ ہموار کرلی گئی،

اور ایک پری پلان کے تحت مجھے سلاخوں کے پیچھے بھیج دیا گیا........

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"تم دہشت گرد ہو"

یہ پیر 11 ستمبر 2017 صبح ساڑھے آٹھ بجے کا وقت تھا جب ہم مقتول اکبر علی کی بیوہ، تین معصوم بچوں اور اس کیس کے مدعی مقتول کے بھائی عبدالجبار کے ہمراہ ملیر کورٹ کے گیٹ پر پہنچے، جہاں معلوم ہوا کہ اکبر علی کے قتل میں نامزد دو وکلاء جاوید حسین اور جمیل منگی کی حمایت میں ملیر بار کے وکلاء نے ہڑتال کر کے کورٹس کو بند اور کورٹ کے مین گیٹ سے اندر داخلے پر پابندی لگادی ہے، ہم نے کچھ انتظار کے بعد گیٹ پر متعین پولیس اہلکاروں سے مطالبہ کیا کہ وہ گیٹ کھول دیں اور اپنی پیشیوں پر آنے والے لوگوں کو اپنے وکلاء سے ملنے اور اگلی تاریخ لینے کی اجازت دیں، انکا جواب تھا کہ گیٹ وکلاء کے کہنے پر بند کیا گیا ہے اور انہی کے کہنے پر کھولا جائے گا۔

مقتول کی بیوہ اور بھائی سے ہمدردی کے اظہار کے طور پر آنے والے آٹھ، دس افراد کے علاوہ گیٹ بند ہونے کی وجہ سے اپنی پیشیاں بھگتانے والے بھی کافی تعداد میں گیٹ پر جمع ہو گئے تھے، اتنے میں ملیر سٹی تھانے کے SHO ارشد اعوان اور DSP قمر احمد بھی موقع پر پہنچ گئے، ملیر بار کے بیشتر وکلاء گیٹ کے دوسری طرف جمع ہو کر اپنے وکیل ساتھیوں کے حق میں نعرے لگا رہے تھے اور تھانہ شاہ لطیف ٹاؤن کے SHO اور ہمیں مغلظات سے نواز رہے تھے، وہ کبھی گیٹ کے قریب آکر ہمیں دھمکاتے اور بیہودہ کلمات سے ہمیں اشتعال دلاتے اور کبھی پیچھے ہٹ جاتے، SHO اور DSP نے ہمیں ہجوم کو گیٹ سے ہٹانے کیلئے کہا تو ہم نے ان کی منت کر کے انہیں گیٹ کے سامنے سے ہٹا دیا، حالانکہ ان سب کا کہنا یہ تھا کہ ہم اپنی پیشیوں پر آئے ہوئے ہیں اور ظاہر ہے چونکہ ہمیں اس گیٹ سے گزر کر اندر جانا ہے تو اسلئے ہم گیٹ کے سامنے کھڑے ہو کر اندر جانے کا انتظار کر رہے ہیں، لیکن گیٹ بند ہونے کی وجہ سے یوں لگ رہا تھا کہ گویا یہ لوگ جمع ہو کر گیٹ کے سامنے مظاہرہ کر رہے ہوں،

میں نے SHO اور DSP سے کہا کہ یہ سب لوگ یہ چاہتے ہیں کہ گیٹ کو کھولا جائے اور اپنی پیشیوں پر آنے والے ہم لوگ اندر جا کر اپنی حاضری لگائیں اور نئی تاریخ لیں، باقی وکلاء اپنے ہڑتال کا اپنا شوق پورا کرتے رہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں، میں نے انہیں تجویز دی کہ ہم اور وکلاء میں سے دو، دو افراد DJ ملیر سے مل لیتے ہیں اور اس مسئلے کا کوئی حل نکال لیتے ہیں،

ڈی ایس پی قمر احمد اور SHO نے اندر باہر کے ایک دو چکر لگانے کے بعد میرے پاس آکر کہا کہ آؤ ہم آپ کو DJ صاحب کے پاس لئے چلتے ہیں، میں فوراً ان کے ساتھ روانہ ہوا لیکن جب انہوں نے تھوڑے فاصلے پر کھڑی پولیس وین میں مجھے بیٹھنے کو کہا تو میں سمجھ گیا کہ پشاور کی نیت سے روانہ ہونے والی ٹرین کوئٹہ کی سمت روانہ ہو چکی ہے،

یہ سب کچھ ایک پری پلان منصوبے کے تحت کیا گیا تھا جو بعد میں کاٹی گئی FIR کی نوعیت نے واضح کر دیا، نامزد افراد کے موقع پر موجود ہونے کے باوجود ان میں سے صرف مجھے گرفتار کیا جانا......اور مقتول اکبر علی کے قتل کے مدعی اسکے بھائی عبدالجبار اور ایک گواہ محمد جاوید کی دہشت گرد کے طور پر اس FIR میں نامزدگی نے اس سازش کا سارا بھانڈا ہی پھوڑ دیا تھا، کہ اب انہیں پری انجینئرڈ طریقے سے مقتول کے کیس کی پیروی سے عملاً باہر نکال دیا گیا تھا.........

اس FIR کے ذریعے ایک تیر سے کئی شکار کئے گئے تھے..........عرصہ چار سال سے پیپلز پارٹی کے بعض عہدہ داروں، SSP راؤ انوار اور ملیر ڈویلپمنٹ آتھارٹی کے DG محمد سہیل نے زمینوں پر قبضے اور کرپشن میں اپنے کردار کے خلاف میری طرف سے، سپریم کورٹ، سندھ ہائی کورٹ اور نیب میں جانے کا بدلہ لے لیا تھا.........
SHO ارشد اعوان نے ایک پلاٹ پر قبضے میں اپنے ایک حوالدار خادم حسین کو سپورٹ کرنے اور اس کے اس کردار کی وجہ سے IG کو میری درخواست کے سبب اسکی معطلی کا بدلہ بھی چکا دیا گیا تھا.......اور اب ملیر بار کے وکلا اکبر علی کے کیس میں مدعی، گواہ اور وکیل کی عدم موجودگی میں کھلے بندوں زمینوں پر قبضے میں ملوث در محمد کے دستِ راست اور قتل کے ملزم اپنے دو وکلاء ساتھیوں کا دفاع کرنے کی پوزیشن میں آ گئے تھے،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مجھے نہایت تیزی کیساتھ ملیر سٹی تھانے لے جایا گیا، میری جامہ تلاشی لے کر مجھ سے میرا موبائل فون، شناختی کارڈ، اور جیب میں موجود رقم جمع کرلی گئی، پہلے تو مجھے اخبارات اور ٹی وی چینلز سے چھپانے کیلئے ایک دفتر میں رکھ کر دروازہ بند کر دیا گیا اور پھر مجھے شام کو لاک اپ کر دیا گیا......

ارشد اعون نے خود لاک اَپ کے سامنے کھڑے ہو کر اخبارات اور چینلز کے رپورٹرز اور میرے وکلاء کا مجھ تک پہنچنا ناممکن بنادیا تھا اور ان پر گرجتے برستے رہے، میں نے ارشد اعوان سے نہایت درشت لہجے میں سوال کیا کہ تم ان وکلاء اور رپورٹرز کو مجھ سے ملنے کیوں نہیں دے رہے ہو.....؟ تو اس نے دھاڑ کر کہا..... اسلئے کہ

"تم دہشتگرد ہو"

جی ہاں......! میں قانون کے "محافظ" چند افراد کے "مفادات" کو نقصان پہنچانے کی وجہ سے چند لمحوں میں ایک پرامن شہری سے دہشت گرد بن چکا تھا.........

اگر آپ معاشرے کے بااختیار افراد کی کرپشن، ان کو سوٹ کرتے ہوئے اس گلے سڑے نظام کے خاتمے اور اسلامی نظام و قانون کے نفاذ کی بات کرتے ہیں اور اتفاق سے آپ نے بڑی داڑھی بھی رکھی ہوئی ہے تو فی زمانہ آپ سے بڑا دہشت گرد اور کوئی نہیں،
اور اتفاق سے میں ان تمام شرائط پر بطریقہ ءاحسن پورا اتر رہا تھا..........

مجھ پر بعض دیگر دفعات سمیت دہشتگردی کا دفعہ 7-ATA لگا کر وہ ایک "دہشتگرد" کو انتہائی آسانی کیساتھ بلامقابلہ گرفتار کرنے میں کامیاب ہو چکے تھے.............

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب راؤ انوار نے مجھے گولی
سے اڑا دینے کا فیصلہ کر لیا

گرفتاری کے دوسرے دن عشاء کے وقت میں اپنے انویسٹی گیشن آفیسر انسپکٹر احمد علی کے ساتھ انکے دفتر کے سامنے بیٹھا تھا۔۔ کیس سے متعلق گفتگو ہو رہی تھی جسکی اصل حقیقت سے وہ خود بھی بخوبی آگاہ تھے۔۔۔ میں انکے دفتر کے بالکل سامنے موجود مسجد میں نماز پڑھنے چلا گیا اور وہ باہر بیٹھے رہے نماز سے فارغ ہو کر میں دوبارہ انکے ساتھ گلی میں بیٹھ گیا، جب سامنے دیکھا تو تقریباً 20 گز کے فاصلے پر ایک بڑے درخت کے نیچے ایک دبلا پتلا نسبتاً لمبے قد والا شخص ہیلمٹ لگائے موٹر سائیکل پر بیٹھا نظر آیا اور لگ رہا تھا جیسے وہ کسی کا انتظار کر رہا ہو۔۔۔ I,O تقریباً دس منٹ میرے ساتھ بیٹھے رہے اور ہم دونوں ادھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے لیکن ساتھ ہی میں نے اس شخص کو بھی اپنی نظروں میں رکھا۔۔۔ آئی او نے مجھے کہا کہ میں کچھ کاغذات کو ترتیب دے دوں کل کورٹ میں پیش کرنے ہیں پھر آکر آپکو حوالات بھجوا دیتا ہوں، یہ کہہ کر وہ اندر چلا گیا۔۔۔

سامنے کھڑے اس شخص کو جیسے ہی یہ یقین ہو گیا کہ آئی او اپنے آفس کے اندر پہنچ گیا ہو گا۔۔۔ وہ فوراً بائیک سے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سیدھا میری طرف آیا۔۔۔ میں متجسس انداز میں ہیلمٹ کے پیچھے اسکا چہرا پہچاننے کی کوشش کرتا رہا لیکن رات کے اندھیرے اور گرے سکرین کی وجہ سے میں اسکا چہرا دیکھنے میں ناکام رہا ۔۔۔ اس نے آتے ہی سلام کے تکلف کے بغیر آہستہ مگر مضبوط لہجے میں جلدی جلدی کہنا شروع کیا۔۔۔

میری بات غور سے سنو۔۔۔!
کل یہ لوگ ریمانڈ لینے کیلئے آپکو انسدادِ دہشتگردی کورٹ لے کر جائیں گے۔۔۔
لیکن انہوں نے آپکو گولی سے اڑا دینے کا منصوبہ بنا لیا ہے۔۔۔
دو افراد جو پہلے سے ہی راؤ انوار کی قید میں ہیں ان کو شاہراہ فیصل کے کسی نسبتاً سنسان اور غیر آباد مقام پر سامنے لا کر آپ اور ان دونوں افراد کو مار دیا جائے گا۔۔۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور کہانی یہ بنائی گئی ہے کہ ڈاکٹر اقبال کا طالبان سے تعلق تھا۔۔۔ انکے ساتھی اسے پولیس سے چھڑانے آئے، پولیس اور طالبان کے درمیان فائرنگ کا تبادلہ ہوا۔۔۔ طالبان پولیس کے ہاتھوں اور ڈاکٹر اقبال اپنے ساتھی طالبان کے فرینڈلی فائر سے مارا گیا۔۔۔

اب اپنے بارے میں جو بھی بہتر کر سکتے ہو کر لو۔۔۔۔

میں نے کہا..... آپ کون ہیں۔۔۔؟

اس نے کہا۔۔۔ میرا تعلق پولیس ہی سے ہے لیکن میں اپنا نام نہیں بتاؤنگا۔۔۔۔ میں آپ، آپ کی سٹرگل اور آپ کے کردار کو اچھی طرح جانتا ہوں اس لئے میں نے اپنا فرض اور قرض سمجھ کر آپکو مطلع کرنا ضروری سمجھا۔۔۔۔ اللہ حافظ۔

یہ کہہ کر وہ تیزی سے مڑا اور اپنی بائیک کی طرف جانے لگا۔۔۔ بائیک سٹارٹ کی اور تیزی سے جاتے ہوئے گیٹ پار کرکے میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔۔۔۔۔

اس سب کے لئے میں ذہنی طور پر پہلے سے ہی تیار تھا۔۔۔۔ اس واقعے سے دوماہ قبل مجھے سن گن مل گئی تھی کہ یہ لوگ میرے اوپر دہشتگردی کا جھوٹا کیس بنا کر مجھے گولی سے اڑا دینگے۔۔۔ اور میں نے ایک پوسٹ میں اسکا باقاعدہ طور پر تذکرہ بھی کیا تھا۔۔۔۔

میں نے اپنے آپکو پرسکون رکھنے کی کوشش کی اور اس بارے میں فوری فیصلہ یہ کیا کہ یہ بات IO کو نہیں بتاؤنگا۔۔۔۔ کیونکہ SSP کی سازش کے بارے میں ایک انسپکٹر کو بتا کر یہ امید رکھنا بے سود تھا کہ وہ اس بارے میں میری کوئی مدد کر سکے گا بلکہ معاملہ میرے حق میں مزید نقصان کا باعث بھی ہو سکتا تھا۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد آئی او آفس سے باہر آیا اور اس نے اپنے ایک ماتحت کو مجھے لاک اَپ تک چھوڑ آنے کی ہدایت کر دی، دس منٹ پہلے مجھ پر آشکار ہونے والی خبر بظاہر کوئی معمولی خبر نہیں تھی، لیکن ہمیشہ کی طرح جب بھی میں کسی مصیبت میں گرفتار ہوا اللہ کریم نے میرے دل پر منوں سکون اور اطمینان انڈیل دیا، ایسی طمانیت جسکا کوئی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تصور بھی نہیں کر سکتا۔۔۔اس موقع پر بھی یہی ہوا، میں انتہائی پر سکون انداز میں لاک اَپ کے فرش کے بستر پر لیٹ گیا۔۔۔

میں یہ سب کچھ بتانے کیلیئے کسی کے پاس جا نہیں سکتا تھا، نہ ہی اس مقصد کیلیئے مجھے فون کی سہولت حاصل تھی۔۔۔ اور نہ رات کے دس بجے اتفاقی طور پر میرے پاس کسی ملاقاتی کے آنے کا کوئی امکان تھا۔۔۔ میں نے تصور ہی تصور میں اس ممکنہ "پولیس مقابلے" کے مختلف ممکنہ انداز اور صورتوں پر غور کرنا شروع کر دیا اور اللہ کا نام لے کر ایک فیصلہ کر لیا۔۔۔ اور وہ یہ کہ اگر ایسا کوئی واقعہ ہوا تو میں اپنے قریب ترین پولیس اہلکار سے اسلحہ چھین کر ان کا مقابلہ کرونگا اور مرتے مرتے اپنا قصاص لے کر اپنے لواحقین کو قصاص لینے کی مصیبت سے نجات دلاونگا۔۔۔۔۔

یہ سب کچھ سوچنے اور فیصلہ کرنے کیلیئے میں حیرت انگیز طور پر مشکل سے آدھ گھنٹہ جاگتا رہا ہونگا اور پھر میری آنکھیں بوجھل ہونا شروع ہو گئیں جیسے کوئی قوت زبردستی مجھے نیند کی پر سکون وادی کی طرف کھینچ رہی ہو۔۔۔۔۔میں گہری نیند سو گیا تھا۔۔۔

میری آنکھ اگلی صبح آذان کی آواز پر کھلی۔۔۔لیکن لاک اپ میں وضو کا بندوبست نہ ہونے کی وجہ سے میں حسبِ سابق وقت پر نماز پڑھنے سے محروم رہا۔۔۔ساڑھے سات بجے کم از کم بارہ مسلح پولیس اہلکار دو گاڑیوں سمیت پہنچ گئے اور لاک اپ کا تالا کھولتے ہوئے مجھے باہر نکلنے کی ہدایت کر دی۔۔۔۔۔

میں لاک اَپ سے باہر نکلا تو دو گاڑیوں سمیت بارہ پولیس اہلکاروں کے غیر معمولی انتظامات دیکھ کر رات والے نامعلوم محسن کی اطلاع کی مزید تصدیق ہو گئی۔۔۔میں نے نماز پڑھنے کی اجازت چاہی تو ان میں سے ایک نے کہا کہ دیر ہو جائے گی ظہر کی نماز کے ساتھ پڑھ لینا۔۔۔۔

یہ دو گاڑیاں اور ہائی فائی انتظامات دیکھ کر میں نے انجان بنتے ہوئے پوچھا کیا میرے ساتھ کسی اور قیدی نے بھی کورٹ جانا ہے۔۔۔؟ ان میں سے ایک سپاہی نے معنی خیز مسکراہٹ کیساتھ جواب دیا۔۔۔ نہیں جناب۔! یہ سارا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پروٹوکول صرف آپ کیلئے ہے۔۔۔۔مجھے ہتھکڑی لگا کر اگلی گاڑی میں دو چوکس گارڈز کے درمیان بٹھادیا گیا اور دونوں میں سے ہر گاڑی میں تقریباً چھ سے سات آدمی بیٹھ گئے۔۔۔

گاڑیاں تھانے سے جیسے باہر نکلیں انکے ہوٹر کسی ایمبولینس کی طرح مسلسل بجنے لگے اور اگلی گاڑیوں سے راستہ لے کر انتہائی تیزی کے ساتھ شاہراہ فیصل پر آگے بڑھنے لگیں۔۔۔اہلکاروں نے اپنی گنوں کی نالیاں گاڑی سے باہر نکالی ہوئی تھیں اور یوں لگ رہا تھا کہ کوئی ہائی پروفائل مہادہشتگرد یا پھر انتہائی اہم حکومتی شخصیت اپنے پروٹوکول کے ساتھ روڈ پر سے گزر رہی ہو۔۔۔

میں گاڑی میں بیٹھے بیٹھے غیر محسوس طور پر تمام اہلکاروں کے چہروں کے تاثرات پڑھنے کی کوشش کرتا رہا اور ان کی حرکات کو مسلسل نوٹ کرتا رہا۔۔مجھے اندازہ تھا کہ ان سب اہلکاروں میں سے ایک یا دو کو ہی اس اصل منصوبے میں شامل کیا گیا ہو گا، کیونکہ زیادہ افراد کو ایسے خفیہ پلان سے آگاہ کرنے سے منصوبے کے آفشاں ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔۔۔اور واقعی یہ اہلکار دو ہی تھے جنہیں میں نے صرف دو تین منٹ میں انکی مسلسل بے چینی اور چہرے پر تشویش کے اثرات سے پہچان لیا۔۔کارساز PF کے گیٹ کے غیر آباد علاقہ کے قریب پہنچنے پر ان میں سے ایک نے کھڑے ہو کر اپنے موبائل سے کسی کو کال ملائی اور ساتھ ہی روڈ کے ساتھ ساتھ جھاڑیوں کا بڑی توجہ سے جائزہ لینا شروع کر دیا۔۔آگے رابطہ ہونے پر یہ اہلِ کار تقریباً تیس سیکنڈ تک ہاں ہوں میں سوال و جواب کرتا رہا اور پھر اترے ہوئے چہرے کیساتھ انتہائی مایوسی میں فون بند کر کے بیٹھ گیا اور مجھے کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگا، مجھ سے تین فٹ کے فاصلے پر بیٹھے منصوبے میں شامل دوسرے شخص نے فون کرنے والے کو دیکھتے ہوئے منہ سے صرف

"ہوں" کی آواز نکالی۔۔۔فون والے نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔۔دوسرے نے کہا۔۔۔کیوں۔۔فون کرنے والے نے جواب دیا۔۔۔اللہ کی مرضی۔۔۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کھل کر ہنسنے کی میری عادت نہ ہونے کے باوجود۔۔۔ میں نے ایک زوردار اور زندگی سے بھرپور طویل قہقہہ لگا دیا۔۔۔ میں زندگی اور موت کے اس کھیل اور موت کا فیصلہ کرنے والوں کی ناکامی پر اپنے آپکو بے ساختہ قہقہہ لگانے سے روک نہ سکا تھا۔۔۔

ان دونوں نے اپنی ناپختگی کا ثبوت دیتے ہوئے بیک وقت میری طرف متوجہ ہوتے ہوئے ایک ساتھ سوال کیا ۔۔۔ کیا ہوا۔۔؟ اور میں نے کوڈ ورڈز میں صرف ۔۔۔ "اللہ کی قدرت" ۔۔۔ کہہ کر انکو انکے منصوبے اور اس کے فیلیئر سے اپنے باخبر ہونے کا ایک مضبوط پیغام دے دیا اور اسکے بعد انکو مجھ سے نظریں ملانے کی جرأت نہیں رہی ۔۔۔۔۔

دراصل وہ اپنے منصوبے اور اسکے فیلیئر کو کوڈورڈز کے ذریعے مجھ سے چھپانا چاہتے تھے لیکن انہیں معلوم نہ تھا کہ میں ان کے کوڈ ورڈز میں بیان کی گئی اس خاموش کہانی کے ایک ایک جز کو ڈی کوڈ کر کے اسے مکمل طور پر نہ صرف سمجھ رہا ہوں بلکہ ساتھ ساتھ اسکا تجزیہ بھی کر رہا ہوں،

میرے اور منصوبے کا حصہ ان دو پولیس والوں کے علاوہ دیگر پولیس اہلکار ان کوڈورڈز پر حیرت سے ہماری طرف دیکھنے کے باوجود اس کے معنی و مفہوم سے مکمل طور پر بے خبر ہی رہے۔۔۔

ہوسکتا ہے منصوبے کی ناکامی کی ممکنہ وجہ ٹائمنگ فیکٹر رہی ہو۔۔۔ پھر بھی اس منصوبے کی ناکامی کی اصل وجہ کے بارے میں یقین سے کچھ نہیں کہا جاسکتا، لیکن یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ ان منصوبہ سازوں کے مقابلے میں مسبب الاسباب کا منصوبہ یقینی طور پر ضرور کامیاب ہو چکا تھا۔۔۔

مکروومکر اللہ واللہ خیر الماکرین ○

شائد ابھی اللہ مجھے زندہ رکھنا چاہتا تھا۔۔۔ کسی مقصد کی تکمیل کیلئے یا شائد کسی کے مقصد کو تکمیل سے روکنے کیلئے ۔۔۔۔ میں نے سکون کا ایک لمبا سانس لیا اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس طرف سے اپنی توجہ ہٹالی۔۔۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہائی کورٹ کے احاطے میں پہنچنے پر میں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ انویسٹی گیشن میں موجود میرا دل سے احترام کرنے والے دو افراد میں سے ایک سے موبائل فون مانگا اور گھر کا نمبر ملا کر مختصر الفاظ میں اپنے خلاف ہونے والی اس سازش اور اس کی ناکامی سے گھر والوں کو آگاہ کیا اور اس سازش میں شریک ممکنہ افراد کے نام بتا دیئے۔۔۔

عدالت سے ریمانڈ ملنے اور تھانہ واپس آنے کے بعد جب عشاء کے وقت مجھے انویسٹی گیشن کیلئے بلایا گیا تو میں نے انویسٹی گیشن کے ان دو افراد، جو مجھ سے احترام سے ملتے تھے سے آج صبح کے بھاری سیکورٹی انتظامات اور مشکوک صورتحال کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ہمیں تفصیل کا تو کچھ علم نہیں لیکن ہمیں راؤ انوار کی طرف سے یہ پیغام ضرور دیا گیا تھا کہ

"ڈاکٹر اقبال کا تعلق طالبان سے ہے اور عین ممکن ہے کہ اسکے ساتھی طالبان انہیں چھڑانے کیلئے آپ لوگوں پر حملہ کر دیں اسلئے ہوشیار رہنا"

ان ساری باتوں کے بعد مجھے اس بات میں ذرہ برابر شبہ نہیں رہا کہ راؤ انوار نے مجھے قتل کرنے کا پری پلان بنالیا تھا۔۔۔۔ یہ الگ بات ہے کہ اسے اللہ نے ناکام بنا دیا، اس کی اطلاع میں نے فون پر گھر والوں کو۔۔ بعض قریبی ساتھیوں کو بالمشافہ اور تحریر کی صورت میں اپنے بیٹوں کو دے دی تھی۔۔۔ اور میں نے اجمالی طور پر اسکا تذکرہ ۔۔ احوالِ قفس۔۔۔ کے عنوان سے اپنی گرفتاری اور جیل کے حالات کے بارے میں لکھی گئی تحریر میں بھی کیا تھا۔۔۔ لیکن اس کا تفصیلی تذکرہ کرنا میں نے اس لئے مناسب نہیں سمجھا کہ میرے ساتھ پیش آنے والے ان تمام واقعات کا میرے پاس کوئی گواہ نہیں تھا۔۔۔ اور جو پولیس والے تھے وہ تو ظاہر ہے کسی صورت میرے حق میں نہ بولتے۔۔۔۔ لیکن یہ تمام باتیں میرے ضمیر پر ایک بوجھ ضرور بنی ہوئیں تھیں، راؤ انوار کے ہاتھوں نقیب اللہ کی شہادت کے بعد میں نے اپنے ضمیر کا یہ بوجھ بھی اتارنے کا فیصلہ کر لیا۔۔۔ اور اس طرح یہ ساری تفصیلات آپ کے سامنے لائی گئیں۔۔۔۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

راؤ انوار سینکڑوں بے گناہ لوگوں کا قاتل تو ہے ہی لیکن اسکے ساتھ وہ ملیر اور خصوصاً شاہ لطیف ٹاؤن کی زمینوں پر قبضوں کو مکمل سپورٹ بھی فراہم کر رہا تھا۔۔۔۔۔ اور وہاں کی ریت مٹی بیچ کر کروڑوں کما رہا تھا۔۔۔ ان قبضوں میں پیپلز پارٹی کے آغا سراج درانی، ایم پی اے ساجد جوکھیو، اویس مظفر ٹپی اور دیگر حکومتی عناصر ۔۔۔ اور فرنٹ مین ۔۔۔ اور ملیر ڈیولپمنٹ آتھارٹی کے خود ساختہ ADG محمد سہیل اور بعض اور افیسرز ملوث تھے ۔۔۔۔ اور زمینوں کے یہ پیسے زرداری تک پہنچ رہے تھے۔۔۔

میں ان سب کے خلاف نیب، ہائی کورٹ، سپریم کورٹ اور دیگر اداروں میں جاتا تھا اور قبضہ میں ملوث یہ سارے کرپٹ عناصر راؤ انوار کے ذریعے ہم پر جھوٹے مقدمات بناتے رہے۔۔۔

سب سے پہلے شاہ لطیف ٹاؤن کے ایک سیکٹر 30- اے پر قبضہ کروایا گیا تھا اور سندھ ہائی کورٹ نے 2011 میں اس قبضے کو غیر قانونی قرار دے کر اسے گرانے اور اس قبضہ میں ملوث در محمد کے خلاف FIR کاٹنے کا حکم بھی دیا تھا، FIR تو کٹ گئی لیکن وہ قبضہ نہ صرف بر قرار رہا بلکہ مزید سیکٹرز تک پھیل گیا۔۔۔

جب 2013 میں کچھ عرصہ کیلئے راوانوار کی جگہ ڈاکٹر نجیب صاحب ملیر کے SSP بن کر آئے تو ہماری بھاگ دوڑ اور آکشن بند کر کے ملیر ڈولپمنٹ آتھارٹی کے ذمہ داران سے تحریری طور پر لکھ کر لینے کی وجہ سے انہوں نے تین سیکٹر کے قبضے گرا دیئے، لیکن کچھ ہی عرصہ بعد جب دوبارہ راؤ انوار آگیا تو ان تین سیکٹر پر دوبارہ قبضہ کروا دیا گیا۔۔۔۔ اور اب یہ قبضہ 10 سیکٹرز تک پھیل چکا ہے اور ان سیکٹرز پر تعمیرات کر کے قبضہ مضبوط بنا دیا گیا ہے ۔۔ سپریم کورٹ نے بھی میری درخواست پر ان قبضوں کو گرانے کا لیٹر بھیج دیا تھا لیکن MDA کی طرف سے قبضہ گرانے کیلئے بلا مبالغہ بیسیوں لیٹر آنے کے باوجود راؤ انوار ان قبضوں کا ڈھال بنا رہا۔۔۔۔ اور یہ اب تک بر قرار ہیں،

انکے قبضوں کے خلاف جدوجہد کرنے کی پاداش میں ہمارے خلاف تادم تحریر 4 جھوٹے کیسز مختلف عدالتوں میں چل رہے ہیں، ہم سپریم کورٹ ۔۔۔ ہائی کورٹ ۔۔۔ IG سندھ ۔۔۔ DG رینجرز ۔۔۔ گورنر سندھ ۔۔۔ وزیرِ اعظم اور اس خارِ ناپرسان کے صدر کو چیخ چیخ کر اور بار بار یہ بتا رہے ہیں کہ ہم پر جھوٹے مقدمے بنائے گئے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں، ان کو ان کے فیصلے اور لیٹرز دکھا دکھا کر بتا رہے کہ یہ سب لینڈ مافیا کا کیا دھرا ہے۔۔ لوگوں کے 7 ہزار سے زائد پلاٹوں پر قبضہ کیا گیا ہے۔۔۔۔

لیکن اسکے باوجود انکے نظر آنے والے قبضے بر قرار ہیں۔۔۔۔

اور ہمیں جھوٹے الزامات لگا کر ذلیل کیا جارہا ہے۔۔

عدالتیں ۔۔۔۔ ادارے ۔۔۔۔ اور بااختیار شخصیات ۔۔۔ سب ہمارے لئے اندھی اور بہری بنی ہوئی ہیں۔۔۔۔۔

نقیب اللہ جیسے ہزاروں لوگ جرمِ بیگناہی میں موت کی سزاء پا رہے ہیں۔۔

اور اس کے قاتل بندوق لہرا کر اور وکٹری کا نشان بنا کر ہیرو بن کر آزاد گھوم رہے ہیں

اور جب اس ظلم اور ناانصافی پر احتجاج کرو تو پتہ ہے یہ "پارسا" کیا کہتے ہیں۔۔۔

"تم ریاست کے اداروں کو بدنام کر کے غداری اور دہشتگردی کے مرتکب ہو رہے ہو"

آپ جو بھی الزام لگائیں میں تو ظلم کیخلاف آواز آٹھاؤنگا۔۔ چاہے اس کیلئے مجھے اپنے خون کا خراج کیوں نہ دینا پڑ جائے ۔۔۔۔

تمہارا ظلم۔۔۔۔۔ قوم کی خدمت۔۔۔۔ ؟

اور اس پر میرا احتجاج۔۔۔۔۔۔ دہشتگردی۔۔۔۔؟

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ تھانہ ملیر سٹی ہے.....
جہاں کا لاک آپ ایک دکان سے کم نہیں ......

میں ملیر سٹی تھانہ میں 11 ستمبر سے 15 ستمبر تک پانچ دن رہا...... یہاں مجھے نماز پڑھنے کیلئے نہیں چھوڑا جاتا تھا..... مجھے ہر نماز کیلئے بیس، بیس مرتبہ انہیں چیخ چیخ کر کہنا پڑتا...... اسی وجہ سے اکثر مجھے فجر کی نماز دن کے گیارہ اور ظہر کی چار بجے پڑھنا پڑتی اور کبھی اس صورتِ حال کو دیکھ کر ایک وقت کی نماز کیساتھ اگلی نماز بھی پڑھ لیتا کہ انہوں نے کون سا مجھے ہر نماز کیلئے باہر نکالنا تھا، میں نے انہیں کئی بار کہا کہ آپ کی جگہ اگر کوئی غیر مسلم بھی ہوتے تو کم از کم وہ میری نماز اور مذہبی فرائض کا ضرور خیال رکھتے، لیکن معاملات ہمارے تصور سے بھی آگے جا چکے ہیں ان لوگوں کی دلچسپیاں اور ترجیحات کچھ اور ہیں،

البتہ آپریشن کی نسبت انویسٹیگیشن والوں کا رویہ قدرے بہتر تھا وہ وقت پر نماز پڑھنے دیتے اور عزت سے بات کرتے یہ الگ بات ہے کہ ان میں سے بھی تین آدمیوں نے کھل کر یا اشاروں کنایوں میں پیسوں کا تقاضہ کیا تھا،

لاک اَپ کا ٹائلٹ انتہائی گندہ اور بدبودار تھا جسے میں نے پانچ دنوں میں ایک بار بھی استعمال نہیں کیا اور اس مقصد کیلئے میں نے پانی اور کھانے کا استعمال انتہائی حد تک کم کر دیا تھا،

مجھے سندھ پولیس کے کارناموں کا اندازہ تو پہلے سے ہی تھا لیکن ان پانچ دنوں کے عملی مشاہدے نے گویا دن میں تارے دکھا دیئے تھے، یہاں SHO ارشد اعوان کے کارندے روزانہ دس، بارہ گناہ گار اور بے گناہ بندوں کو پکڑ پکڑ کر لاتے..... ان سب کو انتہائی بے دردی سے مارا جاتا....... ماں، بہن اور بیوی کی غلیظ ترین ننگی گالیاں دی جاتیں....... ان میں سے ہر فرد کو لاک اَپ میں فون دے کر انہیں اپنے کسی قریبی رشتہ دار باپ، بھائی، یا والدہ کو تھانے بلانے کا کہا جاتا.......... پھر انہیں اپنے ان عزیزوں کی موجودگی میں جانوروں سے بھی بدتر تشدد کا نشانہ بنایا جاتا.......... اور اس طرح خون کے رشتوں سے محبت کے جذبات کو بلیک میلنگ کا ذریعہ بنا کر اپنی زرپرستی کی ہوس کی تسکین کی جاتی،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خونی رشتوں کی قرابت کیوجہ سے بیچارے ان کے رشتہ دار بھی اکثر سسکیاں لے لے کر رونے لگ جاتے، اور پھر ہمارے سامنے کھل کر اور بڑی بے شرمی کیساتھ کسی سے دس، کسی سے بیس، تیس اور کسی سے ایک لاکھ تک کی رقم لے کر انہیں چھوڑ دیا جاتا اور جو لوگ پیسے نہیں دے سکتے انہیں FIR کاٹ کر جیل بھیج دیا جاتا...........

معاشرے کی اصلاح کے ذمہ دار ادارے کے اس کریہہ اور بھیانک چہرے کو قریب سے دیکھ کر کئی بار میرے ضبط کے سارے بندھن ٹوٹ جاتے اور میں کسی بے بس بچے کی طرح بے اختیار رونے لگ جاتا...... لیکن ایک دن میں اپنے آپ میں نہ رہا اور چیخ چیخ کر SHO کے منہ پر وہ کچھ کہہ ڈالا کہ شائد اس نے کبھی زندگی میں یہ سب اپنے کسی زیرِ حراست ملزم سے نہ سُنا ہو گا، میں نے اسے بغیر لگی لپٹی صاف صاف بتا دیا کہ تم نے تھانے کے اس لاک اَپ کو دُکانِ تجارت بنا دیا ہے اور انتہائی بے شرمی سے لوگوں کو اغواء کر کے سب کے سامنے ان سے تاوان وصول کر کے چھوڑ دیتے ہو......... اور پتہ نہیں پورا دن کیا کچھ کہتا رہا، اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شام کو میرے دل میں درد شروع ہوا اور رات 12 بجے اس درد نے شدت اختیار کر لی، ایمبولینس بلوا کر NICVD لے جایا گیا، کچھ انجکشن لگائے گئے اور ڈاکٹرز نے حالت خطرے سے باہر قرار دے کر صبح 5 بجے دوبارہ تھانے بھیج دیا،

ایس، ایچ، او نے میری ملاقات پر پابندی لگا رکھی تھی اور بہت کم لوگ ہی مجھ سے مل پاتے تھے، وہ کئی بار مجھ سے جان چھڑانے کی کوشش اس طرح کر چکا تھا کہ وہ انوسٹی گیشن والوں کو مجھے اپنے پاس رکھنے کا کہتا لیکن دو تین گھنٹے بعد ہی انوسٹیگیشن والے مجھے دوبارہ لاک اَپ میں لاتے اور SHO سے کہتے کہ اس ہائی پروفائل ملزم کو ہم بغیر لاک اَپ کے اپنے پاس نہیں رکھ سکتے، ایک بار تو وہ مجھے ہتھکڑی لگا کر اور زنجیر کا دوسرا سرا چارپائی سے باندھ کر اپنے پاس رکھ بھی چکے تھے لیکن میری بیگناہی اور شرافت کے یقین کے باوجود دہشتگردی کا ٹھپہ ان کو بے چین کئے رکھتا تھا...........

بالآخر ایک دن ارشد اعوان کی کوششیں اور دعائیں رنگ لے آئیں اور جمعہ 15 ستمبر مجھے وہاں سے تھانہ سٹیل ٹاؤن منتقل کر دیا گیا.......

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جہاں پر ایک 007 ٹائپ انویسٹیگیشن آفیسر میرا انتظار کر رہا تھا، جسے راؤ انوار نے خصوصی طور پر مجھے انویسٹیگیٹ کرنے کیلیئے ایک دن قبل ہی تھانہ نیو ٹاؤن سے یہاں ٹرانسفر کروادیا تھا..........اور جو کہتا تھا کہ.........

"فیصلے جج نہیں میں لکھا کرتا ہوں"

تھانہ سٹیل ٹاؤن منتقلی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک جے آئی ٹی میرے خلاف راؤانوار نے بھی تشکیل دی تھی......اسکا کیا حشر ہوا...؟ پڑھ لیجئے

ملیر سٹی تھانے کے انویسٹیگیشن آفیسر نے میرٹ پر تفتیش کرتے ہوئے ATA-7 یعنی دہشت گردی کا الزام زمینی حقائق کے منافی قرار دیا تھا لیکن SSP راؤانوار کو یہ اندازِ تفتیش سوٹ نہیں کر رہا تھا، کہ اس طرح تو اُس کا منصوبہ ابتداء ہی میں ناکام ہو جاتا.......دوسری بات یہ کہ تھانہ ملیر سٹی کا SHO ارشد اعوان ہر قیمت پر مجھ سے جان چھڑانا چاہتا تھا کہ میری موجودگی میں وہ اپنی "دُکانداری" کھلے انداز سے کرنے میں مشکلات کا شکار تھا، لہٰذا 15 ستمبر بروز جمعہ میری منتقلی سٹیل ٹاؤن تھانہ کر دی گئی، راؤانوار نے اپنے مطلب کے نتائج حاصل کرنے کیلئے نیو ٹاؤن تھانہ سے اپنے اعتماد کے انویسٹیگیشن آفیسر انسپکٹر ذوالفقار علی باجوہ کا تبادلہ پہلے ہی سٹیل ٹاؤن تھانہ کروادیا تھا۔

انسپکٹر باجوہ واقعی راؤ انوار کا ایجنڈا ہی آگے بڑھانے آیا تھا، اپنی منصبی ذمہ داریوں کے حوالے سے اس کی ریپوٹیشن جو بھی رہی ہو لیکن مجھ پر اپنا نفسیاتی دباؤ قائم کرنے میں وہ بُری طرح ناکام رہا پہلے دن اُس نے مجھ سے واقعہ کے بارے میں سرسری زبانی سوال وجواب کئے اور اپنے ہی آفس میں مجھے رہنے کی اجازت دے دی،
اُسی رات تقریباً دس بجے مجھے تھانے کی عمارت کے بیچ بنے لان میں بلایا گیا جہاں باجوہ صاحب کے ساتھ تین افراد بیٹھے تھے، اُنہی میں سے ایک صاحب نے اپنا تعارف DSP گڈاپ اور دیگر کا بھی پولیس آفیسرز کے طور پر کراتے ہوئے مجھ سے واقعہ کی تفصیلات سے متعلق استفسار کیا تو میں نے شاہ لطیف ٹاؤن کے 10 سیکٹرز پر قبضے، اس قبضہ کے پیچھے سیاسی افراد اور SSP راؤانوار کی پشت پناہی اور 11 ستمبر کو پیش آنے والے واقعہ کی ساری تفصیلات بتادیں، میرے خاموش ہونے پر اُس نے بتایا کہ اس واقعہ کی اصل حقیقت تک پہنچنے کیلئے ایک JIT تشکیل دی گئی ہے اور اس میں میرے سمیت ضلع ملیر پولیس کے فلاں فلاں افسران شامل ہیں...... میں نے سوال کیا کہ یہ JIT کس نے تشکیل دی ہے تو اس نے جواب دیا کہ،.....SSP راؤانوار نے........ میں نے کرسی سے اُٹھتے ہوئے کہا کہ اس JIT پر میرے دو اعتراضات ہیں، اوّل یہ کہ JIT کا مطلب ہوتا ہے جوائنٹ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انو سٹی گیشن ٹیم، اوراس جوائنٹ انو یسٹیگیشن ٹیم میں پاکستان کے مختلف ایجنسیوں کے نمائندے شریک ہوتے ہیں، مثلاً ISI, MI, FIA, RANGER'S اور POLICE وغیرہ، لیکن یہاں تو ایک SSP نے اپنے ماتحت پولیس افسران کو ہی JIT میں سمو دیا ہے.....

دوم یہ کہ SSP راؤ انوار پر لینڈ گریبرز کی پشت پناہی کرنے کا میرا سنجیدہ الزام نیب اور سپریم کورٹ کے ریکارڈ پر موجود ہے، وہ کس قانون اور اخلاقی جواز کے تحت ایک پارٹی ہونے کے باوجود میرے بارے میں JIT تشکیل دے سکتا ہے......؟ میں اس JIT کو کسی صورت نہیں مانتا.....!DSP صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا اور خاموشی سے میرا منہ دیکھتے رہ گئے اور میں نے اپنی جائے رہائش کی جانب قدم بڑھا دیئے،

یہ پہلی رات تو خیریت سے گزری لیکن اس سے اگلی رات انسپکٹر باجوہ کے تیور بدلے بدلے لگ رہے تھے، رات تقریباً 11 بجے اپنی سیٹ پر بیٹھے کام میں مصروف تھے کہ یکدم تنے ہوئے چہرے اور مصنوعی غصے میں میری جانب دیکھتے ہوئے بولے کہ آپ کو میں نے آپ کی حیثیت سے زیادہ عزت دی ہے اور آپ کو اپنے آفس میں ٹھہرایا ہے لیکن آپ اس کے باوجود میرے سامنے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھے ہیں، میں نے کہا جناب عزت افزائی کا شکریہ لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ میرے بائیں گھٹنے میں ڈسپلیس ہونے کی وجہ سے درد رہتا ہے.....دل کے لاعلاج مرض میں مبتلا ہوں اور ساٹھ سال کے قریب عمر ہے، میں تھوڑی دیر بعد اپنی پوزیشن تبدیل کروں تو کمفرٹ محسوس کرتا ہوں.....اس نے تلملاتے ہوئے کہا کہ پھر بھی ایک ملزم کو کسی افسر کے سامنے اس طرح نہیں بیٹھنا چاہئے.........

میری برداشت بھی جواب دے گئی اور میں نے اسکی توقع کے برخلاف جواب دیتے ہوئے کہا کہ کیا آپ مجھ سے یہ اُمید رکھتے ہیں کہ میں آپکے منصب کے احترام میں آپکے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤں....؟ میں نے کہا کہ میں آپکی نظر میں ملزم ہوں اور آپ مجھے مجرم ثابت کرنے میں بھی کوئی کسر نہ چھوڑیں، لیکن یہ یاد رکھنا کہ میں تیرا غلام ہرگز نہیں، مجھ سے دیگر ملزموں کی مانند رویہ رکھنے کی اُمید نہ رکھیں.......اور شائد بہت کچھ اور کہنے کے بعد میں نے اسے بتا دیا کہ اب مجھے آپ کی غیر جانبداری پر اعتماد نہیں رہا اسلئے اب کے بعد آپ میرے انویسٹیگیشن آفیسر نہیں رہے، اور اگر آپ کہتے ہیں تو میں یہ آپ کو لکھ کر دینے کیلئے بھی تیار ہوں.......

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وہ مجھے دیدے پھاڑ پھاڑ کر ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہے......

اسکا مصنوعی غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ چکا تھا، اس نے مجھے کچھ نہ کہا لیکن اس رات جاتے ہوئے وہ مجھے مرڈر کیس میں گرفتار لینڈ گریبر در محمد اور اسکے بیٹے غلام یاسین کیساتھ لاک اپ میں بند کر کے چلے گئے، میں نے جاتے ہوئے اسے کہا کہ ہاں......اس طرح تمہارا کلیجہ ٹھنڈا ہو سکتا ہے،

لیکن دوسرے دن صبح وہ مجھے دُوبارہ وہاں سے نکال کر اپنے آفس لے آیا، یقیناً تھانہ ملیر سٹی میں ارشد اعوان کے بندوں کی تجارت اور اس پر میرا چینخنا چلانا اسکے علم میں لایا جاچکا تھا،

میرے ریمانڈ کے دوران اس نے ایک بار کہا تھا کہ فیصلہ جج نہیں میں لکھتا ہوں، میں چالان میں جو کچھ لکھوں گا جج اسی کے مطابق فیصلہ کرے گا، میں نے کہا یہ کام میرٹ اور فیکٹس کو فالو کرنے والے آفیسر کرتے ہیں، ایجنڈا آگے بڑھانے والے صرف اپنے آقا کی ڈکٹیشن کو فالو کرتے ہیں اور اس سے ایک حرف کم یا زیادہ لکھنے کی جرآت نہیں کر سکتے، ایجنڈے کو فالو کرنے اور ضمیر کی آواز پر لبیک کہنے میں بڑا فرق ہے باجوہ صاحب...!

"ایک تو آپ ہر بات میں کیڑے نکالنے اور بہت سوال کرنے کے عادی ہیں" اس نے کہا.......میں نے کہا شکر کریں کیڑے نکالنے کا عادی ہوں کیڑے ڈالنے کا نہیں.....

20 ستمبر کی شام منشی نے کمپیوٹر پر میرا تحریری بیان ریکارڈ کیا، جب زمینوں پر قبضے کے تذکرے کے دوران میں نے راؤ انوار کا نام لیا تو منشی نے SSP راؤ انوار صاحب لکھ دیا، میری نظر کمپیوٹر سکرین پر تھی میں نے اسے کہا کہ راؤ انوار کے نام سے صاحب ہٹا دو۔۔۔ اس نے کہا کیوں۔۔۔ میں نے کہا اسلئے کہ میں نے صرف راؤ انوار کہا ہے راؤ انوار صاحب نہیں، وہ آپکے صاحب ہونگے میرے نہیں۔۔۔ اور اسے صاحب کا وہ لفظ ہٹانا پڑا۔۔۔

بیان کمپوز کرنے کے بعد میں نے اس سے بیان کا ایک پرنٹ دینے کی فرمائش کی تو اس نے ایک پرنٹ نکال کر مجھے دے دی، پڑھنے پر معلوم ہوا کہ پروف کی غلطیوں کے ساتھ ساتھ فقروں کو بھی آگے پیچھے کر دیا گیا تھا، جس سے تحریر کا مفہوم کچھ سے کچھ بن گیا تھا، میں نے احتیاط کے ساتھ اسی پرنٹ پر تصحیح کر دی اور اسے تاکید کی کہ تصحیح کرنے کے بعد فائنل تحریر کا پرنٹ نکال کر مجھے ضرور دیا جائے،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

21 ستمبر کی صبح مجھے ہائی کورٹ لیجانے کیلئے موبائل میں بٹھایا جانے لگا تو میں نے اپنے بیان کی تصحیح شدہ کاپی طلب کرلی لیکن جواب میں مجھے آئیں بائیں شائیں کے سوا کچھ نہیں ملا،

ہائی کورٹ جاتے ہوئے اسی FIR میں نامزد ایک ملزم شاہد آرائیں جو باجوہ صاحب کے دوست تھے کا فون آیا شائد وہ میرے بارے میں کچھ بات کر رہے تھے، تو باجوہ صاحب نے غصہ ہو کر کہا کہ یار یہ کیا ڈاکٹر اقبال، ڈاکٹر اقبال کی رٹ لگا رکھی ہے، میں تمہارا ذمہ دار ہوں کسی اَور کا نہیں تم کل میرے پاس آجانا اور چار بجے مجھ سے ہائی کورٹ کے جج سے ضمانت کے آرڈر لے لینا،

یہ تھے خود کو 007 سمجھنے والے اور خود فیصلے کرنے کا دعوٰی کرنے والے انویسٹیگیشن آفیسر اور اسکی دیانتداری کی اصل حقیقت، جو یقیناً کچھ "ذاتی مفادات" کے بدلے pick and choose جیسی موذی مرض کا شکار تھے،
مجھے ہائی کورٹ میں انسدادِ دہشتگردی کے جج کے سامنے پیش کیا گیا، اور جج نے جوڈیشل ریمانڈ پر جیل بھیج دیا، جیل پہنچ کر تلاشی کے ایک طویل عمل سے گزرنے کے بعد جیل کی دُنیا میں داخل ہو گیا،

لیکن یہ میرے تصور میں بھی نہیں تھا کہ باہر کرپشن کے خلاف لڑ کر جیل جانے کے بعد اندر بھی مجھے سب سے پہلے کرپشن ہی سے پالا پڑے گا.........!

جیل کی دُنیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہاں بھی کرپشن کی ایک دنیا آباد تھی
جس سے لڑنا میری قسمت میں لکھا تھا

شام پانچ بجے مجھے سنٹرل جیل کراچی پہنچایا گیا، تلاشی اور اندراجات کے ایک طویل اور صبر آزما مرحلے کے بعد شام تقریباً ساڑھے سات بجے جیل میں داخل ہوا جہاں مین گیٹ سے 50 میٹر کے فاصلے پر تقریباً 30 نئے قیدیوں کو پاؤں کے بل دو قطاروں میں بٹھایا گیا تھا اور بائی نمبر تمام قیدیوں کی تفصیلات پوچھ کر لکھی جارہی تھیں اور صحت سے متعلق معلومات کا اندراج ہو رہا تھا.........اس عمل کو جیل کی اصطلاح میں ملاحظہ کہا جاتا ہے، ان قیدیوں پر پرانے قیدی مقدم کے طور پر تعینات تھے اور وہ انہیں مسلسل اپنا سر نیچے رکھنے اور ہل جل سے پرہیز کرنے کی تلقین کر رہے تھے، جو نیا قیدی ان ہدایات کی معمولی خلاف ورزی بھی کرتا وہ اس پر پل پڑتے اور تھپڑوں اور لاتوں کی بارش کے ساتھ ماں بہن کی گالیوں سے ان کی تواضع کی جاتی،

یہ حالت دیکھ کر میں نے فوراً دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا کہ اگر کبھی میرے ساتھ جیل میں کسی بھی مرحلے پر ایسا رویہ اپنایا گیا تو میں برابر کا جواب دینے میں کبھی تامل سے کام نہیں لوں گا اور اس کا نتیجہ بھی مجھے معلوم تھا، اور وہ یہ کہ وہ سب ملکر یکبارگی سے مجھ پر حملہ آور ہوتے اور مجھے جان سے ہی مار دیتے، یہ سودا مجھے قبول تھا اور میں ہر وقت ان حالات کیلئے ذہنی طور پر تیار رہتا،
لیکن اللہ بزرگ و برتر کا لاکھ احسان اور کرم نوازی ہے کہ جیل میں قدم رکھنے سے لے کر جیل سے باہر قدم نکالنے تک نہ تو میری زبانی طور پر ہتک کی گئی اور نہ ہی مجھ پر کسی نے ہاتھ اُٹھایا.......میں اسے اللہ تعالیٰ کا اپنا حامی و ناصر ہونے کی سب سے بڑی دلیل سمجھتا ہوں،

ملاحظہ کے آخری مرحلے میں ایک ایک قیدی کو جیل کے سپرنٹنڈنٹ کے سامنے پیش کیا گیا جو ان سے انکے جرم کی نوعیت کے بارے میں اور دیگر سوالات پوچھتا رہا،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ملاحظہ سے فارغ ہو کر ہمیں دو مقدم کے حوالے کیا گیا اور وہ ہمیں لے کر کرائٹین کی طرف روانہ ہو گئے، کرائٹین سے اندازاً 30 میٹر دور مجھے اور ایک اَور باریش بزرگ کے علاوہ باقی تمام نئے قیدیوں کو حکم دیا گیا کہ وہ زمین پر بیٹھ کر پنجوں کے بل چل کر کرائٹین کی بیرک تک جائیں گے، یقیناً یہ ایک مشکل اور توہین آمیز مرحلہ تھا اور اکثر قیدی فریاد کر کے اپنی تکلیف کا اظہار کرتے رہے، کرائٹین کے سامنے پہنچ کر ایک مرتبہ پھر سب کے کوائف کا اندراج کیا گیا اور ہمیں کرائٹین کی بیرک کے اندر جانے کا کہا گیا۔

کرائٹین میں ہر آدمی کو کم از کم 3،2 دن تک رکھا جاتا ہے اور اس کے دو مقاصد ہوا کرتے ہیں پہلا یہ کہ قیدیوں کی اَنا کو بری طرح کچل دیا جائے اور ان پر جیل اور اسکے عملے کی ہیبت اور رعب کو مسلط کر دیا جائے اور دوسرا یہ کہ یہاں قیدیوں پر ذہنی اور جسمانی تشدد کر کے یا ان کے سامنے دوسرے قیدیوں کے ساتھ اس طرح کا رویہ اختیار کر کے انہیں ایک معقول رقم کے عوض یہاں سے نسبتاً بہتر بیرک میں منتقل کرنے کا لالچ دیا جائے، یہاں میں دو دن رہا اور چار پرانے قیدی نئے قیدیوں کے ساتھ مسلسل یہی کچھ کرتے رہے معمولی بات کو بہانا بنا کر ماں، بہن اور بیوی کی ننگی گالیاں دی جاتیں تھیں اور تھپڑوں کی بارش کر دی جاتی تھی، رات سونے کی جگہ کو میں جانوروں کے باڑے سے تشبیہ اس لئے نہیں دونگا کہ جانور تو پھر بھی آزادانہ طریقے سے لیٹ جاتے ہیں اور کروٹ تبدیل کر سکتے ہیں لیکن جن حالات سے میں خود دو راتیں گزرا ہوں وہ مجھے ہی پتہ ہے ان دو راتوں میں ایک کروٹ ہی سہی پاؤں پھیلا کر سونا نصیب نہیں ہوا.....ایک کے پیر دوسرے پر اور دوسرے کے تیسرے پر پڑے رہتے.... آنکھیں نیند کی شدت سے بند ہو جاتیں تو کسی قریب پڑے قیدی کی لات یا ہاتھ لگنے سے نیند کوسوں دور بھاگ جاتی، مختصراً یہ کہ تیسری رات عشاء کے بعد یہاں کا منشی (انچارج قیدی) بیرک کے باہر بیٹھ کر ایک ایک قیدی کو باہر بلاتا رہا.....اور اس سے رقم کی جوڑ توڑ کرتا رہا، مجھے بلایا گیا تو کہا گیا کہ 50 ہزار روپے دوگے تو کسی اچھی بیرک میں بستر دلا دونگا اور مشقت بھی نہیں ہوگی پیسے نہیں دوگے تو ایسی جگہ بھیج دونگا جہاں سکون کا سانس لینا بھی نصیب نہیں ہوگا اور اسی طرح پوری رات ایک کروٹ لیٹے لیٹے گزارا کروگے.....میں نے کہا میری بات سنو میں باہر کرپشن کے خلاف لڑ کر جیل آیا ہوں، میں یہاں جیل میں کرپشن کا حصہ بن جاؤں اس سے تو بہتر ہے یہاں سے میری لاش ہی باہر چلی جائے،........میں آپ کو 50 ہزار روپے تو کیا پچاس پیسے بھی دینے کیلئے تیار نہیں، یہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بدمعاش میرا یہ غیر متوقع جواب سن کر تھوڑی دیر تو خاموش رہا اور پھر بولا ٹھیک ہے لیکن اپنے کام سے کام رکھو اور ہمارے ان معاملات میں دخل نہیں دینا، باقی کل صبح دیکھا جائے گا......

مجھے کم از کم یہ اندازہ نہیں تھا کہ جیل جا کر بھی میری قسمت میں کرپشن کے خلاف لڑنا لکھا گیا ہے لیکن بہر حال میں اس جنگ میں بھی سُرخ رو رہا، اور اللہ کے فضل سے لاک اَپ کے پہلے دن سے جیل سے باہر نکلنے تک پیسوں کے لئے ہر طرف سے منہ کھلے ہونے کے باوجود میں نے کسی کو ایک روپے بھی رشوت کے طور پر نہیں دیا،
اگلی صبح ایک پرانے قیدی کو میرے ساتھ روانہ کیا گیا اور چکر لے جا کر ایک سپاہی کے حوالے کر دیا گیا، میرے ساتھ آنے والے قیدی نے اس سپاہی کو ایک مخصوص اشارہ کیا، سپاہی نے جواب طلب نظروں سے اس قیدی کی طرف دیکھا تو دوسرے سپاہی نے آواز لگا دی " بھائی جان اشارے کو سمجھا کرو" اور مجھے اس چکر کے سب سے گندے بیرک میں بھیج دیا گیا...............

بیرک میں بھی ڈاکٹر کے لاحقے اور میرے حلیے سے کسی کھاتے پیتے آدمی کا اندازہ لگا کر خوش فہمی میں مبتلا بیرک منشی میرا منتظر تھا.......

جیل کی دُنیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیرک کا منشی، اور لالچ کا کاروبار

چکر کے بیرک میں پہنچا تو وہاں کے منشی نے مجھے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اپنے قریب ایک خالی بستر میرے حوالے کر دی

(بستر کا مطلب گھر کا 6 بائی 6 کا بیڈ نہ سمجھیں جیل کے بستر کا مطلب 2 بائی 6 کا فرش ہوتا ہے جو کئی ماہ کے انتظار کے بعد نمبر آنے پر یا معقول رقم بطورِ رشوت دینے کے بعد ہی ایک قیدی کو ملتا ہے)

بہر حال بہت جلد میری یہ خوش فہمی بھی دور ہو گئی جب منشی نے مجھ سے کئی بار سوال کیا کہ آپ گھر سے کھانے کے آئٹم کیوں نہیں منگواتے....؟ میں ابتداء میں تو اسے ٹالتا رہا لیکن ایک دن واضح طور پر بتا دیا کہ میرے بچے چھوٹے ہیں اور رہائش کافی دور ہے میں اپنے پیٹ کی خاطر انہیں مسلسل اذیت اور تعلیم کے حرج میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا........ جو کھانا یہاں جیل کے 6000 سے بھی زیادہ قیدی کھا رہے ہیں سو میں بھی کھا لیا کرونگا، اسکے دوسرے دن ہی اس نے مجھ سے اپنا کھانا پینا علیحدہ کر لیا....اپنے رویئے میں مصنوعی تناؤ اور روکھا پن پیدا کیا اور بالآخر ایک رات ساڑھے دس بجے مجھے بستروں کے درمیان چلنے والی پٹی پر سونے کا حکم دے دیا، میں ذہنی طور پر تو ہر قسم کے حالات کا سامنا کرنے کے لئے تیار تھا لیکن میری جسمانی حالت اس قابل نہ تھی کہ پوری رات ایک کروٹ لیٹ کر ساتھ لیٹے قیدیوں کے ہاتھوں اور لاتوں کی حرکات کا سامنا کر سکوں، وہ رات میں نے جاگ کر گزاری، جسم اگر تکلیف میں ہو تو بھلا ذہن اور روح کیسے قرار و سکون میں رہ سکتے ہیں...؟ اس رات میں نے 3 Angised ٹیبلٹ استعمال کئے لیکن دل کا درد ویسے کا ویسا ہی رہا-

پھر ایک ہفتہ بعد ایک دوست کے واقف کار سے جیل میں رابطہ ہوا اور اسکی سفارش پر مجھے وہاں بستر نصیب ہوا، اس دوست نے پہلے بھی انتہائی خلوص کے ساتھ پیشکش کی تھی کہ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو مجھے ضرور بتائیں لیکن میں نے اس کا شکریہ آدا کرتے ہوئے کہا تھا کہ اس کیس میں جان نہیں ہے اسلئے ادھر اُدھر کی باتوں میں وقت ضائع کرنے کی بجائے ضمانت کروانے پر توجہ دی جائی تو زیادہ مناسب ہے اس لئے استحقاق کے باوجود میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے بی کلاس کیلئے بھی اپلائی نہیں کیا کہ اس میں وقت بھی لگتا اور استحقاق کے باوجود اندر اور باہر کے لوگ رشوت الگ سے مانگتے۔

الحمدللہ مجھے زندگی میں جیسے بھی دشوار حالات کا سامنا کرنا پڑے میری ذہنی ساخت ابتداء سے کچھ ایسی بنی ہے کہ ایک تو میں حوصلہ کبھی نہیں ہارتا...... دوسرا، میرے مقابل جتنی بھی بااختیار اور طاقتور شخصیت موجود ہو، لیکن اگر وہ کرپٹ اور پست کردار کا مالک ہے تو میں ذہنی اور نفسیاتی طور پر کبھی بھی اس سے depress نہیں ہوتا .... تیسرا یہ کہ میں بظاہر ان مشکل حالات میں سے بھی کچھ پازیٹو چیز نکال ہی لیتا ہوں یا یوں کہہ لیں کہ کشید کر لیتا ہوں۔

جیل جا کر میرے شب و روز کی مصروفیات یکسر تبدیل ہو چکی تھیں ..... کاروبار...... فون اور فیس بک کا استعمال ..... گھر، باہر اور دفتر کے سارے معاملات جیسے ایک ہی بٹن دبانے سے یکدم آف ہو گئے تھے.....، یہاں میری مصروفیات نماز.... تلاوت.... اور سونے تک محدود ہو گئیں تھیں ...... یہاں میرے پاس دن کو قیلولہ کرنے کے بعد بھی بہت سارا وقت بچ جاتا تھا.......لہذا میں نے فارغ وقت میں یہاں موجود کرداروں کے چہرے پڑھنے اور ان کی کہانیاں سننے کا فیصلہ کر لیا تا کہ رہائی پانے کے بعد یہ ساری تفصیلات آپ اور دیگر لوگوں تک پہنچا سکوں .... میں اس حوالے سے جتنے بھی لوگوں سے ملا اگر ان سب کی آپ بیتیوں کو ایک لفظ کا عنوان دیا جائے تو میرے نزدیک وہ لفظ ہو گا " ظلم " اور اگر آپ مجھے ایک اور لفظ کا اضافہ کرنے کی اجازت دیں تو پھر میں اسے " بدترین ظلم " کہنا پسند کرونگا...... اور اگر آپ مجھ سے پوچھیں کہ اس بدترین ظلم کی پشت پر کون سی قوتیں کارفرما ہیں تو میرا بلا جھجک جواب ہو گا "پولیس، حکمران اور انکے جبر کا دہرا طبقاتی نظام" جسکے ظلم کا میں خود بھی مسلسل شکار رہا ہوں اور مجھے اس کا ذاتی تجربہ بھی ہے۔

میں آئندہ چند اقساط میں چند منتخب قیدیوں کی مختصر کہانیاں آپ سے شیئر کرونگا لیکن ان کرداروں کے نام میں آپ کو نہیں بتاؤنگا، کہ یہ ان کیلئے ایک نئی مصیبت کا باعث بھی ہو سکتا ہے،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لیکن اس سے قبل میں اس تحریر میں آپ سے ابھی حال ہی میں جیل میں رونما ہونے والے ایک واقعے کے بارے میں کچھ باتیں شیئر کرنا چاہتا ہوں،

کچھ ماہ قبل کراچی سنٹرل جیل میں رینجرز نے سرچ آپریشن کیا تھا اور اس آپریشن کے نتیجے میں کئی بے ضابطگیاں سامنے آئیں تھیں، جن میں جیل کے اندر ہیروئین... چرس..... اور شراب کی خرید و فروخت اور استعمال اور بہت سارے موبائل فونز کی موجودگی سے آپ اچھی طرح واقف ہوں گے، میری وہاں موجودگی کے دوران ٹی وی چینلز پر ایک ویڈیو چلی تھی جس میں ایک قیدی DSP کی وردی میں ملبوس ہو کر کہہ رہا ہے کہ جیل کی پولیس بعض قیدیوں کو پولیس کی وردی پہنا کر انکو جیل سے باہر لے جاتے ہیں اور ان سے مختلف لوگوں کو اغوا کروا کر جیل لے کر آتے ہیں اور انہیں مختلف کھولیوں میں رکھ کر ان کے عزیزوں سے تاوان وصول کر کے انہیں چھوڑ دیتے ہیں..... وردی میں ملبوس یہ شخص اپنے سامنے شاپر میں موجود ہیروئین میں ہاتھ ڈال کر کہتا ہے کہ یہاں جیل کا عملہ ہمیں ایک معقول رقم کے عوض ہیروئین چرس، شراب اور دیگر منشیات سپلائی کرتے ہیں اور ہم اسے یہاں کھلے عام قیدیوں کو فروخت کرتے ہیں، میں نے یہاں جیل میں ان تمام باتوں کی مختلف قیدیوں سے تصدیق چاہی تو تقریباً تمام پرانے قیدیوں نے نہ صرف اس کی تصدیق کی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہوش ربا تفصیلات بتائیں انہوں نے بتایا کہ جیل کے بڑے افسران اس مقصد کیلئے ایک ایک کھولی کو ڈیڑھ لاکھ روپے کے عوض منشیات فروشوں کو بیچتے تھے اور پوری جیل سے لوگ وہاں آکر اپنی پسند کی منشیات خرید کر استعمال کرتے، انہوں نے نام لے لے کر مجھے بتایا کہ فلاں پولیس والا 8 ہزار اور فلاں 10 ہزار روپے ہفتہ لے کر اس مکروہ کاروبار کے عوض اپنی "خدمات" پیش کرتے تھے،

بعد میں اس ویڈیو کو ریکارڈ کرنے کے دعویدار قیدی کو ہمارے سامنے جیلر نے پکڑا وہاں موقع پر اسکی ٹھیک ٹھاک درگت بنائی گئی اور مارتے ہوئے اسے وہاں سے لے کر چلے گئے- DSP کی وردی میں ملبوس اس قیدی کو سزاء کے طور پر سکھر جیل منتقل کر دیا گیا، لیکن اس سے جرائم کروانے والے جیل کے اہلِ کار بدستور اپنی "ڈیوٹیاں" انجام دے رہے ہیں.....

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میرے خیال میں عام لوگوں کو جس جرم میں جتنی سزاء ملتی ہے قانون کے ان " محافظوں "کو اس جرم میں ملوث ہونے کی دُگنی سزاء ملنی چاہیئے، یہ عجیب تماشہ ہے کہ قانون کے یہ محافظ خود جرم کر کے اور دوسروں سے جرم کروا کر تو سزاء سے محفوظ رہیں اور ان جرائم اور کرپشن کے خلاف آواز بلند کرنے والوں پر جھوٹے مقدمات درج کرائے جائیں،

اگر ہم عام لوگوں کو ان سب باتوں کا علم ہے تو جن کا کام عدل وانصاف کا قیام ہے کیا وہ ان باتوں سے لاعلم ہونگے ......؟ ایسا ہرگز نہیں بلکہ میں واضح الفاظ میں کہوں گا کہ وہ ہم سے کہیں زیادہ باخبر لوگ ہیں لیکن سیاسی دباؤ.... جانِ عزیز کی فکر.... اور ہل من مزید کی لالچ نے انصاف کی کرسیوں پر براجماں ان " منصفوں " کے ضمیر کو مردہ..... اور انہیں اندھا.... بہرہ.... اور گونگا بنادیا ہے...

اگر ایک جج انصاف نہیں کرپاتا تو وہ یقیناً ظلم کا مرتکب ہو رہا ہے،

ایسے ڈرپوک، اور لالچی لوگوں کو اس مقام سے اُتار پھینکنا چاہیئے

کہ وہ اس منصب کے کسی طور پر بھی اہل اور حقدار نہیں ہوسکتے.....!

جیل کی دُنیا

دہشت گردی کا ٹرینڈ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سچ پوچھیں تو مجھے کسی پر الزام لگانا اور گلے شکوے کرنا ذرا برا اچھا نہیں لگتا، جب معاملہ میری ذات تک محدود ہو تو میں ہمیشہ لمبی خاموشی اختیار کرنا یا اصلاح کی طرف رجوع نہ کرنے والوں سے کنارہ کشی کر لینا ہی کافی سمجھتا ہوں،

لیکن جب معاملہ اجتماعی ظلم اور زیادتی کا ہو تو شعوری طور پر خاموش رہنے کی کوشش کے باوجود بھی خاموش رہنا میرے بس میں نہیں رہتا...... جب تک میں اس ظلم اور استحصال کے خلاف آواز نہ اُٹھاؤں، تب تک میری راتوں کی نیندیں مجھ پر حرام ہو جاتیں ہیں اور میں اللہ اور اس معاشرے کے سامنے اپنے آپ کو مجرم سمجھنے لگتا ہوں.....

میں نے اب تک اپنی ان تحریروں میں جن، جن کے خلاف لکھا اور آگے مزید جن کے خلاف لکھوں گا میری ان سے کوئی ذاتی عناد اور دشمنی نہیں،
میں صرف ان لوگوں کو آئینہ دکھانا......
عام لوگوں کو ان کی اصلیت سے باخبر رکھنا.......
اور احتساب کرنے کے ذمہ دار مقتدر شخصیات کو انکی ذمہ داری کا احساس دلانا چاہتا ہوں (اگر ایسے ذمہ داران کا وجود باقی ہے تو)

میرا غالب رجحان کسی کو ملامت کرنے کی بجائے اصلاح اور معاملات کو سدھارنے کی طرف ہوتا ہے کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ جہاں ایک ذمہ دار مقتدر فرد اپنے ذاتی مفاد کی سوچ اور ہوسِ زر کی وجہ سے ہزاروں، لاکھوں افراد کے مفادات کو نقصان اور ان کی انا پر اذیت کے چرکے لگانے کا سبب بنتا ہے وہاں وہی مقتدر شخصیت احساسِ ذمہ داری اور ستھرے کردار کے باعث انہی ہزاروں اور لاکھوں افراد کے مفادات کے تحفظ کے ضامن اور انکے زخموں پر مرہم رکھنے والے مسیحا کا کردار بھی آدا کر سکتا ہے،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لہذا میں جہاں ظلم کے خاتمے اور بلا تفریق یکساں انصاف فراہم کرنے کی طرف توجہ دلا کر اکثریت کے دکھوں اور پریشانیوں کے خاتمے کی بات کرتا ہوں..... وہاں ایسے کرپٹ اور مال وزر کی پوجا کرنے والوں کو آئینہ دکھا کر اپنے دل میں ان کی اصلاح کی تمنا بھی رکھتا ہوں، اسلیئے میری تحریروں کو صرف اسی تناظر میں دیکھا جانا چاہیئے.......

اور اگر اس کے باوجود سچ کہنے کے جرم میں مجھے کوئی اپنا دشمن سمجھتا ہے...... تو وہ اپنی خاطر جمع رکھیں، میں کسی درہم و دینار کے بندے کی دھمکیوں اور گیدڑ بھبکیوں سے ڈرنے والا نہ تھا اور نہ ہوں........... حق اور سچ کی قیمت اداء کرنے کیلیئے میں اپنی نقدِ جان ہر وقت ہتھیلی پر لئے پھرتا ہوں......! اور میرے نزدیک جان قربان کرنے کا اس سے اعلیٰ وارفع مقصد اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا...........!

آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہمارے معاشرے میں مختلف اوقات میں مختلف چیزوں کے ٹرینڈز بڑھی شہرت پالیتے ہیں،..... یہ ٹرینڈز مختلف فیشنز، بالوں کے سٹائل، داڑھی کے کٹ کے انداز، کپڑوں کی بناوٹ اور سلائی سے لے کر شادی کے رسوم، گھریلو استعمال کی اشیاء، موبائل، گاڑیوں اور ہر چیز کے حوالے سے چلتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے عوام میں مقبولیت پاجاتے ہیں،

بالکل اسی طرح آجکل پورے ملک میں دہشتگردی کے خاتمے کا ٹرینڈ بڑے زوروں پر ہے، یہ سوال تو ایک طرف رکھیں، کہ جن لوگوں کو آپ آج دہشت گرد کہتے ہیں خود آپ ہی کل ان لوگوں کو کس نام سے پکارتے تھے.....؟، موضوعِ بحث یہ ہے کہ جب کوئی ٹرینڈ چل پڑتا ہے تو بعض نکمے اور نااہل لوگ اس ٹرینڈ کے نام پر غلط طریقے (جگاڑ) اختیار کرکے اور اپنی پنچ ذہنیت کا ثبوت دے کر مال بنانے اور نام کمانے کی کوشش کیسے کرتے ہیں.........؟

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ثبوت کے طور پر ایک واقعہ پڑھیئے اور قانون کے محافظ کہلوانے والے اداروں کی بعض کالی بھیڑوں کے سیاہ کرتوت اور غلیظ ذہنیت کا اندازہ لگایئے اور یہ بھی سوچیئے کہ یہ سب کچھ ہونے کے بعد ان اداروں کے کرتا دھرتا کس منہ سے اور کس کے سامنے جرائم میں اضافے کا رونا رو رہے ہیں.......؟

وہ سونے سے قبل روزانہ بڑی پابندی سے اپنی بائیں ٹانگ کا تیل سے مالش کیا کرتا تھا ایک دن میں نے اسکے بستر پر جا کر اس سے پوچھا...... کیا بات ہے دوست میں کئی روز سے دیکھ رہا ہوں کہ آپ اپنی ایک ہی ٹانگ کا پابندی سے مالش کر رہے ہیں.... اُس نے ہنس کر جواب دیا.... "ڈاکٹر صاحب میری اس ٹانگ میں پولیس مقابلے کے دوران گولی لگی تھی، اس وجہ سے زخم سے نیچے کا حصہ سن ہو گیا ہے اسلئے میں روزانہ سونے سے پہلے اس کی مالش کرنا نہیں بھولتا..... میں نے کہا اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے.... اُس نے کہا کہ میں ہنسا اسلئے کہ FIR میں ایسا ہی لکھا ہے کہ اس نے پولیس کے ساتھ مقابلہ کیا اور کراس فائر میں اس کو گھٹنے کے نیچے گوشت والے حصے میں گولی لگ گئی........... میں نے پوچھا کہ کیا حقیقت میں ایسا نہیں ہے......؟ اس نے کہا بالکل بھی نہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ پولیس نے ہمیں پچھلے سال ایک چھوٹے سے جرم میں گرفتار کیا تھا، اسلئے ہماری تصاویر، پورا ایڈریس اور بائیوڈیٹا ان کے پاس موجود تھا، اب تقریباً ایک سال بعد وہ ہمارے گھر پر آئے، گھر سے باہر بُلا کر تھانے لے گئے اور....... اُس نے پھر ایک زوردار قہقہہ لگایا، اور اُس کے ساتھ میں بھی ہنس پڑا اور کہا کہ وہ اصل حقیقت بتاؤ...... اس نے بات جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ پولیس والے مجھے اور میرے ایک اور ساتھی کو رات دو بجے ایک تاریک کمرے میں لے گئے...... انہوں نے اپنے پسٹل نکالے اور ہماری آنکھوں پر پٹی باندھ کر ہمیں لیٹنے کا حکم دیا اور کہا کہ اپنے ایک پیر کو سمیٹ لو، وہ میرے بائیں جانب بیٹھ گیا تھا، میں نے بائیں پیر کو سمیٹ لیا اور دائیں پیر کو زمین پر سیدھا پڑا رہنے دیا.... اُس نے پسٹل کی نال کو میرے پیر کے نچلے گوشت والے حصے کے بالکل قریب رکھ کر مجھے کہا کہ ہلنا مت....... اور ایک فائر کر دیا، فائر کے ساتھ ہی میری چیخ نکل گئی اور اس نے پہلے سے تیار رکھی ہوئی پٹی میرے زخم پر مضبوطی سے باندھ لی........ صبح مجھے ہسپتال لے جایا گیا..... وہاں موجود ڈاکٹر نے میرے زخم کا معائنہ کیا...... پٹی باندھی.... رپورٹ بنائی اور مجھے دوبارہ تھانے لایا گیا......،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میری نظریں اس کے پیر میں لگی ہوئی گولی کے زخم پر مرکوز تھیں جو اب مندمل ہو چکا تھا......وہ کہہ رہا تھا..... ڈاکٹر صاحب پولیس نے FIR کاٹ دی جس میں دو گرنیڈ اور ایک پسٹل کی برآمدگی دکھائی گئی تھی اور دہشتگردی کا دفعہ ATA-7 کے ساتھ ساتھ کچھ اَور دفعات لگائے گئے تھے.........میں نے اس کی آواز میں لرزش محسوس کی....اور جب اس کی طرف دیکھا تو اُس کی آنکھوں سے آنسو کے قطرے ٹپک ٹپک کر نیچے بیڈ شیٹ میں جذب ہو رہے تھے........

میں نے اسکے شانے پر ہاتھ رکھا اور سوچا کہ پاکستان بنانے کے لئے لاکھوں شہیدوں کا خون بھی اسی طرح بہا ہو گا اور وہ بھی اسی طرح زمین میں جذب ہوا ہو گا......... اب صرف ذاتی مذموم مقاصد کے حصول کے لیے ہی بعض مواقع پر ان شہیدوں کے خون کا تذکرہ کیا جاتا ہے..........رہا ریاست کے قیام کا مقصد تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے سائے تلے زندگی گزارنے کا خواب 73 سال بعد بھی شرمندہء تعبیر نہ ہو سکا.........اور آج برسرِ زمین حقائق سے کچھ یوں نظر آتا ہے جیسے انہوں نے اپنے خون کی یہ قربانی چند مخصوص خاندانوں کے شوقِ حکمرانی پورا کرنے کے لئے دی ہو........!

آج میرے ملک میں خیر سے دہشت گردی کے خلاف جنگ کا ٹرینڈ چل نکلا ہے........تو کوئی بعض باریش لوگوں کو پکڑ پکڑ کر جمع کرتے ہیں (ان کے جرائم سے قطع نظر کہ انہیں سزاء دینے کی مجاز صرف عدالت ہے) اور پھر انکے ہاتھ ہتھکڑیوں میں جکڑ کر پولیس مقابلے کے نام پر سامنے کھڑا کر کے گولیوں سے بھون کر اپنا نام بہادروں کی فہرست میں لکھوا لیتے ہیں اور اس طرح وہ درحقیقت اپنی نہ پوری ہونے والی ناآسودہ خواہشات کی تسکین کا سامان کرتے ہیں.....

اور کوئی کسی پرانے ملزم کا پتہ نکال کر اسے گھر سے اُٹھاتے ہیں اور اسے رات کی تاریکی میں لٹا کر کسی بے ضرر جگہ پر گولی داغ دیتے ہیں اور اس طرح وہ دہشتگردی کے خلاف جاری جنگ میں اپنے غازی بننے کا آسان ترین نسخہ آزما لیتے ہیں،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قانون کے یہ " محافظ " اپنی جھوٹی کارکردگی دکھانے کیلیئے کن گھناؤنے جرائم کے مرتکب ہو رہے ہیں.....؟ اپنے بڑوں کے سامنے سرخ رو ہونے کی دھن نے اُن کا دماغ مفلوج اور عقل پر تالے لگا دیئے ہیں،

اپنے ان دُنیاوی بڑوں کے سامنے جھکنے کی مسلسل عادت نے ان کے دلوں سے، ایک دن اُس سب سے بڑے کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف ہی نکال دیا ہے...... انکو صرف ایک ہی بات یاد ہے، کہ اس وقت پاکستان میں زور و شور سے جاری اس ٹرینڈ کا حصہ کیسے بنا جائے......؟

اگر ان کے کھلے ہاتھوں کے ساتھ مقابلے میں ہمارے مرنے یا زخمی ہونے کا خطرہ ہے تو چلو انہیں ہتھکڑیاں پہنا کر اور گولیوں سے اڑا کر اپنے سینوں پر جھوٹے ہی سہی... بہادری کے کچھ اور تمغے سجا لیتے ہیں......

اگر سچ مچ کے دہشتگردوں سے مقابلے کی جرأت نہیں تو کسی پرانے ملزم کا ایڈریس نکال کر کسی بے ضرر جگہ پر گولی داغ لیتے ہیں اور FIR میں دہشتگردی کا دفعہ لگا کر "ہیرو" بن جاتے ہیں....

سوچ سوچ کر دماغ پھٹا جا رہا تھا. اسے دلاسہ دے کر لیٹنے کو کہا اور میں اپنے بستر پر آ گیا، اور دیر تک انہی سوچوں میں گم رہا،

حقیقت یہی ہے کہ جیل میں آج کل جتنے بھی قیدی ہیں اُن میں سے زیادہ تر ملزمان پر دہشتگردی کا دفعہ ATA-7 لگا دیا گیا ہے،

پھر کہتے ہیں کہ....

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"ملک میں دہشتگردی کے بڑھتے ہوئے رجحان پر غور کرنے کے لئے ایک سیمینار کا اہتمام کیا گیا ہے، جس میں دہشتگردی کی وجوہات کا جائزہ لیا جائے گا۔"

اپنی کارکردگی دکھانے کیلئے دھڑا دھڑ دہشتگردی کے جھوٹے الزامات لگاؤ گے تو ملزم لازمی سوچے گا کہ جھوٹا لگا ہے......تو سچ مچ بھی لگ جائے.....انہوں نے چھوڑنا تو ویسے بھی نہیں......

پھر پوچھتے ہیں....

"دہشت گردی کیوں بڑھ گئی ہے.......؟

" قانون کے محافظ " اگر قانون شکن بن کر لوگوں کو زبردستی دہشتگرد بنانا شروع کر دیں، تو ان کے دل سے قانون کا خوف اور احترام ہی ختم ہو جاتا ہے.....، ظلم اطاعت اور فرمان برداری نہیں.....بغاوت اور انتقام کو جنم دیتا ہے......

پھر جیل اصلاح کے مراکز نہیں......جرائم کے کارخانوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں........

پھر وہ جھوٹ موٹ کے دہشتگرد.....سچ مچ کے دہشتگرد بن جاتے ہیں.......

اور آجکل ملکِ خداداد میں اپنے ہاتھوں کا ڈیزائن کردہ یہی ٹرینڈ چل رہا ہے..........جی ہاں یہی ٹرینڈ

جیل کی دُنیا

قانون کے محافظوں کے ہاتھوں ڈاکوؤں کی حفاظت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جیل میں میری ملاقات بہت سے قیدیوں سے ہوتی تھی، اس میں شک نہیں کہ جیل مختلف لرزہ خیز جرائم میں ملوث مجرموں کا مسکن ہے، آپ اخبارات اور ٹی وی چینلز کے ذریعے جن بڑے بڑے واقعات کا تذکرہ پڑھتے، دیکھتے اور سنتے ہیں، یہاں آپ ان واقعات کے مرکزی کرداروں سے براہ راست ملاقات کا " شرف" حاصل کرسکتے ہیں،

میں نہ تو ان واقعات کو دہرانے کے حق میں ہوں اور نہ ہی میں ان واقعات کے کرداروں کا انٹرویو کرکے اسے آپ تک پہنچانا مناسب سمجھتا ہوں، میں صرف ان المیوں کی طرف معاشرے کے حساس، فہیم اور فعال افراد کو متوجہ کرانا چاہتا ہوں جسے سننے کے بعد خود میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور ان روح فرسا حقائق کی وجہ سے میری راتوں کی نیندیں اُڑھ گئیں، تاکہ یہ حساس، اور فعال افراد اپنے معاشرے کے اصل چہرے سے روشناس ہوں اور وہ اس چہرے پر کلنگ کے ٹیکے کی مانند سجے ظلم، ناانصافی، اور قانون شکنی کے ان غلیظ نشانیوں کو مٹانے کی کوئی سبیل کریں.......... جبر اور استحصال کے اس نظام کو اسکی بنیادوں سمیت گرانے کا عزم کریں ....اور مظلوم کے ساتھ کھڑے ہوکر ظالم کے گریبان پر ہاتھ ڈالیں..........

یہاں ایک قیدی سے میری اکثر ملاقات رہتی تھی اور اس سے اس کے جرائم کے بارے میں گفتگو بھی ہوا کرتی تھی، وہ اپنے کئی جرائم کا اقرار کرتے ہوئے اس کی تفصیل بھی بتاتا، لیکن میں اس کے جرائم کی تفصیل میں جائے بغیر صرف اس کی بتائی ہوئی ایک تلخ حقیقت کا تذکرہ کرونگا،

دراصل وہ ڈاکو تھا اور وہ اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ کراچی کے ایک پوش علاقے کے بنگلوں میں منظم ڈاکے ڈالتا تھا،

ہمیں جیل میں روزانہ ایک گھنٹہ بیرک کے باہر بیٹھنے کا موقع دیا جاتا تھا کچھ لوگ اس دوران اپنے کپڑے دھوتے اور کچھ اس ایک گھنٹہ کی محدود آزادی سے فائدہ اٹھا کر اسے واک کرنے اور آپس میں گفتگو کرنے میں گزارتے، ایک دن اس وقفے کے دوران ہم دونوں ایک ساتھ بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے کہ میرے یہ پوچھنے پر کہ کیا آپکو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کبھی پولیس کا سامنا ہوا...؟ اس نے مسکراتے ہوئے کہا..... حاجی صاحب وہاں کی پولیس تو ہمارے ساتھ ملی ہوئی تھی، میں نے پوچھا کہ آپ پھر کیسے پکڑے گئے، اس نے کہا میں نے 2012 اور 13 میں ساری وارداتیں کیں تھیں 2014 میں جب میری شادی ہوئی تو میں نے توبہ کرکے یہ سب دھندہ چھوڑ دیا اور رکشہ لے کر چلانے لگا، لیکن بدقسمتی سے ہمارے گینگ کا ایک لڑکا ہمارے علاقے سے باہر کراچی کے کسی اور جگہ پکڑا گیا اور جب اسے مار پڑی تو اس نے میرے سمیت گینگ کے کئی لڑکوں کے نام بھی بتادیئے، اور پولیس نے گھر پر چھاپہ مار کر مجھے اور دیگر ساتھیوں کو گرفتار کرلیا،

میرے اس سوال پر کہ مقامی تھانہ آپ سے کس حد تک ملا ہوا تھا.......اس نے جو جواب دیا اس نے مجھے ہلا کر رکھ دیا.....اس نے کہا ہم تھانے کو ہر ہفتہ پچیس ہزار روپے دیتے تھے اور SHO سمیت تھانے کا ہر سپاہی اور افسر جانتا تھا کہ ہم کون ہیں اور کیا کرتے ہیں........ لیکن مجھے ہلا کر رکھنے والا انکشاف یہ ہرگز نہیں تھا، مجھے خود اس بات کا اندازہ تھا کہ بہت سارے پولیس والے اس قسم کے ڈاکوؤں سے ملے ہوئے ہوتے ہیں اور وہ ان کے تعاون سے ہی وارداتیں کرتے ہیں، میں نے اسے مزید کریدا اور استفسار کیا کہ آپ نے اب تک جو بتایا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ پولیس آپ کو یہ سب کچھ کرنے دیتی تھی، وہ آپ سے تعرض نہیں کرتے تھے اور اس کے بدلے آپ انہیں 25 ہزار روپے ہفتہ دیتے تھے......یہ بتائیں کہ وہ آپ سے کس حد تک تعاون کرتے تھے...؟

اس نے جو جواب دیا اسے دل تھام کر سنیئے،

وہ کہنے لگا......

"ہم جس پوش علاقہ کے جس بنگلہ میں ڈاکہ ڈالتے تھے پولیس کو نہ صرف پہلے سے اس کا علم ہوتا تھا بلکہ پولیس ہمارے ساتھ ڈاکہ ڈالتے وقت مستقل رابطہ میں رہتی تھی......اور انکی ایک موبائل ہمارے قریب ترین چوک پر اس مقصد کیلئے کھڑی ہوتی کہ اگر رینجرز کی کوئی گاڑی وہاں سے گزرے تو وہ ہمیں فوری اس کی اطلاع دیں اور ہم اپنے بچاؤ اور تحفظ کو یقینی بنانے کیلئے مناسب اقدامات کریں...............!"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں نے کہا...... قانون نافذ کرنے والے ادارے کے لوگ ڈاکوؤں کو رینجرز کے آنے سے خبر دار کرتے تھے........؟

اس نے کہاہاں حاجی صاحب...!

اس نے میرے چہرے پر حیرت اور بے یقینی کے تاثرات دیکھ کر کہا...... اللہ کی قسم حاجی صاحب اگر میں جھوٹ بولوں تو اللہ مجھے اپنے اس واحد بیٹے کو زندہ دیکھنا نصیب نہ کرے جو میری گرفتاری کے وقت صرف ایک ماہ کا تھا.........!

میں نے اپنی نظریں اسکے چہرے سے ہٹا کر زمین میں گھاڑ لیں......

الحمدللہ میں الفاظ کے چناؤ اور فقروں کی بناوٹ کے ذریعے اپنا مافی الضمیر اپنے مقابل کو سمجھانے کے فن سے اچھی طرح واقف ہوں، لیکن میری زندگی میں کچھ واقعات اور بعض لمحات ایسے بھی آئے ہیں..... جس کے بارے میں، میں اپنے احساسات، جذبات اور واقعات کا وسعتِ اثر اپنے قارئین کو اس طرح سمجھانے میں ناکام رہا ہوں جس طرح میں نے خود اسے محسوس کیا، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض واقعات، یا افعال معاشرے کے بگاڑ میں جس پیمانے پر وسیع اور ہمہ جہتی منفی اثرات مرتب کرتے ہیں اس کا الفاظ میں احاطہ کرنا ممکن ہی نہیں ہوتا .... اس قیدی کی روداد میں بیان کردہ اس سماج کش تلخ حقیقت کا شمار بھی میں انہی واقعات میں کرتا ہوں.......

جس ادارے کے اہلکاروں کی بنیادی ذمہ داری ڈاکہ زنی کی روک تھام اور ڈاکوؤں کی سرکوبی ہو...... وہ اس کے برخلاف ان ڈاکوؤں کو کامیاب ڈاکہ زنی میں ہر قسم کی سہولت اور مدد فراہم کریں، تو آپ اندازہ لگائیں کہ ان ڈاکوؤں کے مورال کی بلندی..... لٹنے والوں کی بے بسی...... اور معاشرے کی اجتماعی احساسِ عدم تحفظ اور اسکے نتیجے میں پیدا ہونے والی انارکی اور بدامنی کی صورتِ حال کا عالم کیا ہوگا....

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نے اپنی زندگی میں لوگوں کی اکثریت میں تین چیزیں وافر مقدار میں دیکھیں، ...... منافقت..... بزدلی ....اور درہم و دینار کی بندگی...........

اور یہی تین چیزیں معاشرے کو اصلاح کی بجائے بگاڑ.... اور توازن کے بجائے...... عدم توازن کی جانب لیجانے کی سب سے بڑی وجوہات ہیں.......

چابی بردار کے بیرک بند ہونے کی آواز پر جب خیالات کی دنیا سے حقیقت کی دنیا میں میری واپسی ہوئی تو میرے سامنے بیٹھا قیدی کب کا جاچکا تھا...... مجھے اپنی آنکھوں کے نیچے نمی کا احساس ہوا اور میں نے دیکھا کہ میرے سامنے گزرنے والے چند قیدی مجھے کچھ عجیب نظروں سے دیکھ رہے ہیں، میں نے فوراً اپنی قمیض کا دامن الٹ کر نمی صاف کی اور اُٹھ کر بیرک کے دروازے کی طرف چل پڑا، ایک شناسا قیدی نے قریب آکر میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور حوصلہ دینے کے انداز میں میرا کندھا ہلا کر کہا..... ڈاکٹر صاحب حوصلہ رکھیں...... مجھے بھی تو تین سال سے بالکل جھوٹے کیس کی وجہ سے اپنے بچوں سے دور کر کے زندان میں بند کیا گیا ہے.......
میں نے اسے کوئی جواب نہیں دیا، اور جاکر اپنے بستر پر لیٹ گیا، میں نے اسے یہ نہیں بتایا کہ میرا یہ رونا میرے اپنے ذاتی حالات پر نہیں ملکی اداروں کی تباہی پر ہے...... میں اپنی بے گناہی کی سزاء پر نہیں اس بے حس اور مال وزر کی حرص میں مبتلا سماج کی لاش پر ماتم کر رہا ہوں......
جہاں دولت کی بھوک زندہ انسانوں کو نگل رہی ہے......
جہاں ذاتی مفادات کی سوچ قومی مفاد کا گلا گھونٹ رہی ہے........
اور جہاں اپنی خوشی اور سکون کے لئے دوسروں کو کرب و الام کے سمندر میں دھکیلنے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا.....
جہاں قانون کے نگہبان ڈاکوؤں کے دوست......
اور قوم کے غمخواروں کے دشمن بن گئے ہیں........

جب میں کبھی ان خیالات سے اپنا پیچھا چھڑانے کیلئے نیند کی دنیا میں پناہ ڈھونڈنے کی شعوری کوشش کرتا، تو خواب میں بھی یہ سوچ اور خیالات میرا پیچھا نہیں چھوڑتے...... میں آج رہائی کے بعد بھی اکثر جب خواب میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جیل کے ان ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ کر ان سے روح و جسم کو جھنجھوڑنے والے یہ واقعات سنتا ہوں تو اکثر ہڑبڑا کر خواب سے بیدار ہو کر اُٹھ بیٹھتا ہوں .... میں ان واقعات کے سنگین اثرات سے ابھی تک خود کو نکالنے میں کامیاب نہ ہو سکا........

جیل کی دنیا

قاتل امام اور......ڈاکو مؤذن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی مجرم عدالت میں جتنا بھی جھوٹ بولے وہ جیل کی زندگی میں اپنے دیگر قیدی ساتھیوں کے سامنے سچ بول ہی لیتا ہے، چاہے وہ دل کا بوجھ ہلکا کرنے کیلئے ہو یا ٹائم پاس کرنے کی خاطر۔۔۔۔
۔۔۔۔۔اور جب ایک آدمی خود اپنے منہ سے اپنے جرم کا اقرار کرلے تو پھر اسے ظاہر ہے لوگ اسی جرم کا مجرم سمجھیں گے۔۔۔۔۔۔
ایک دن میں یوں ہی دیوار سے ٹیک لگا کر جیل کے اپنے ان ساتھیوں کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ بے اختیار ہنس پڑا، قریب بیٹھے ایک اور قیدی نے میری طرف دیکھا اور کہا کیا ہوا ڈاکٹر صاحب۔۔۔ کیا ہمیں اس ہنسی میں شامل نہیں کرینگے۔۔۔؟

میں نے کہا ہماری بیرک میں جو امام صاحب نماز پڑھاتے ہیں، وہ کس جرم میں جیل آیا ہے۔۔۔؟ اس نے کہا قتل کے جرم میں۔۔۔

میں نے پوچھا مؤذن اپنے بارے میں کیا کہتا ہے۔۔۔؟ اس نے بلا توقف کہا... وہ کہتا ہے میں ڈکیت تھا۔۔۔۔

میں نے اس سے پوچھا وہ جو ہر نماز میں امام کے پیچھے کھڑے ہو کر اقامت کرتا ہے اس کے بارے میں کیا کہتے ہو۔۔۔؟ اس نے جواب دیا، وہ ہیروئن بیچنے کے الزام میں قید ہے۔۔۔۔

میں نے کہا گویا ہمارا امام قاتل۔۔۔۔ مؤذن ڈاکو۔۔۔۔ اقامت کرنے والا ہیروئن فروش۔۔۔۔۔ ابھی میری بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ ساتھ بیٹھے ایک اور ساتھی نے بلند آواز سے پوچھا۔۔۔۔۔ ڈاکٹر صاحب اور مقتدی۔۔۔؟
میں نے کہا جیسے امام اور مؤذن۔۔۔ ایسے ہی مقتدی، اور سب ایک ساتھ ہنس پڑے۔۔۔۔۔۔!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مجھے خیال ہی خیال میں اپنا یہ ملک بھی ایک بہت بڑی جیل کے مانند نظر آیا۔۔۔ جہاں کچھ بڑے بڑے مجرم اس ملک کی امامت سنبھالے ہوئے ہیں۔۔۔ اور انکے پیچھے عوام کی صورت میں نیت باندھے کھڑے ہوئے اپنی سوچ اور اپروچ کے حساب سے چھوٹے بڑے مجرم ۔۔۔۔ جن میں بہرحال مجرم زیادہ اور بے گناہ بہت ہی کم نظر آتے ہیں۔۔۔۔۔

کسی مجرم کو جیل بھیجنے کے چند واضح مقاصد ہوا کرتے ہیں، مثلاً

○ مجرم کو اپنے کئے کی سزاء دینا۔۔۔۔

○ مجرم کی اصلاح کرنا۔۔۔۔۔

○ معاشرے کو اس مجرم کے مزید شر سے محفوظ رکھنا۔۔۔۔ اور معاشرے کیلئے اسے باعثِ عبرت بنا دینا ۔۔۔۔

لیکن مجھے جیل کے اندر کی انتظامی اور فکری منصوبہ بندی اور اس قسم کے مقاصد کے درمیان کوئی ربط اور تعلق نظر نہیں آیا،
وہاں کی اونچی دیواروں اور نامناسب رویوں سے صرف دو باتیں ہی اخذ کی جاسکتی تھیں۔۔۔

1۔ یہ کہ قیدی کسی صورت یہاں سے بھاگنے نہ پائیں۔۔۔
2۔ اور قیدیوں کی انا اور عزتِ نفس کو اس بری طریقے سے کچل دیا جائے کہ وہ نفسیاتی مریض بن کر رہ جائیں۔۔۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مجھے پہلی بات سے اختلاف نہیں لیکن اسے مقصدِ واحد سمجھنے سے شدید اختلاف ہے،
معمولی، معمولی باتوں پر قیدیوں کی درگت بنانا اور انہیں ماں، بہن کی غلیظ گالیاں دینا، اصلاح کا ذریعہ تو نہیں آلبتہ مزید بگاڑ کا سبب ضرور بن سکتا ہے۔۔۔
کسی بھی ملزم یا مجرم کو اپنے سماج اور اپنے پیاروں سے الگ کرکے جیل کی چہار دیواری میں قید کرنے سے بڑھ کر اور کوئی سزاء نہیں ہو سکتی، اسکے بعد حکومت اور جیل انتظامیہ کا فرض بنتا ہے کہ وہ قیدیوں کو مناسب رہائش، اچھی خوراک اور کھیل و تعلیم کے بہتر مواقع فراہم کرے۔۔۔۔ان کی اصلاح کی فکر کرے۔۔۔۔ بلکہ اگر قیدی خاندان کا کفیل ہے تو اسکے خاندان کے گزر بسر کے بارے میں بھی سنجیدگی سے سوچے۔۔۔۔۔۔

اس مقصد کیلئے ملزموں اور مجرموں کو تعلیمی، نفسیاتی اور جرم کی نوعیت کے اعتبار سے مختلف کٹگریز میں تقسیم کرکے الگ الگ بیرکوں میں رکھا جانا چاہیئے، انہیں رہائش کیلئے، صاف اور کھلی جگہ فراہم کی جائے جو فی کس 3×6 فٹ سے کسی طرح کم نہ ہو۔۔۔۔ انہیں اپنی بیرک کے صحن میں صبح سے شام تک اپنی مرضی سے آنے جانے کی اجازت ہونی چاہیئے۔۔۔۔۔۔ انہیں انکی تعلیم اور رحجان کے مطابق مزید اکیڈمک اور فروفیشنل تعلیم حاصل کرنے کی سہولت کے بھرپور مواقع فراہم کئے جانے چاہئیں ۔۔۔۔۔انہیں اپنے رشتہ داروں سے بالمشافہ ملنے اور فوتگی اور شادی میں شرکت کرنے کا حق ملنا چاہیئے۔۔۔

لیکن سب سے بڑھ کر انہیں ہائی کوالیفائیڈ، خوش اخلاق اور انسان دوست عملہ چاہیئے۔۔۔ جو انہیں اپنائیت، ہمدردی، اور اعتماد دے کر انہیں معاشرے کے کارآمد فرد بنا سکیں۔۔۔ جو ان سے محبت سے پیش آکر انکے لئے جیل کی چہار دیواری میں رہنا آسان بنا دے۔۔۔۔۔ اور قیدی انکے بہتر کردار کی وجہ سے انہیں اپنا دوست اور خیر خواہ سمجھیں اپنا دشمن نہیں۔۔۔۔۔۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

معمولی رقم کی خاطر چرس، شراب اور ہیروئین جیل کے اندر قیدیوں تک پہنچانے اور قیدیوں کو پولیس کی وردی پہنا کر ان سے اغوا برائے تاوان جیسے جرائم کروانے والا عملہ خود اس قابل ہے کہ انہیں جیل کے اندر بند کر دیا جائے چہ جائیکہ ان سے قیدیوں کی اصلاح اور بھلائی کی توقع رکھی جائے۔۔۔۔۔۔

یہاں ہر ہفتے جیل کا سپرنٹنڈنٹ جیل کی مختلف بیرکوں کا دورہ کرتا تھا اور قیدیوں سے ان کے مسائل سنتا تھا10 سے 15 اکتوبر کے درمیان بدھ کے دن جب وہ دورہ کرنے آئے تو ان دنوں سخت گرمی پڑ رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک قیدی نے گرمی کی شکایت کر دی اور ایک دوسرے قیدی نے دوسری بیرک اپنے تبادلے کی درخواست کر دی۔۔۔۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ کے جانے کی دیر تھی۔۔۔۔ منشی نے جیلر کو ان دونوں قیدیوں کی شکایت کر دی، دونوں قیدیوں کو بیرک سے باہر نکالا گیا، ان بیچاروں پر ڈنڈوں اور تھپڑوں کی بارش کر دی گئی ۔۔۔۔۔۔ماں، بہن کی گالیوں سے تواضع کی گئی۔۔۔۔۔۔ اور ذلیل کرنے کی خاطر پوچا لگوایا گیا۔۔۔۔

یہ قیدی جیل سے اصلاح کا کونسا سبق لے کر باہر نکلیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔؟

سرکار ان سے قانون کے احترام کی توقع کس بنیاد پر کرے گی۔۔۔۔۔۔۔؟

توہین اور جبر کے بیج سے اطاعت و احترام کے پودے نہیں۔۔۔ نفرت اور بغاوت کے جھاڑ جنکار ہی اگا کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔!

جیل کی دنیا

جیل کے عمومی حالات

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس وقت میں یہ لائنیں تحریر کر رہا تھا اس دوران مجھے فون پر اپنے وکیل کی جانب سے یہ "خوش خبری" ملی کہ لینڈ گریبرز کے ایک اور پیٹیشن پر ملیر کا جج آپ اور آپکے چند دیگر ساتھیوں کے خلاف SHO شاہ لطیف ٹاون کو FIR درج کرنے کے آرڈر دے چکے ہیں، ہم صبح ہوتے ہی ہائی کورٹ جا پہنچے اور وہاں ملیر کورٹ کے جج کے آرڈر کو چیلنج کر دیا۔۔۔۔اور اس طرح ہم وقتی طور پر ہی سہی ایک بار پھر گرفتار ہو کر جیل جانے کی صعوبت سے بچ گئے۔۔۔۔۔ہائیکورٹ میں اگلی سماعت 4 دسمبر 2017 کو ہوئی اور ملیر کورٹ کے جج کے آرڈر منسوخ ہونے کی صورت میں ہمیں اس مصیبت سے گلو خلاصی نصیب ہوئی۔

میں اکتوبر 1989 میں بھی کراچی سنٹرل جیل میں رہ چکا ہوں۔۔۔ اسلئے مجھے جیل کے اُس وقت اور موجودہ حالات کو کمپئر کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔۔۔ مسلم آباد لانڈھی میں ہیروئن، چرس اور شراب کے دو بڑے اڈوں کے خلاف ایک بہت بڑے جلوس پر پولیس کی فائرنگ سے ہمارے 6 ساتھیوں کی شہادت اور 24 کے زخمی ہونے کے بعد رات کو ہمیں گرفتار کیا گیا اور ہمیں شدید ترین تشدد کے بعد جج کے سامنے پیش کئے بغیر تین دن بعد جیل بھیج دیا گیا۔۔۔۔

اس وقت جیل کی حالت انتہائی خراب تھی، اس زمانے میں وہاں بیت خلاء میں فلیش سسٹم موجود نہیں تھا اور چکر کے ہر بیرک میں پانچ فٹ اونچی چار دیواری بنا کر اس پر موٹے کپڑے کا پردہ لٹکا دیا گیا تھا، جس میں لوگ کراہت کے باوجود حاجتِ ضروریہ پوری کرنے پر مجبور تھے، رات کو قیدی جانوروں سے بھی بدتر حالت میں ایک پہلو پر لیٹنے اور ایک دوسرے کے اوپر ٹانگیں پسارنے پر مجبور ہوتے تھے۔۔۔ لیکن اس مرتبہ دیکھنے میں آیا کہ ہر بیرک میں کئی واش رومز کو کافی بہتر انداز میں بنا کر اس اذیت سے نجات دی گئی تھی، البتہ بیرک میں گنجائش سے زیادہ قیدیوں کی وجہ سے رات کو انکے سونے کی ناقابلِ بیان کیفیت وہی پرانی تھی۔

جیل میں قابلِ استعمال جگہ اب بھی بہت ہے اگر اس کو مزید نئی بیرکوں کی تعمیر کیلئے استعمال میں لایا جائے تو قیدیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے رہائش کے مسائل سے بخوبی نمٹا جاسکتا ہے، بشرطیکہ کہ قیدیوں کو بھی انسان کا درجہ دیا جائے۔۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

1989 میں جیل کے کھانے کی حالت ناگفتہ بہ تھی، سالن میں اکثر دال پکتی تھی لیکن دال کے نام پر اس پانی کے دریا میں دال نامی چیز غوطہ لگانے کے باوجود بھی ملنا مشکل ہوتا تھا، اور میں نے اس وقت کسی کو وہ سالن استعمال کرتے نہیں دیکھا لوگوں کو تھوڑی بہت آزادی میسر تھی یا تو وہ خود وہیں اپنا سالن پکاتے یا پھر اپنے اپنے گھر سے منگوا لیتے تھے ہاں اس وقت کی روٹی بہت بہتر اور باہر کے تندوری نان سے کسی طرح کم نہیں تھی لیکن آجکل حالات اس کے برعکس ہیں، سالن کافی حد تک بہتر اور ہفتہ وار مینئو کیمطابق پکتا ہے جس میں تین بار مرغی کا سالن، گوشت، چاول اور مختلف دالیں نسبتاً بہتر طریقے سے پکائی جاتیں ہیں لیکن روٹی جلی اور آدھ پکی ہونے کی وجہ سے آدھی ضائع ہو جاتی ہے،

پہلے زمانے میں جیل کا ہسپتال برائے نام ہسپتال ہوا کرتا تھا نہ تو اس میں دوائیں میسر تھیں اور نہ ہی کبھی میں نے اس میں کسی ڈاکٹر کا وجود دیکھا، میں نے ہمیشہ جیل کے کسی قیدی ڈسپنسر ہی کو مریضوں پر طبع آزمائی کرتے پایا، میں نے اپنے دیگر ساتھیوں کے تعاون سے کئی بار باہر سے دوائیں منگوا کر مریضوں میں تقسیم کیں،
لیکن اس مرتبہ ہسپتال کی حالت بہت بہتر تھی، لیبارٹری، فارمیسی اور ایکسرے کے الگ الگ شعبے قائم تھے، باہر سے باقاعدہ مختلف امراض کے اسپشلسٹ آتے اور مریضوں کا معائنہ کرتے تھے اور مریضوں کو داخل کرنے کیلئے مختلف وارڈز بھی بنائے گئے تھے، لیکن اسکے باوجود اب بھی بہتری کی کافی گنجائش موجود ہے۔ مریضوں کو ایک دو دن کی دوائی دی جاتی ہے جسے کسی طور بھی بیماری کا مکمل علاج نہیں کہا جا سکتا۔۔ہارٹ اٹیک یا کسی آور ایمرجنسی کی صورت میں کسی غریب مریض کا فوری طور پر باہر کے ہسپتال پہنچانا اب بھی ایک ناممکن سی بات ہے،

ہاں اگر پیسہ بہایا جائے تو کوئی بھی بااثر شخص جیل میں قدم رکھتے ہی نہ صرف فوراً بیمار پڑ جاتا ہے بلکہ فوری طور پر باہر کے کسی پرائیویٹ یا سرکاری ہسپتال میں اسی دن ایڈمٹ بھی ہو جاتا ہے۔۔۔اور اس وقت تک اس کی بیماری نہیں جاتی جب تک اس کی ضمانت نہیں ہو جاتی، اور یہاں سے چھوٹتے ہی وہ نہ صرف بھلے چنگے ہو جاتے ہیں بلکہ ریڑھ کے مہروں میں خرابی کی بنیاد پر باہر علاج کیلئے جانے والوں کا ڈانس دیکھ کر بعض لوگ تو اس بیماری میں مبتلا ہونے کی تمنا بھی کرتے ہونگے۔۔۔۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں 10 دن تھانہ ملیر سٹی اور تھانہ سٹیل ٹاون اور 34 دن جیل میں رہنے کے بعد 24 اکتوبر کو ضمانت پر جیل سے رہا ہوا تو میرے دوستوں نے مجھے کم از کم دو ہفتے مکمل آرام کرنے کا مشورہ دیا۔۔۔ ایک دن تو یار دوستوں کے ملاقات کیلئے آنے کی وجہ سے باہر نہ جاسکا لیکن دوسرے دن جو بھاگ دوڑ شروع ہوئی وہ ابھی تک جاری ہے ۔۔۔۔اور مجھے اس بھاگ دوڑ سے فراغت شائد موت ہی دے سکے گی۔۔۔۔

جب قفس کا در کھلا

کیس کی پیش رفت اور باہر کے عمومی حالات

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں 24 اکتوبر 2017 بعد نمازِ مغرب 44 دن بعد جیل سے ضمانت پر رہا ہوا تو کئی معطل کاموں کیساتھ نئی خبریں اور حیران کن انکشافات میرے منتظر تھے، جسے میں ترتیب وار علحیدہ علحیدہ پیراز میں آپکی خدمت میں بیان کرنا چاہونگا۔۔۔

میں جیل کے فارغ اوقات میں فارغ کبھی نہیں بیٹھا بلکہ میں نے وہاں آئندہ کیلئے اپنے لائحہ عمل کی منصوبہ بندی کیساتھ ساتھ اس سے متعلق زیادہ تر تحریری کام بھی اسیری کے دوران ہی مکمل کیا۔۔ جس میں مختلف اداروں اور ذمہ دار افراد کو اپنے ساتھ روا رکھے جانے والے ظلم کی تفصیلات۔۔۔۔ شاہ لطیف ٹاون کی زمینوں پر قبضہ میں تعاون کرنے اور ہمارے خلاف جھوٹے مقدمات بنانے میں ملوث افراد کے خلاف سندھ ہائی کورٹ میں دائر کرنے والی پٹیشن کی دستاویز شامل ہیں۔۔۔۔۔
بلکہ یہ تحریر جو آپ ملاحظہ کر رہے ہیں اس کی زیادہ تر اقساط بھی میں نے وہیں رقم کیں۔۔۔۔

مجھے جیل بھیجنے کے بعد پولیس مسلسل میرے ساتھیوں کو ہراساں کرتے اور ڈراتے رہے۔۔۔ میرے احباب اور ساتھیوں کو مجھ سے ملنے سے منع کیا جاتا رہا۔۔۔ میری ضمانت کیلئے تگ و دو کرنے والوں کو صاف طور پر دھمکی دی گئی کہ اگر وہ اسی طرح ڈاکٹر اقبال کے پیچھے بھاگ دوڑ کرتے رہے تو انہیں بھی کسی FIR میں فِٹ کر دیا جائے گا۔۔۔۔

ایف، آئی، آر میں نامزد بیگناہ معلوم اور نامعلوم افراد سے کھل کر خراج وصول کیا گیا۔۔۔ بعض لوگ مڈل مین بن کر اس مالِ غنیمت کا کچھ حصہ اپنے جیبوں میں بھی ڈالتے رہے۔۔۔ قانون کے محافظ، قانون کے نام پر یہ ڈاکہ زنی دن دھاڑے کرتے رہے اور اس کا اندازہ 30 ہزار سے ایک لاکھ فی کس رہا اور ایک آدمی سے تو ساڑھے چار لاکھ روپے لئے گئے۔۔۔۔ اکبر علی کے قتل میں نامزد درمحمد اور اسکے بیٹے سے 40 سے 50 لاکھ کے درمیان رقم لے کر FIR کو دوسرے ہی چالان میں بی کلاس کر دیا گیا۔۔۔۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مجھے یہ معلومات زیادہ تر ان افراد نے خود دیں جن سے یہ رقم بٹوری گئی۔۔۔ عین ممکن ہے کہ وہ خود اس بات کی گواہی کی ہمت نہ کر سکیں لیکن میں ان کی بیان کردہ معلومات کی بنیاد پر حلف اُٹھا کر یہ سب تفصیلات آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔۔۔۔

اور اسکا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ انویسٹیگیشن آفیسر انسپکٹر ذوالفقار علی باجوہ نے 13 نامزد اور 12 نامعلوم افراد میں سے میرے اور دو اَور افراد کے علاوہ دیگر 22 افراد کو اپنے چالان میں بیگناہ قرار دے کر کیس سے نکال دیا تھا ۔۔۔۔۔ اور یہ اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ یہ ساری سازش محض مجھے "سبق" سکھانے کیلئے ہی ترتیب دی گئی تھی۔۔۔۔

اب اس FIR سے دہشت گردی کا دفعہ ATA-7 نکال دیا گیا ہے (اور اس کیس میں اب میں باعزت بری بھی ہو چکا ہوں)۔۔۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ

- ایف، آئی، آر میں لکھی گئی جھوٹی عبارت سے بھی یہ دفعہ لاگو ہونا ثابت نہیں ہوتا تھا۔۔۔۔
- میرے پہلے انویسٹیگیشن آفیسر علی محمد نے اس دفعہ کو واقعات کے برخلاف قرار دیا تھا۔۔۔
- ہائیکورٹ کے انسدادِ دہشتگردی کی عدالت میں میری دوسری پیشی پر کورٹ میں موجود جج نے بھی FIR کے مطالعے کے بعد I,O کو یہ دفعہ نکال دینے کا مشورہ دیا تھا۔۔۔
- جیل میں میری موجودگی کے دوران بھی ہائیکورٹ کا ایک اَور جج I,O کو یہی مشورہ دے چکا تھا۔۔۔

اس کے بعد جا کر یہ دفعہ نکال دیا گیا اور میری ضمانت ممکن ہوئی۔۔۔

تفصیل میں جائے بغیر یہ بتانا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ مجھے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت دہشتگردی کے الزام میں جیل کی سلاخوں کے پیچھے بھیجنے میں کچھ آستین کے سانپ بھی شامل رہے جو میری گرفتاری میں کردار آدا کر کے پولیس ، ملیر ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور حکومت میں شامل لینڈ مافیا کے سہولت کاروں کی شاباش اور رضامندی حاصل کرنے کے متمنی تھے۔۔۔۔ کہ کلہاڑی میں موجود درخت کی شاخ سے بنے دستے کے بغیر، کلہاڑی کسی صورت بھی درخت کو کاٹنے کے قابل نہیں ہوا کرتی۔۔۔۔ اور اقتدار و زر پرستی کی وبائی بیماری کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وجہ سے کلہاڑی کے یہ دستے وافر تعداد میں ہر وقت اور ہر جگہ کلہاڑی میں فٹ ہونے کیلئے دستیاب رہتے ہیں۔۔۔۔

(اس حوالے سے آستین کے سانپ کے موضوع پر میں الگ سے 7 اقساط پر مشتمل تحریر لکھ کر فیس بک پر شیئر کر چکا ہوں)

مجھے حراست کے دوران ہائی کورٹ لیجانے کے موقع پر ایس ایس پی راو انوار کے بنائے گئے منصوبے کے تحت گولی سے اڑانے کا منصوبہ بھی بنایا گیا تھا جو اللہ تعالی نے ناکام بنا دیا، اس کا تفصیلی تذکرہ آپ پہلے ہی پڑھ چکے ہیں ۔۔۔

کمزوریاں بہت ہیں۔۔۔۔ میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ ظلم سہہ کر خاموش رہنا، ظالم کے ظلم سے بڑا ظلم ہے کہ مظلوم کی یہی خاموشی ظالم کو مزید ظلم کرنے پر اکساتی ہے۔۔۔۔

دنیا اور زندگی سے اتنی محبت کہ موت سے ڈر لگنے لگے، نفاق کی علامت ہے۔۔۔۔۔ اور منافق آدمی ہمیشہ طاقتور اور غالب کا ساتھ دیتا ہے ،سچ، حق اور مظلوم کا کبھی نہیں۔۔۔۔۔

سچ لکھنا اور کہنا ان حالات میں تلوار چلانے سے زیادہ کارگر ہوا کرتا ہے۔۔۔۔۔ میرے قلم کی تلوار سے جتنے لوگ گھائل ہو کر رات کی نیند کو ترس رہے ہیں، وہ فولاد کی تلوار سے ممکن ہی نہیں تھا۔۔۔۔

جیل کے گیٹ سے قدم باہر نکالتے وقت میں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ۔۔۔۔

جھوٹے مقدمات اور قید و بند کی ان صعوبتوں کے باوجود میں حق اور سچ بات کہنے سے پیچھے نہیں ہٹونگا۔۔۔۔

زبان اور قلم کے ذریعے میری یہ جدوجہد جاری رہے گی۔۔۔۔۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ دولت کے ذریعے مجھے خرید اجاسکے گا اور نہ کوئی دھمکیوں کے بل پر مجھے ڈرانے میں کامیاب ہو سکے گا۔۔۔۔

ہر کرپٹ آدمی ۔۔۔۔۔ میری نظر میں صرف کرپٹ ہے ۔۔۔۔ بڑا افسر ۔۔۔۔ بڑا سیاستدان ۔۔۔۔ عزت والا ۔۔۔ ہر گز نہیں ۔۔۔۔۔۔۔ !

چاہے وہ کسی محل میں رہتا ہو ۔۔۔ اور دس کروڑ کی گاڑی میں پھرتا ہو ۔۔۔ یا ہوا میں اڑتا ہو ۔۔۔۔

میری نظر میں بڑا اور قابلِ توقیر صرف وہی ہے جو محنت کرکے حلال کی روکھی سوکھی کھاتا ہو ۔۔۔۔۔ اگرچہ وہ مٹی میں بیٹھا ہو ۔۔۔۔۔

عزت اور بے عزتی کے یہ مصنوعی پیمانے نہ کبھی میری سوچ پر اثر انداز ہو سکے اور نہ کبھی یہ مصنوعی چمک دمک مجھے متاثر کرنے میں کامیاب ہو سکے ۔۔۔۔

فریاد سننے کے شاندار انداز.......

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب میں جیل سے باہر آیا تو میں نے ایک کام یہ بھی کیا کہ اپنے ساتھ ہونے والے ظلم کے حوالے سے وزیر اعظم، اور دیگر شخصیات کو خطوط لکھے اور ان سے انصاف فراہم کرنے کی درخواست کی،

پاکستان میں ظلم کے ان ٹھیکیداروں سے انصاف طلب کرنے پر مجھے اکثر اپنے آپ پر ہنسی آتی ہے، مجھے ان سے ایک فیصد بھی انصاف کی امید نہیں ہوتی، لیکن ایک پریکٹس اور قیام حجت کے طور پر میں یہ سب پابندی سے کرتا ہوں چاہے اسکا کوئی بھی نتیجہ نہ نکلے.......

مجھ پر دہشتگردی کے جھوٹے مقدمے کے قیام میں جہاں دیگر بہت سارے حکومتی اور انتظامی لوگ ملوث تھے وہاں اس میں SSP ملیر راؤ انوار کا بنیادی کردار تھا، لہٰذا میں نے اسمیں اس کا نام لکھ کر اسکے خلاف انکوائری کرنے اور اسے میرے خلاف جھوٹا مقدمہ بنانے پر مناسب سزاء دینے کی استدعاء کی گئی تھی .... لیکن جس انداز سے میری اس

درخواست پر مجھے انصاف فراہم کرنے اور راؤ انوار کے خلاف انکوائری کرنے کا ڈھونگ رچایا گیا وہ انتہائی حیران کن، ناقابلِ فراموش اور باعثِ شرم تھا......

مجھے اچھی طرح یاد ہے یہ 2018 جنوری کی 12 تاریخ اور جمعہ کا دن تھا....... مجھے SSP راؤ انوار کے کیمپ آفس سپر ہائی وے کے PTCL نمبر سے 12 بجے فون آیا کہ آپ نے وزیر اعظم پاکستان کو راؤ انوار کے خلاف جو درخواست دی تھی وہ آئی جی سندھ نے ہمیں انکوائری کیلئے مارک کر دی ہے، ایک خاتون سب انسپکٹر....... کو اس انکوئری کی ذمہ داری سونپی گئی ہے آپ اگر اب آکر انکو اپنا بیان ریکارڈ کرائیں تو مہربانی ہو گی .... میری تو حیرت کی انتہاء نہیں رہی کہ میں نے جس کے خلاف شکایت کی ہے، اپنے خلاف انکوائری وہ حضرت خود کریگا اور اسکی ایک سب انسپکٹر اپنی انکوئری میں یہ فائنڈنگز دے گی کہ راؤ انور کے خلاف کی گئی شکایت درست ہے یا غلط، لیکن میں نے سر دست اسے کہا کہ آج جمعہ کا دن ہے اور اس وقت 12 بج رہے ہیں میں نماز پڑھنے کے بعد کچھ سوچتا ہوں کہ مجھے کیا کرنا ہے، اس آدمی نے اسی وقت آنے پر اصرار کرتے ہوئے مجھے نماز یہاں پڑھنے کو کہا ..... لیکن میں نے فوراً وہاں جانے سے انکار کر دیا...... میں اس وقت گھر پر موجود تھا اور میری اہلیہ یہ ساری

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باتیں سن رہی تھیں جب میں نے فون بند کیا تو اس نے فون پر راؤ انوار کے تذکرے کے بارے میں پوچھا تو میں نے ساری تفصیل بتادی دی، وہ تشویش میں مبتلا ہوئیں اور اس نے مجھے وہاں جانے سے منع کر دیا،
ساڑھے بارہ بجے اور پھر نماز کے بعد تین بجے دو بار اسی نمبر سے فون آئے، اور بیان ریکارڈ کرانے کیلئے آنے پر اصرار کیا گیا لیکن میں نے اس دن آنے سے معذرت کرلی.........

13 جنوری 2018 ہفتے کی شام کو مجھے جو خبر سوشل میڈیا کے ذریعے ملی وہ میرے لئے راؤ انوار کا اپنے خلاف انکوئری کرنے کی خبر سے کہیں زیادہ دھماکہ خیز تھی....... یہ نقیب اللہ کی شہادت کی خبر تھی جسے مزید دو آفراد کے ساتھ راؤ انوار کی ٹیم نے بیدردی سے قتل کر کے پولیس مقابلے کا ڈرامہ رچایا تھا....
میں نے یہ خبر اپنی اہلیہ کو بتائی تو اس نے اللہ کا شکر آدا کیا اور کہا کہ اگر آپ کل ان کے کہنے پر وہاں جاتے تو آج نقیب اللہ کیساتھ آپکی لاش بھی کسی ویرانے میں پڑی ہوتی....... میں نے کہا سو فیصد یہی بات ہے اور انکی طرف سے تین بار فون کر کے بار بار بلانے پر اصرار کرنے کا مطلب بھی یہی تھا کہ وہ مجھے اس بہانے وہاں بلاتے اور ہتھکڑی لگا کر جعلی پولیس مقابلے میں نقیب اللہ کیساتھ گولیوں سے بھون دیتے اور آج وہاں تین نہیں چار لاشیں پڑی ہوتیں.....
ہائی وے بیس کیمپ اسی مقصد کیلئے بنایا گیا تھا، اسمیں گرفتار افراد رکھنے کیلئے ایک سائیڈ پر دو لاک اپ کمرے بنائے گئے تھے، وہاں چار پانچ لوگوں کو اکھٹا کیا جاتا....... ایک ہفتہ بھوکا رکھا جاتا..... اور پھر انہیں ہتھکڑیاں پہنا کر کسی ویرانے میں سامنے کھڑا کر کے گولیوں سے اڑا دیا جاتا....... یہ جگہ اسی وجہ سے موت کی وادی کے نام سے مشہور تھی اور بہت سارے لوگ اس حقیقت سے واقف ہونے کی وجہ سے اس طرف کا رُخ کرنے سے بھی اجتناب کرتے تھے......

راؤ انوار سے میرے بارے میں کس نے پوچھنا تھا..... جب 444 انسانوں کا نہیں پوچھا تو چار سو پینتالیسویں کا کیا پوچھتے..... وہ اپنے خلاف انکوائریوں کا سلسلہ یکمشت ختم کرنے کا پلان بنا چکا تھا جسے میرے اللہ نے ناکام بنا دیا
......

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

راؤانوار کی طرف سے مجھے قتل کرنے کی یہ دوسری کوشش تھی، پہلی کوشش وہ میری گرفتاری کے دوران مجھے ہائی کورٹ لیجاتے ہوئے کر چکا تھا.... جسکی تفصیل میں اس سے قبل تحریر کر چکا ہوں،

اسی نسبت سے میں نے نقیب اللہ کے کیس میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا..... دھرنے میں شرکت کی..... اور 27 جنوری 2018 کو سپریم کورٹ کراچی رجسٹری میں نقیب اللہ کے حوالے سے پہلی از خود سماعت میں پیش ہو کر جناب ثاقب نثار کو نقیب اللہ سمیت 444 افراد کے قتل کی انکوائری کیلئے کمیشن بنانے کا مشورہ دیا جس سے انہوں نے اصولی اتفاق کیا...... ان 444 افراد کا مقابلے کے نام پر قتل کرنے کی رپورٹ اسی دن آئی جی سندھ اے ڈی خواجہ صاحب نے ہمارے سامنے چیف جسٹس کو پیش کی تھی....

میں نے سوشل میڈیا پر مہم چلا کر ایسے تمام متاثرین کو اپنے پاس بلا کر ان سے تفصیلات طلب کیں جنکے پیاروں کو راؤانوار نے مقابلے کے نام پر قتل کیا تھا.... ان کی ویڈیوز بنا کر سوشل میڈیا پر شیئر کیں اور انہیں ممکنہ کمیشن میں پیش ہونے کیلئے تیار کیا..... میرے ساتھ ایسے 25 فیملیز نے رابطے کئے تھے جن کا کوئی پیارا راؤانوار کی درندگی کا نشانہ بنا تھا......

لیکن حسب سابق ہوا کچھ بھی نہیں راؤانوار بدمعاشوں کی طرح سینہ تھان کر عدالت کی راہداریوں میں اپنے گن مینوں کیساتھ ایسے ٹہلتا رہا جیسے وہ یہاں کے دورے پر آیا ہو...... اسکے اپنے گھر کو اسکے لئے "سب جیل" بنا دیا گیا...... اور اب کھلی فضاؤں کے مزے لے رہا ہے.....

نقیب اللہ کے والد کینسر میں "مبتلا" ہو کر خود زندگی کی قید سے آزادی پانے کیساتھ راؤانوار کو بھی کیس کی مصیبت سے آزادی دے گئے...... نہ کوئی کمیشن بنا، نہ 444 مقتول افراد کے لواحقین اس میں پیش ہوئے.......

جب کبھی ان 25 فیملیز میں سے کوئی فرد مجھ سے ملنے آتا تو مجھ سے یہ ضرور پوچھتا کہ...... ڈاکٹر صاحب وہاں اریب قریب میں کوئی پولیس والا تو نہیں..... اسکی وجہ کیا تھی.....؟

راؤانوار کی ٹیم کے لوگ ان بے گناہ لوگوں کو قتل کرنے کے بعد ان کی فیملیز کے پاس جاتے اور انہیں خبردار کرتے کہ اگر وہ لوگ اس حوالے سے کورٹ گئے یا کسی سے شکایت کی تو ان کا بھی وہی حشر ہو گا جو ان کے پیاروں کا ہوا.......

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں 444 لوگوں کا انتقام تو نہیں لے سکتا لیکن میں نے یہ قسم ضرور کھائی ہے کہ کچھ بھی ہو اس حوالے سے تمام حقائق لوگوں تک پہنچاؤں گا اور جو مجھ سے ہو سکا کرنے سے گریز نہیں کرونگا...... میں کسی کی فرعونیت نہیں مانتا ...... اور یہ بڑے بڑے فرعون تو واللہ مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتے........

گورنمنٹ مافیا، کرپٹ ادارے، انتظامیہ اور لینڈ گریبرز....... بمقابلہ ڈاکٹر اقبال

سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے ساتھ میرے مسلسل رابطہ کے نتیجے میں سپریم کورٹ نے 2015 میں شاہ لطیف ٹاؤن کے قبضوں کے خاتمہ کیلئے ملیر ڈولپمنٹ آتھارٹی کو 3 خطوط لکھے لیکن ان پر اس مافیا گورنمنٹ، اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرپٹ ادارے نے کوئی کارروائی نہیں ہونے دی، میں نے چیف جسٹس ثاقب نثار صاحب کو ایک اور درخواست دی جس میں شاہ لطیف ٹاؤن کی زمینوں پر قبضوں کے حوالے سے ساری تفصیلات لکھ کر اس لیٹر کی کاپی اس درخواست کے ساتھ منسلک کر دی .... اور ثاقب نثار صاحب کی ریٹائرمنٹ سے قبل 11 دسمبر 2018 کو کراچی رجسٹری کی آخری ہیئرنگ میں اسکے سامنے کھڑا ہو گیا....... میں نے کہا

جناب چیف جسٹس صاحب....!

سندھ اور خصوصاً کراچی میں گورنمنٹ اور کرپٹ اداروں کی پشت پناہی کی وجہ سے پیپلز پارٹی کے بااثر لوگوں نے غریب لوگوں کے ہزاروں پلاٹوں پر قبضہ کر رکھا ہے......!!!

شاہ لطیف ٹاؤن کے ایک کمرشل سیکٹر پر زرداری کے منہ بولے بھائی اویس مظفر ٹپی نے قبضہ کر رکھا ہے اور دو سیکٹر پر سپیکر سندھ اسمبلی آغا سراج درانی نے اپنے پیر عزیز احمد شاہ امروٹی کو بٹھا رکھا ہے.......!!!

میں صرف یہاں تک کہہ پایا تھا کہ ثاقب نثار صاحب جلال میں آ گئے اور با آواز بلند کہنے لگے.....

کون ہے یہ ٹپی......؟

کہاں ہے یہ ٹپی......؟

کیا یہاں آئی جی یا کوئی سینئر پولیس آفیسر موجود ہے.......؟

ٹپی کو کل عدالت میں پیش کیا جائے......!!!

میں جو چاہ رہا تھا، پل بھر میں ہو گیا تھا...... معاملہ لائم لائٹ میں آ گیا تھا......

سپریم کورٹ کے باہر ٹی وی چینلز اس حوالے سے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اپنی کارکردگی دکھا رہے تھے ..... ایشو کلک ہو گیا تھا.....!

ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے ٹپی کو تو دوسرے دن عدالت میں پیش نہ کیا جا سکا لیکن چیف صاحب نے ملیر کی ضلعی انتظامیہ کو اپنے سامنے کھڑا کر کے انہیں یہ قبضے ختم کرنے کا حکم دے دیا......

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ضلع ملیر کے ڈپٹی کمشنر نے 14 اور پھر 24 دسمبر کو تمام سٹیک ہولڈرز کی میٹنگز بلائیں اور قبضوں کو گرانے کی منصوبہ بندی بنائی، میں بھی ان میٹنگز کا حصہ تھا...... میٹنگز کے دوران میں نے صاف طور پر محسوس کیا کہ کسی بھی سٹیک ہولڈر میں قبضوں کو گرانے کے حوالے سے ایک فیصد بھی دِل موجود نہیں تھا...... میں نے ڈی سی صاحب سے پوچھا کہ ان قبضوں کو بچانے کے حوالے سے آپکے اوپر کوئی دباؤ تو نہیں....؟اس وقت توانہوں نے کسی دباؤ کے ہونے سے انکار کر دیا تھا لیکن بعد کے حالات نے بتا دیا کہ وہ غلط بیانی سے کام لے رہے تھے.....

پوری انتظامیہ اور گورنمنٹ ان قبضوں کو گرانے کے خلاف تھی،

ان کی بنائی ہوئی سٹریٹجی چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی کہ وہ سپریم کورٹ کے اس حکم سے فرار کا راستہ ڈھونڈ رہے ہیں..... وہ قبضوں کے خلاف کارروائی کا آغاز ایک ایسے سیکٹر سے کرنا چاہ رہے تھے جہاں آبادی سب سے زیادہ تھی اور جہاں شدید مزاحمت کا امکان تھا...... میں نے اس پر اعتراض اٹھا دیا اور کہا کہ اسکا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ اس سیکٹر سے کارروائی کا آغاز کریں..... وہاں سے مزاحمت کا سامنا ہو، عملے پر پتھراؤ ہو اور آپ اس مزاحمت کو بہانہ بنا کر گھر بیٹھ جائیں..... میں اپنے ساتھ پلان بنا کر لے گیا تھا اور انہیں بتایا کہ ایک کامیاب آپریشن اس صورت ہی ممکن ہو سکتا ہے جب اسکا آغاز سافٹ ٹارگٹس سے کیا جایا..... جہاں جہاں صرف چہار دیواری بنا کر قبضہ کیا گیا ہے پہلے اسے گرایا جائے اور اسکے بعد بالا ترتیب ہارڈ ٹارگٹس کی طرف بڑھا جائے....... ان میں سے کسی کے پاس میرے اعتراض کا کوئی جواب اور تجویز کا کوئی متبادل نہیں تھا...... اور اس طرح ہم نے اس آپریشن کا آغاز اویس مظفر ٹپی کے قبضہ کئے ہوئے کمرشل سیکٹر 24-ای سے کر دیا جو پولیس ٹریننگ سینٹر سے بالکل متصل ہے........

آپریشن انتہائی سست رفتاری سے آگے بڑھ رہا تھا.... ایک دن آپریشن کے بعد دو دن چھٹی کی جاتی اور ایک گھنٹے کے کام پر پورا پورا دن ضائع کیا جاتا...... بہانہ بازیاں عروج پر تھیں، مشینری کے انتظام کی ذمہ داری ایک دوسرے پر ڈالی جا رہی تھی اور سپریم کورٹ کے حکم کو پیروں تلے کچلنے کے لئے ہر شیطانی ہتھکنڈہ استعمال کیا جا رہا تھا...... میں ان تمام باتوں کو اچھی طرح سمجھ رہا تھا اور اپنے طور پر محتاط بھی تھا.....

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک کہ 2 جنوری 2019 کا دن آگیا، ہم ایک سیکٹر میں تجاوزات گرانے کے بعد جب دوسرے سیکٹر گئے تو وہاں 30 سے 40 لینڈ گریبرز کچھ وکلا اور انکے کارندے موجود تھے، وہاں رینجرز کی نفری بھی تھی، مقامی پولیس والے بھی تھے اور تمام ضلعی اداروں کے لوگ بھی موجود تھے..... لینڈ گریبرز اور انکے کارندے ان سب کے سامنے مجھ پر حملہ آور ہوئے، اور مجھے لاٹھیوں اور پتھروں سے تشدد کا نشانہ بنایا......

ان سب اداروں کی موجودگی کے باوجود نہ کسی کو گرفتار کیا گیا اور نہ ہی کوشش کے باوجود میری FIR درج کی گئی ...... بلکہ الٹا میرے اور میرے ساتھیوں کے خلاف ملیر کورٹ میں قرآن، مسجد، عَلم اور امام بارگاہ کی توہین کی جھوٹی پٹیشن دائر کی گئی اور جج نے ہمیں سنے بغیر FIR درج کرانے کے آرڈر جاری کر دیئے......

یہ مکمل طور پر ایک پری پلان حملہ تھا جس میں گورنمنٹ، ملیر ڈیولپمنٹ آتھارٹی کے لوگ، مقامی انتظامیہ اور لینڈ گریبرز پوری طرح پر ملوث تھے،

لینڈ گریبرز، گورنمنٹ مافیا، ادارے اور انتظامیہ قبضہ کی حمایت میں ایک صف میں کھڑے تھے اور ڈاکٹر اقبال انکے مقابلے میں دوسری طرف.....

انہوں نے مجھے عدالت کے اندر ہی مارنے کا بندوبست کر لیا تھا......

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب ہمیں پٹیشن کے نوٹس ملے تو ہم نے وکیل کا بندوبست کرنا چاہا لیکن پورے ملیر کورٹ میں ہمارا کیس لڑنے کیلئے کوئی وکیل راضی نہیں ہوا کیونکہ ان لینڈ گریبرز میں چند کالی بھیڑیں ملیر بار کے وکیل بھی شامل تھے اور باقی وکلاء نے ان سے خیر سگالی کے طور پر ہمارا کیس لڑنے سے انکار کر دیا...... میں نے ہائی کورٹ کے ایک وکیل سے بات کی اور وہ ہمارا کیس لڑنے پر راضی ہو گئے.......

پٹیشن میں ہم پر مسجد، قرآن، عَلم اور امام بارگاہ کی توہین کا الزام لگایا گیا تھا اور "اتفاق" کی بات دیکھیں کہ ہمارا یہ کیس ایک مخصوص کمیونٹی سے تعلق رکھنے والے جج شفیع پیرزادہ کے سامنے پیش کیا گیا

ہمیں قریب قریب دو تاریخیں دی گئیں .... مجھے اندازہ تھا کہ ہم پر یہ الزامات لگا کر ہمیں ایک سازش کے ذریعے کورٹ میں بھی مروایا جاسکتا ہے اور بعد میں ہماری موت کو لوگوں کے مذہبی جذبات کے کھاتے میں ڈال کر معاملے کو دبایا بھی جاسکتا ہے..... ہم نے پہلے دن وکیل کو سمجھایا کہ ہم کورٹ کے قریب ہوٹل میں بیٹھ جاتے ہیں آپ جا کر عدالت کے حالات کا جائزہ لیں اور ہمیں فون کر کے بتائیں کہ ہمارے لئے عدالت آنا مناسب ہے یا نہیں...... ہم قریبی ہوٹل میں بیٹھ گئے اور ہمارا وکیل کورٹ چلا گیا...... تھوڑی دیر بعد وکیل صاحب کا فون آیا اور لرزتے لہجے میں کہنے لگا کہ کورٹ میں ایک مخصوص کمیونٹی کے 30 سے 40 مرد و خواتین کو لایا گیا ہے اور اگر آپ کورٹ آئے تو غالب امکان یہ ہے کہ یہ لوگ توہین مذہب کے نام پر آپکو یہیں کورٹ کے اندر ہی مار دیں گے.......

دوسرے دن بھی یہی ہوا، وکیل صاحب کورٹ چلے گئے اور ہم کورٹ کے قریب ہوٹل میں بیٹھے اسکے فون کا انتظار کرتے رہے اور تھوڑی دیر بعد وکیل صاحب نے فون کر کے وہی پہلے والے دن کی تفصیلات دہرا دیں اور ہمیں ایک بار پھر کورٹ کے اندر آنے سے سختی سے منع کر دیا..... میں نے اپنے طور پر کورٹ کے اندر کے حالات کا جائزہ لینے کیلئے اپنے ایک ایسے دوست کو کورٹ بھیجا جسے لینڈ گریبرز نہیں جانتے تھے...... جب وہ واپس آیا تو اسکی رپورٹ بھی وہی تھی جو اس سے قبل وکیل صاحب نے فون پر ہمیں دی تھی، بلکہ اس نے یہ اضافہ کیا کہ کورٹ میں جو مرد اور خواتین موجود ہیں ان کا تعلق شاہ لطیف ٹاؤن کے قبضہ کئے گئے سیکٹرز سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں بلکہ ایسا لگتا ہے کہ ان لوگوں کو کراچی کے دوسرے علاقوں سے ایک مخصوص ایجنڈے کے تحت یہاں لایا گیا ہے........

دو دن کی سماعت کے بعد جج نے تھانہ شاہ لطیف ٹاؤن کے SHO کو ہمارے خلاف FIR درج کرنے کے آرڈر دے دیئے..... اور ہم دوسرے دن اس آرڈر کو چیلنج کرنے سندھ ہائی کورٹ پہنچ گئے...... کئی دن تک روزانہ آٹھ دس وکلاء جن کا تعلق لینڈ مافیا سے تھا تھانہ شاہ لطیف ٹاؤن جاتے اور وہاں بیٹھ کر نہ صرف SHO پر ایف آئی آر کٹوانے کیلئے دباؤ ڈالتے بلکہ فیس بک پر لائیو آکر تھانے سے لائیو کمنٹری بھی کرتے...... اور مجھے اپنی فیملی سمیت ایک ہفتہ کیلئے اپنا گھر چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہونا پڑا،

جس دن ہم ہائی کورٹ میں یہ آرڈر چیلنج کرنے گئے تو مجھے پولیس کا ایک ریٹائرڈ اہلکار امیر حسن ملا جو تھانہ شاہ لطیف ٹاؤن میں ڈرافٹ بنانے پر مامور تھا اور اس سے میری دعا سلام بھی تھی، اس نے میری اس جدوجہد کی بے انتہاء تعریف کرتے ہوئے کہا کہ میں آپکا فین ہوں، میرا یہاں وکلاء کے ایک پینل سے تعلق ہے اور میری خوش نصیبی ہوگی اگر میں اس سلسلے میں آپکی کچھ مدد کر سکوں، میں نے حامی بھر لی اور اس نے دو وکلاء کے ذریعے دو الگ الگ پٹیشنز داخل کر دیئے........ لیکن بعد کے حالات وواقعات نے ثابت کر دیا کہ پولیس کا وہ ریٹائرڈ اہلکار ہمارے دشمنوں کے ایجنڈے پر کام کر رہا تھا..... اور وہ ہمیں وہاں اتفاقاً نہیں بلکہ ایک طے شدہ منصوبے کے تحت ہی ملا تھا.........

"حسنِ اتفاق" یہ بھی دیکھئے کہ علم اور امام بارگاہ کی توہین کے جھوٹے الزام میں FIR کے آرڈر کو چیلنج کرنے والی ہماری یہ پیٹشن ہائی کورٹ میں بھی اسی مخصوص کمیونٹی سے تعلق رکھنے والے ایک جج نذر اکبر کے پاس "خود چل کر" پہنچ گئی......

اس نے ہمارا کیس اوپن کورٹ میں نہیں سنا بلکہ میں اپنے وکیل کے ساتھ اسکے سامنے اسکے چیمبر میں پیش ہوا .... اس نے کیس پڑھے بغیر کہا کہ ان لوگوں نے ضرور محرم میں علم اور امام بارگاہ کی توہین کی ہوگی..... اس نے یہ دیکھنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی کہ محرم تو 2 جنوری سے چار ماہ پہلے گزر چکا ہے..... وکیل صرف ہاں ہوں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرتا رہا اور جب میں نے وضاحت کرنا چاہی تو اس نے جھڑک کر کہا کہ تمہارا وکیل موجود ہے تمہیں بولنے کی کوئی ضرورت نہیں......اور کھڑے کھڑے ہماری پٹیشن ڈسمس کر دی.......اسکے بعد ہم نے مزید دو بار پٹیشن دائر کی لیکن ہماری پٹیشن اسی "حسنِ اتفاق" سے دوسری اور تیسری بار بھی پھر اسی جج کے پاس ہی جاتی رہی اور وہ اسے بغیر سنے ڈس مس کرتا رہا......میں نے چوتھی بار پٹیشن دائر کی تو شعوری کوشش کرتے ہوئے اسے ایک اور جج کی ٹیبل پر لیجانے میں کامیاب ہوا.......

وہاں تاریخیں لگتی رہیں لیکن ہمارے دونوں وکیل اکثر غیر حاضر رہتے.......میں معاملے کو سمجھ چکا تھا.......

میں نے اپنے وکیل پر عدم اعتماد کرتے ہوئے کیس خود لڑنے کیلئے درخواست دائر کر دی........اور اس پولیس اہلکار کو ہماری رقم واپس کرنے اور دوبارہ شکل نہ دکھانے کی ہدایت کر دی.....وہ باقاعدہ میرے پیروں میں گر گیا اور رونی شکل بنا کر مجھے اپنی وفاداری کا یقین دلاتا رہا، میں نے اسے اپنے پیروں سے ہٹایا اور دوٹوک الفاظ میں بتا دیا کہ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تم کن کے ایجنڈے پر کام کر رہے ہو.......آئندہ کیلئے میرے سامنے کبھی نہیں آنا ......

میں اپنا یہ کیس خود لڑتے ہوئے دو چار پیشیوں میں جیت گیا اور ہمارے خلاف FIR کے آرڈرز کالعدم ہو گئے....

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاملات ہماری سوچ سے بہت آگے جا چکے ہیں، کرپشن ہر ادارے، ہر فرد اور پورے ملک میں زہر کی طرح پھیل چکی ہے..... لوگ صبح سے شام تک حلال اور حرام کے چکر میں پڑے بغیر اس کوشش میں سرگرداں نظر آتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ دولت کیسے حاصل کی جائے، وہ اس مخمصے میں پڑنا ہی نہیں چاہتے کہ وہ کسی کی جیب کاٹیں، ڈاکہ ڈالیں، کسی کا حق ماریں، کسی کو بلیک میل کریں، کسی کی زمین پر قبضہ کریں، کسی کی یا خود اپنی عزت نیلام کریں، زندہ انسانوں کو آگ لگائیں، بچوں کو آغواء کریں، یا چند ہزار روپے کی اجرت لے کر کسی کے خون سے ہاتھ رنگین کریں.......

مجھے اچھی طرح معلوم تھا کہ میرے خلاف کیس بنانے کا فیصلہ کرنے والے، پٹیشنر کے طور پر کیس کا مدعی بننے والے اور وکیل کے طور پر یہ کیس لڑنے والے سب کے سب کا تعلق لینڈ مافیا سے ہے..... لہٰذا میں نے اس کیس کے اپنے مخالف وکیل سلطان شاہ کی ٹوہ میں لگنے کا فیصلہ کر لیا اور مجھے یہ معلوم کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگی کہ وہ خود شاہ لطیف ٹاؤن کے سیکٹر 30 اے کے ایک کمرشل پلاٹ پر قبضہ کر کے مکان بنا کر بیٹھا ہوا تھا، نہ صرف یہ بلکہ اس جرم میں اسکے خلاف سندھ ہائی کورٹ میں ایک کیس سی پی نمبر cp-d no-2276/2018 اور دوسرا سول سوٹ نمبر no-2538/2018 زیرِ سماعت تھے اور یہ "دودھ کا دھلا" سندھ ہائی کورٹ میں ڈاکٹر اقبال کے خلاف اپنے مؤکل کا کیس بھی لڑنے چلا تھا، میں نے اسکے مکان کی تصاویر حاصل کیں اور ان کیسز کے نمبرز کیساتھ اگلی تاریخ پر جج کے سامنے کھڑا ہو گیا......

میں نے کہا...... جج صاحب میرے خلاف اس کیس کا مدعی کون ہے اور کیا کرتا ہے....؟ یہ اسکے وکیل کی اصلیت سے آپ پر واضح ہو جائے گا..... اور یہ بھی کہ میرے اور میرے ساتھیوں کے خلاف کچھ ہی عرصہ بعد ایک نیا کیس کیوں بنا لیا جاتا ہے.....؟

میں نے کہا...... جج صاحب، میرے خلاف یہ کیس لڑنے والا وکیل خود لینڈ گریبر ہے اور ایک کمرشل پلاٹ پر قبضہ کر کے گھر بنا کر بیٹھا ہوا ہے اور اسکے خلاف دو کیسز اسی ہائی کورٹ میں زیرِ سماعت ہیں،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میرے یہ کہتے ہوئے جج صاحب کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور اس نے ہاتھ میں پکڑا قلم دانتوں میں دبا لیا ....اس دن سلطان شاہ نے اپنے ایک جونیئر وکیل کو ہائی کورٹ بھیجا تھا.....جج صاحب نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ......ڈاکٹر اقبال کے الزام کا جواب دو........جونیئر وکیل کا رنگ فق ہو گیا تھا اور آواز بیٹھ گئی تھی اسکے گلے سے آواز نہیں نکل رہی تھی.... اس نے آہستگی سے کہا..... سر ہمیں جواب کیلئے وقت چاہئے......جج نے غصہ ہو کر کہا کیا کہنا چاہتے ہو زور سے بولو.......وکیل نے پوری طاقت لگا کر آواز نکالی...... سر ہمیں جواب کیلئے وقت چاہئے.....جج نے کہا اگلی پیشی پر اس الزام کا جواب دو اور اپنے سینئر سے کہو اگلی پیشی پر خود حاضر ہو جائے......ورنہ FIR کے آرڈر کالعدم قرار دے دیئے جائیں گے.....

اور میں نے سلطان شاہ کے قبضہ کئے گئے پلاٹ پر بنائے گئے گھر کی تصاویر اور کیسز کے نمبر جج صاحب کے سامنے ٹیبل پر رکھ دیئے.......اور وہ جج محمد صلاح الدین پھنور صاحب تھے......

اگلی پیشی پر جب میں ہائی کورٹ گیا تو پتہ چلا کہ ہمارا کیس صلاح الدین صاحب کی عدالت کے بجائے ایک اَور جج کے پاس لگ چکا ہے مجھے نہیں معلوم اس حوالے سے شعوری کوشش کی گئی تھی یا یہ محض ایک اتفاق تھا....... جب ہمارا نمبر پکارا گیا اور ہم ڈائس پر گئے تو پتہ چلا کہ آج بھی فریقِ مخالف کا سینئر وکیل سلطان شاہ بدستور غیر حاضر تھا اور وہی جونیئر وکیل کیس کو ریپریزینٹ کر رہا تھا، کیس کے آغاز ہی میں اس جونیئر وکیل نے ایک مختصر سا فقرہ کہا.......

"جج صاحب ہمارے کیس کا مدعی عبدالرشید وفات پا چکا ہے"

اور میں فوراً سمجھ گیا کہ مدعی کیوں وفات پا چکا ہے....؟ سلطان شاہ کے پاس اپنی گردن بچانے کیلئے اس قسم کا ڈرامہ رچائے بنا دوسرا کوئی راستہ نہیں بچا تھا......میں نے کہا جج صاحب میں کچھ کہنا چاہتا ہوں، لیکن ملیر ڈیولپمنٹ آتھارٹی کے وکیل نے مجھے منع کیا اور کہا جب مدعی مر گیا تو کیس ہی ختم ہو گیا اس میں کچھ کہنے کی گنجائش کہاں رہ گئی ہے....اور جج نے بھی میری بات کا نوٹس لئے بغیر حکم لکھوانا شروع کر دیا تھا.......

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور میں نے سوچا کہ صلاح الدین صاحب کی عدالت میں یقیناً مدعی کی موت بھی سلطان شاہ ایڈووکیٹ کیلئے میرے الزام کا جواب دینے سے بھاگ جانے کا بہانا بننا ممکن نہیں تھا، کہ وہ ہر صورت اس سے سرکاری پلاٹ پر قبضے کے بارے میں ضرور پوچھتے..... اور ان سب کا نہ صرف بھانڈا پھوٹتا بلکہ لینے کے دینے پڑ جاتے......

اس سے مجھے یہ بھی اندازہ ہوا کہ عدالت کی تبدیلی بھی محض ایک "اتفاق" نہیں تھا.......

میرے اور میرے جیسے ہزاروں لوگوں کے خلاف قانون اور عدالتوں کو ہمیشہ ایک انتقامی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا گیا ہے اور کیا جارہا ہے اور یہ مجھ سے زیادہ عدالتوں کیلئے ایک اہم سوالیہ نشان ہے کہ قانون اور عدالت لوگوں کو انصاف دینے کیلئے ہے یا کسی بے گناہ پر جسمانی اور ذہنی چارچر اور انتقام کیلئے .....؟ اور کسی فریق مخالف پر ظلم اور ٹارچر کیلئے استعمال ہونے کے بعد آیا اسے عدالت کہنا بھی جائز اور مناسب ہے....؟

مجھے اب بھی یہ پختہ یقین ہے کہ میرے ریمارکس پر مشتمل یہ تلخ حقائق سامنے آنے کے بعد بھی عدالتی نظام میں موجود کمزوریوں کو دور کرنے کی بجائے میرے خلاف توہینِ عدالت کے امکانات کا جائزہ لینے پر زیادہ زور دیا جائے گا اور اسے ہی فرسٹ پریئارٹی پر رکھا جائے گا........ اور یہ اس بات کا ایک اَور ثبوت ہو گا کہ ہمارے اس ملک میں عدالتیں انصاف کی فراہمی کیلئے کم اور انتقام اور سبق سکھانے کیلئے زیادہ استعمال ہوتی رہی ہیں اور آج بھی استعمال ہو رہی ہیں........

لیکن میں یہ کہوں گا کہ مجھ پر توہینِ عدالت کا کیس ضرور چلائیں

لیکن اس سے قبل

اس عدالتی نظام کو لوگوں کے خلاف انتقامی ٹول کے طور پر استعمال ہونے کی جگہ انصاف فراہم کرنے والے ادارے میں تو تبدیل کریں.......!!!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور جب میں نے جمہوریت کی تلوار سے اپنی گردن رگڑنے کا فیصلہ کرلیا.........

لینڈ مافیا اور کرپٹ ٹولے کے خلاف میری جدوجہد ابھی جاری تھی، انہوں نے میرے خلاف نت نئے کیسز بنائے تو میں بھی انکے "کارنامے" منظر عام پر لانے کیلئے ان کے خلاف نیب، سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ جاتا رہا......

یہ معاملات سست روی سے چلتے رہے...... دہشتگردی کے جھوٹے کیس کے دوران پہلی بار عدالت میں پیشی کے موقع پر اس وقت کے ایس ایس پی راؤ انوار نے مجھے گولی سے اُڑا دینے کا منصوبہ بنایا تھا جو قادرِ مطلق نے ناکام بنا دیا، جیل سے ضمانت پر رہا ہونے کے بعد میں بچوں کے لئے چھت مہیاء کرنے کی سنجیدہ فکر میں مبتلا ہو گیا کیونکہ میرے یہ دشمن کئی بار مجھے مارنے کے طریقوں پر آپس میں نہ صرف صلاح و مشورہ کر چکے تھے بلکہ اسے اپنے طور پر عملی صورت دینے کی کوشش بھی کر چکے تھے، اسلئے میں نے مارچ 2019 میں بچوں کیلئے گھر بنانے کا ارادہ کر ہی کر لیا، کرپٹ عناصر کے خلاف ان سرگرمیوں کی وجہ سے میں اپنے کاروبار کو مناسب وقت اور توجہ نہیں دے پایا تھا لہٰذا مکان بنانے کے زیادہ تر اخراجات کا بندوبست میں نے دوستوں سے قرضہ حسنہ لینے کی صورت میں کیا...... اور کچھ رقم کا بندوبست گاڑی بیچ کر، گھر بنانے کے فوراً بعد اگلی بدنصیبی یہ ہوئی کہ کورونا نے کاروبار کی رہی سہی کسر بھی نکال دی اور مسلسل قرض لے لے کر حالات قابو سے باہر ہو گئے.......

لیکن دوسری جانب میری عمر بھی 60 کا ہندسہ کراس کر چکی تھی اور میں سمجھ رہا تھا کہ اگر مرنے سے پہلے میں جمہوریت کے وجود میں کوئی بڑا ڈینٹ ڈالنے میں کامیاب نہ ہو سکا اور اس باطل اور طاغوتی نظام کے مجاوروں سے کسی ہائیسٹ فورم پر اسلام کے نظامِ خلافت اور کفر کے نظامِ جمہوریت کے تقابل پر مبنی ڈائیلاگ نہیں کیا تو یہ آخرت میں میرے لئے انتہائی خسارے اور پشیمانی کا باعث ہو سکتا ہے.......مالی مشکلات اور ذہنی تناؤ کے باوجود میں نے اس ڈائیلاگ کیلئے سب سے بڑے فورم سپریم کورٹ آف پاکستان کا انتخاب کر لیا، ایک مختصر مگر جامع پٹیشن تیار کی جس میں آئینِ پاکستان کے آرٹیکلز کے حوالے دے کر

- اسلام کے نفاذ کی فرضیت،
- جمہوریت کا خلافِ عقل و اسلام ہونے،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

◉ اور خلافت کو اسلام کے ایک فطری سیاسی نظام ثابت کرنے پر جامع دلائل ترتیب دے کر یہ پٹیشن 8 مارچ 2021 کو سپریم کورٹ آف پاکستان میں داخل کر دی.....

یہ معلوم ہونے کے بعد میرے بعض دوستوں نے کہا کہ ڈاکٹر اقبال تو اس کورٹ سے اپنے معاملات فیصل کروانے جا رہے ہیں جسے وہ ہمیشہ اس باطل اور طاغوتی نظام کا حصہ سمجھتے رہے ہیں...... لیکن یہ ان کا تمام سیاق و سباق سے ہٹ کر ایک انتہائی غلط اندازہ ہی تھا........

کسی کورٹ سے اپنا کوئی ذاتی معاملہ فیصل کروانا (حالانکہ اس میں بھی کچھ استثنائی صورتیں موجود ہیں) اور کورٹ کو یہ مشورہ دینا، اسے یہ دعوت دینا اور ان پر یہ حجت قائم کرنا کہ آپ جن قوانین سے مسلمانوں کے فیصلے کروا رہے ہیں یہ کفریہ قوانین ہیں...... آپ مسلمانوں کے فیصلے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق کیجئے........ ان دو صورتوں میں زمین اور آسمان کا فرق ہے........

میں نے اس پٹیشن میں عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت کیا تھا کہ جمہوریت نہ صرف اسلام بلکہ عقل کے پیمانوں کے بھی خلاف ہے........ اس پٹیشن کا مقصد ہائی لیول پر موجود بااختیار لوگوں پر یہ واضح کرنا تھا کہ ہمارا سیاسی نظام جمہوریت نہیں بلکہ خلافت ہے اور آپ لوگوں کا فرض بنتا ہے کہ اُمت کے اس بکھرے ہوئے شیرازے کو ایک بار پھر خلافت کے ڈھال کے نیچے متحد کر کے اسے محفوظ اور ناقابلِ تسخیر بنائیں........... میں چاہتا تھا کہ اس ریاست کے بااختیار لوگوں کیساتھ ایک بڑے پلیٹ فارم پر کھل کر ان باتوں پر بحث کروں جو عام طور پر لوگ سردیوں میں ہیٹر کے ارد گرد اور گرمیوں میں اے سی کے نیچے بیٹھ کر آپس میں اسے ڈسکس کرتے ہیں........ تاکہ رائے عامہ اس طرف متوجہ ہو......... عوام و خواص میں شریعت مطہرہ کے نفاذ کی تڑپ پیدا ہو اور وہ اسکے نفاذ کیلئے انقلابی جدوجہد پر آمادہ ہو جائیں.....

اگر آپ سمجھتے ہیں کہ میری یہ پٹیشن آپکے دل کی آواز ہے تو اس آواز کو اپنے اپنے انداز میں آگے بڑھائیے اور کسی اور پر نہیں خود اپنے اوپر احسان کیجئے کہ ہم جیسے جیسے خلافت اور شریعتِ مطہرہ کے نفاذ کے قریب تر ہوتے چلے جائیں گے ہم اتنا ہی اللہ کا قرب حاصل کرنے کے حقدار ٹھہریں گے...... اور ہم جتنے اللہ کے نزدیک ہوتے چلے جائیں گے اس دنیا اور آخرت کی فلاح کے تمام دروازے ہم پر کھلتے چلے جائیں گے .... انشاءاللہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس پٹیشن میں وفاق اور صوبوں کے درج ذیل ذمہ داران کو فریق بنایا گیا تھا اور انہیں نوٹسز بھی جاری کر دیئے گئے تھے.......

1-صدر پاکستان (فیڈریشن آف پاکستان)

2-وزیرِ اعظم پاکستان (گورنمنٹ آف پاکستان)

3-چیئرمین سینیٹ

4-اسپیکر قومی اسمبلی

5-وفاقی وزیر مذہبی امور

6-چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل

7-رجسٹرار وفاقی شرعی عدالت

8-وزیرِ اعلیٰ سندھ

9-وزیرِ اعلیٰ پنجاب

10-وزیرِ اعلیٰ بلوچستان

11-وزیر اعلیٰ خیبر پختون خواہ

....

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پٹیشن کا متن

آئینی درخواست زیرِ آرٹیکل 184(3)

اسلامی جمہوریہ پاکستان 1973ء

1- یہ کہ درخواست گزار ایک پاکستانی شہری ہے اور انصاف کے حصول کے لئے دستورِ پاکستان کے آرٹیکل میں تفویض کردہ بنیادی حقوق کی خلاف ورزی پر دادرسی کے لئے معزز عدالتِ عظمیٰ سے بہتر اور فورم نہیں - درخواست گزار بنیادی حقوق کے منافی اقدام اور قانون کی خلاف ورزی پر آئین کے آرٹیکل 184(3) کے تحت معزز عدالتِ عظمیٰ سے انصاف اور دادرسی حاصل کرنے کے لئے اس کا دروازہ کھٹکھٹانے کا پورا حق رکھتا ہے -اور دستورِ پاکستان کے آرٹیکلز 2... 20 الف اور 227(1) سے عملی طور پر متصادم ملک کی نظریاتی صورتحال پر معزز عدالت سے انصاف اور اصلاحِ احوال کا طلبگار ہے-

2- یہ کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق انسان پر فوقیت اور فضیلت حاصل ہے بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حکم اور قانون کو بھی انسان کے حکم اور قانون پر فوقیت اور اوّلیت حاصل ہے ...... اور اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور قانون کے مقابلے میں کسی انسان اور اس کے حکم کی کوئی وقعت اور حیثیت ہی نہیں تو یہ کہنا قطعاً بے جا نہ ہو گا.... اس مملکت کے مسلمانوں کا بنیادی حق ہے کہ وہ اپنی زندگی اسلام کے اصولوں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تحت گزار کر دنیا و آخرت میں سرخرو ہوں-

لیکن اس ناقابلِ تردید حقیقت اور ضرورت کے حوالے سے پاکستان بننے سے لے کر اب تک کے ان 73 سالوں میں جو صورتِحال ہمارے سامنے موجود ہے وہ نہ صرف یہ کہ ہمارے لئے انتہائی آفسوسناک ہے بلکہ اُخروی انجام کے حوالے سے ہمارے لئے جہنم کے گڑھے میں گرنے کا ذریعہ بنتا صاف نظر آرہا ہے........

اسمبلی میں بنایا گیا قانون ہو........ یا صدرِ پاکستان کا جاری کردہ کوئی آرڈیننس......... کسی جج کا پاس کردہ کوئی آرڈر ہو....... یا کسی طاقتور ملک کی طرف سے دیا جانے والا کوئی حکم .... ہمارے ملک کی پوری انتظامی مشینری اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وسائل تو اسے نافذ اور روبہ عمل لانے کیلئے بے دریغ استعمال کئے جاتے ہیں لیکن اسکے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کے احکامات اور قانون کو ہم نے اس قابل ہی نہیں سمجھا کہ اسے اسکے ماننے والوں پر نافذ کرنے کی کوئی سنجیدہ کوشش کی جائے........

آئین کے آرٹیکل 2 کے تحت ہم نے اس مملکتِ پاکستان کا دین اسلام تو تسلیم کر لیا اور آرٹیکل 227(1) کے مطابق ہم نے قوم کو یہ خوشخبری تو سنا دی ہے کہ کوئی قانون قرآن و سنت کے منافی نہیں بنایا جائے گا لیکن آرٹیکل نمبر 70 اور کئی دیگر آرٹیکلز کے مطابق قانون بنانے کا مجوزہ طریقہ کار اور ہماری بدنیتی اس راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ بنی رہی....... مذکورہ آرٹیکلز کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم کو قانون کا درجہ دینے کیلئے اس حکم کو عملی اور شعوری طور پر اسمبلی ممبران کی اکثریت کی تائید کا محتاج بنا دیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اسکے حکم کی بدترین تذلیل اور واضح کفر کے زمرے میں آتا ہے....... اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نام پر حاصل کئے گئے اس ملک میں آج تک قرآن و سنت کے نفاذ کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا .... ہمارے عدالتی قوانین اور ضابطے، ہمارا سیاسی نظام، ہماری معیشت اور معاشرت، ہمارا نظامِ تعلم اور دیگر تمام شعبے آج تک اَغیار کے قوانین، ضابطوں اور سسٹمز کی بیساکھیوں پر چل رہے ہیں........ ہم زبانی اقرار کی حد تک تو اللہ کے حکم اور نظام کے تحت زندگی گزارنے کا عہد کرتے ہیں لیکن عملی طور پر غیر اللہ کے قوانین ضابطوں اور نظام کے مطابق اپنے معاملات چلانے کی کھلی منافقت کا شکار ہیں-

3- یہ کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور یہ عقیدہ دینِ اسلام کی اساس اور ہمارے ایمان کی بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے .... اسلام کو نامکمل سمجھ کر دیگر انسانی قوانین اور سسٹمز کے تحت اپنے معاملات چلانے والے کسی صورت مسلمان نہیں کہلائے جاسکتے اور نہ وہ کبھی فلاح پاسکتے ہیں-

4- اسلام اپنے ماننے والوں میں فرقوں، جماعتوں اور الگ خود مختار ممالک کی بنیاد پر تقسیم و انتشار کا ہرگز روادار نہیں لیکن ہم غیر کے نظامِ جمہوریت کے اس حد تک خوگر ہو گئے ہیں کہ اپنی اُمت کو برائے نام عوامی حاکمیت (

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ حاکمیت صرف اللہ کا حق ہے) اور آزادیِ اظہارِ رائے کے نام پر راضی خوشی نہ صرف سینکڑوں جماعتوں اور تنظیموں میں تقسیم کر دیا ہے بلکہ اس تقسیم اور انتشار کو آئین کے تحت تحفظ بھی فراہم کر رہے ہیں، ہمارے اس موجودہ نظام نے اس امت کی وحدت کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا ہے اور یہ طرزِ عمل اُمت کو منتشر در منتشر کرنے کا ایک مسلسل سبب بن رہا ہے......

5-اسلام اور عقل کے عمومی پیمانے کسی بھی منصب اور عہدہ کیلئے تقابلی طور پر مطلوبہ اہلیت، دیانت اور امانت کا علمبردار ہیں لیکن جمہوریت کی ووٹ کی اکثریت کی واحد کوالیفائنگ قابلیت نے اکثر ان پڑھ، نااہل، چور ڈاکو اور بیرونی قوتوں کے آلہء کار عناصر کو ہی ملک و قوم پر مسلط کیا ہے جنکی تباہ کاریاں اور کارنامے ہمارے سامنے ہیں..

6-اسلام، ریاست کے کسی بھی شعبہ کے حوالے سے اس متعلقہ شعبہ کے بارے میں مکمل معلومات رکھنے والے دیانتدار اہلِ علم کو ہی رائے دینے کا اہل سمجھتا ہے اور کسی معاملہ میں ان اہل الرائے سے رائے لینا عقلِ سلیم کے بھی قریب تر ہے، لیکن جمہوریت میں متعلقہ علم اور فہم و فراست سے تہی دامن ہر کس و ناکس کو ووٹ کی صورت میں ریاست کے ذمہ دار افراد کے چناؤ کا مشن سونپ دیا جاتا ہے جو کہ ہمیشہ ہی ناکام رہا ہے اور جس کے نتائج اب تک کچھ زیادہ خوشگوار ثابت نہیں ہوئے اور اس لگاتار پریکٹس سے برآمدہ مطلوبہ نتائج میں ہمیشہ عوام کی اجتماعی جہالت، بے بصیرتی اور کوتاہ اندیشی کا عکس ہی نمایاں رہا ہے......

تجربات اور مشاہدات کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ اس جمہوری نظام کا ہمارے نظریاتی آساس اسلام سے کوئی رشتہ و تعلق نہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس اُدھار لئے گئے نظام کو مسلسل فیلیئر کا سامنا ہے، چنانچہ اب ضرورت اس اَمر کی ہے کہ ہم امت کے ریاستی نظام کو چلانے کیلئے اسلامی اصولوں کی روشنی میں ایک ایسے نئے سوشل کنٹریکٹ اور پولیٹیکل سسٹم کی طرف سنجیدگی اور نیک نیتی سے پیش قدمی کریں جو ہمارے دینِ اکمل کے بنیادی تصورات سے ہم آہنگ ہو......

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

7-امتِ واحدہ کے قرآنی تصور کے بر خلاف امت مسلمہ چند خاندانوں کی خواہشِ اقتدار کی وجہ سے جغرافیائی اعتبار سے کم و بیش 57 خود مختار ممالک میں عملی طور پر تقسیم ہے.........انکی غم اور خوشی علیحدہ ہے.......انکے دشمن اور دوست جدا ہیں.....انکی داخلہ اور خارجہ پالیسیاں باہمی طور پر ہم آہنگ نہیں.......انکے مفادات آپس میں ٹکراؤ کا شکار ہیں.....یہ ممالک عالمِ کفر کے اتحاد کا حصہ بن کر عملی طور پر دوسرے مسلمان ممالک کے خلاف استعمال ہو رہے ہیں........اور انکا مرکزی نظم (خلافت) نہ ہونے کی وجہ سے یہ سب کفر کا تر نوالہ بننے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں......افغانستان، عراق، کشمیر، شام، یمن، چیچنیا اور فلسطین اسکی تازہ ترین واضح مثالیں ہیں......

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استدعا

1- موجودہ فرسودہ اور ملک و قوم دشمن نظامِ جمہوریت جس میں چند خاندانوں کو ملک و قوم کی قسمت سے کھل کر کھیلنے کی آزادی دی گئی ہے اور انکا مطمحِ نظر الیکشن کے راستے اقتدار پر مسلط ہو کر ملک و قوم کے وسائل کی لوٹ مار کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہوتا، کی جگہ دیانتدار، اپنے متعلقہ شعبہ کے حوالے سے ماہر ترین اور جری افراد پر مشتمل ایک ایسی شوریٰ تشکیل دی جائے جس کے تمام ارکان اوپن میرٹ پر اعلیٰ قابلیت کے حامل ہوں.....وہ متعلقہ شعبہ میں استعدادِ تامہ رکھتے ہوں.....اور وہ اپنی زندگی میں تقویٰ کے راستے پر چلتے ہوئے کسی اخلاقی یا مالی کرپشن کے مرتکب نہ ہوئے ہوں.....اور اسی شوریٰ کے اہلِ الرائے کے ذریعے ہی ملک کے تمام معاملات کو چلایا جائے.......

2- اس ملک کے آئین، عدالتی، معاشی، تعلیمی، معاشرتی، داخلی اور خارجی سسٹمز کا عمیق انداز میں از سرِ نو جائزہ لیا جائے اور ان سے متعلق تمام ضابطے اور قوانین قرآن و سنت کے احکامات کے مطابق ترتیب دیئے جائیں اور اس مقصد کیلئے فوری طور اہلِ علم افراد پر مشتمل اسلامی نظریاتی کونسل کے طرز پر ایک فعال اور خود مختار ادارہ بنایا جائے یا مناسب ہو تو یہ ذمہ داری بھی مرکزی شوریٰ کے سپرد کی جائے........

3- بین الاقوامی طور پر تمام مسلمان ممالک کے با اثر اور با کردار افراد پر مشتمل ایک متحدہ، مربوط اور مؤثر مرکزی نظامِ خلافت تشکیل دینے کے لئے یہ معزز عدالت اپنا مؤثر کردار ادا کرے.....اور اپنی کوششوں سے ممکن بنایا جائے کہ ان تمام مسلم ممالک کی کرنسی، خارجہ پالیسی، اور داخلہ پالیسی ایک ہو.....اپنی شعوری کوششوں سے یقینی بنایا جائے کہ اہلِ کفر کے مقابلے میں ان سب کا بیانیہ ایک ہو......کسی خطے کے مسلمانوں کے خلاف جارحیت کی صورت میں باقی سب مسلمان ان جارح قوتوں کے خلاف اور متاثرہ مسلمانوں کے حق میں کھڑے ہوں.......مسلمانوں کا کوئی ملک اہلِ کفر سے ملکر باقی مسلمانوں کے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکے......تمام مسلمان مصیبت زدہ مسلمانوں کی مدد کے پابند ہوں چاہے ان کا تعلق دنیا کے کسی بھی خطہ سے ہو.......

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اگرچہ یہ تمام کام آسان نہیں..... لیکن ناممکن بھی نہیں..... اور سب سے بڑھ کر یہ اسلامی اخوت، یکجہتی، اتحاد کے تقاضوں اور اللہ کے حکم کو پورا کرنے کی عملی صورت ہے....... ہمیں ہر وہ قدم اٹھانا چاہئے جو اللہ تعالیٰ کی رضاء اور امت کے عروج کا سبب بن سکے....... اُمت کی اجتماعی بھلائی اور تکریم کی خاطر ہمیں یہ بھاری پتھر اٹھانے سے ہرگز گریز نہیں کرنا چاہئے...... ہمیں اپنی منزل کی طرف پہلا قدم اٹھاتے ہوئے کسی قسم کی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے....... کہ ہمیں ضرور یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم میں اپنی اُمت کو زوال سے عروج کی طرف لے جانے کی بصیرت اور ہمت موجود ہے.......

آئین قرآن سے زیادہ محترم اور مکرم نہیں ہو سکتا...... آئین میں قرآن کے مطابق تبدیلی لائی جاسکتی ہے لیکن آئین کیلئے قرآن کو کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جاسکتا.......

اس معزز عدالت کا فرض بنتا ہے کہ آرٹیکل 184(3) اور دیگر آرٹیکلز کے تحت تفویض شدہ اختیارات کے تحت آرٹیکل 2 (اسلام پاکستان کا مملکتی مذہب ہو گا)

اور آرٹیکل 227(1) (تمام موجودہ قوانین کو قرآن اور سُنت میں منضبط اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا میں بیان کردہ اس آئینی عہد کی روشنی میں تمام متعلقہ اہم تبدیلیوں اور ضروری معاملات کو عملی شکل دینے میں اپنا کلیدی کردار اَدا کرے اور تمام متعلقہ افراد اور اداروں کو ایک واضح ڈائریکشن اور روڈ میپ دے کر انہیں اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کا پابند بنائے......

اللہ ربُ العزت آپ سب کو استقامت دے اور اپنے دین کی عزت، وقار اور عروج اور اللہ کی رضاء کیلئے مناسب اقدامات کرنے کی توفیق عطا فرمائے.......

میں ساٹھ سال سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اوپر کا ہو چکا ہوں

میں نے بچپن کی بادشاہت، جوانی کا جوش اور بڑھاپے کا ہوش سب دیکھ لیا ہے.......

اللہ تعالیٰ نے بے انتہاء خوبیاں عطاء فرمائیں اور میں نے ہر خوبی کا اظہار اور اس سے استفادہ کھل کر کیا......

اللہ کریم کا شکر ہے کہ اس نے ماں باپ، بہن بھائیوں، بیوی، بچوں اور اپنے دیگر بے کنار نعمتوں کے ہر ہر رنگ سے نوازا.......

ہر معاملے میں حق کی جستجو میں رہا اور اللہ نے مجھ پر ہمیشہ حق کے راستے کھولنے میں فیاضی سے کام لیا.....

ہمیشہ حق کا ساتھ دیا اور کسی فرعون کا ڈر میرے دل میں اللہ تعالیٰ کے خوف کیساتھ جگہ نہ پاسکا ......

مجھ پر سچ کہنے کے جرم میں ہمیشہ بے انتہاء مظالم ڈھائے گئے لیکن میں نے کبھی بھی کسی ظالم کے سامنے معذرت خواہانہ انداز اختیار نہیں کیا......

میں بے انتہاء خطاء کار ہوں لیکن الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے اپنے کرمِ خاص سے زندگی بھر، زنا، شراب، قتل، ظلم، حسد، دوسروں کا حق غصب کرنے اور دنیا میں دل اٹکانے جیسے کبیرہ گناہوں سے بچائے رکھا.......

الحمدللہ، میں نے جو زندگی گزاری ہے ان شاء اللہ اس میں میرے گناہوں کے مقابلے میں میری نیکیوں کا وزن بھاری ہو گا...... اور ان شاء اللہ، اللہ مجھے اپنی رضامندی کی بیش بہاء نعمتوں سے نوازے گا.......

ان سب باتوں کے باوجود جب میں اس زندگی اور دنیا کی حقیقت پر غور کرتا ہوں تو مجھے یہ قرآن کی زبان میں کھیل تماشے سے زیادہ کچھ نہیں دکھائی دیتی.......

یہ زندگی یقیناً ادھوری ہے...... یہ سچ ہے کہ یہ دنیا مؤمن کیلئے قید خانے سے زیادہ کچھ نہیں...... اگر زندگی ایک سفر ہے تو اس دنیا میں موجود یہ سب کچھ محض زادِ سفر ہے حاصلِ سفر اور مقصدِ سفر ہرگز نہیں....... میرا دل ان دنیاوی نعمتوں اور اسباب کا اسیر کبھی نہیں رہا...... میں نے انہیں اسباب اور ذرائع سے بڑھ کر مقصد اور اصل کبھی نہیں جانا....... میں نے ہمیشہ شہادت کی تمناء کی اور اپنی اصل زندگی اور آخرت کو دیکھنے کیلئے ہمیشہ بیقرار رہا ....

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لیکن میں نے اس زندگی کو بھی اس وقار اور مردانگی سے برتا کہ یہ بھی گواہی دے گی کہ مجھے بھی کوئی جی کے گزرا ہے...... میں زندگی کے کسی چیلنج سے پیچھے نہیں ہٹا...... میں نے ہمیشہ اپنی غربت، تکلیف اور کمزوری کو اپنی خودداری کے لباس میں چھپائے رکھا...... حرام کے کروڑوں کی پیشکشوں پر تھوڑے سے حلال اور روکھے سوکھے نوالے کو ترجیح دی....... اللہ گواہ ہے کہ میں مظوم کے مقابلے میں کبھی کسی ظالم کی صف میں کھڑا نہیں ہوا....... میں نے مال وزر، اور مرتبے کی وجہ سے نہ کسی کی عزت کی اور نہ ہی غربت اور کمزوری کی وجہ سے کسی کو حقیر جانا....... میں نے ہر ظلم کے خلاف نہ صرف آواز اُٹھائی بلکہ ہر ممکن حد تک اس ظلم کے خلاف عملی طور پر میدانِ عمل میں بھی مصروف رہا....... دینِ اسلام کے عملی نفاذ اور قیامِ خلافت کیلئے ذہن سازی کے بنیادی فریضے کی خاطر میں نے اپنی تمام تر صلاحیتیں اور وسائل وقف کئے.......

ان شاء اللہ مرنے کے بعد میں مطمئن ہوں گا کہ میں اس زندگی پر ایک مثبت اور نمایاں چھاپ ثبت کر کے جارہا ہوں....... میں اپنے رب سے اپنے لئے انتہائی بہتر اَجر کا یقین رکھتا ہوں.......

جب یہ تحریر کمپوزنگ کیلئے بھیجی جاچکی تھی اس دوران نفاذِ شریعت کے حوالے سے سپریم کورٹ میں دائر میری پٹیشن درجن بھر غیر متعلقہ اعتراضات کے ساتھ واپس ہوچکی ہے..... ان اعتراضات کی حیثیت نیت بد بہانہ بسیّار کے مصداق کے علاوہ اَور کچھ نہیں، اس پٹیشن میں جو دلائل میں نے پیش کئے ہیں انکا جواب سپریم کورٹ کے تمام جج مل کر بھی نہیں دے سکتے یہ میرا دعویٰ ہے.....

دوسرا کیس جو میں نے ملیر ڈیولپمنٹ آتھارٹی کے بعض کرپٹ ڈپو ٹیشنسٹس اور گورنمنٹ آف سندھ کے خلاف سندھ ہائی کورٹ میں دائر کیا تھا اور جسمیں سپریم کورٹ کے ایک واضح حکم کو بنیاد بنایا گیا تھا، اسکا فیصلہ سپریم کورٹ کے حکم کو پیروں تلے روندنے والوں کے حق میں سنایا گیا اور انتہائی بیشرمی کیساتھ میرے احتجاج کے باوجود مجھے بات کرنے اور اپنا مؤقف پیش کرنے کا موقع نہیں دیا گیا....... وجہ صاف ظاہر ہے کہ ان کرپٹ لوگوں میں سے ایک محمد سہیل جیسا ہونہار "بچہ" بھی شامل تھا جس نے غیر قانونی طور پر ملک ریاض کے کراچی بحریہ کو 13 ہزار ایکڑ زمین دی تھی یہی وجہ ہے کہ اس کے پیچھے زرداری اور ملک ریاض جیسے کرپٹ لوگوں کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مکمل پشت پناہی موجود تھی.......میرا دعویٰ اب بھی یہی ہے کہ یہ لوگ غیر قانونی طور پر ملیر ڈولپمنٹ آتھارٹی میں موجود ہیں اور کرپٹ سندھ گورنمنٹ کسی بھی کورٹ کے حکم کو خاطر میں نہیں لاتا انکی اس مستی یا خرمستی میں درخت کاٹنے والی کلہاڑی میں درخت کے رشتہ دار کچھ دستے بھی انکا ساتھ دے رہے ہیں.......

- ملک کا ہر ادارہ تباہی کے دھانے پر کھڑا ہے......
- خلافت اور اسلام کا نام لینے والوں کو اغواء کیا جاتا ہے کسی کو گولی مار کر کسی ویرانے میں پھینک دیا جاتا ہے اور کسی کو دسیوں سال یرغمال بنا کر رکھا جاتا ہے.......
- فوج بیرونی خطروں کا مقابلہ کرنے اور انڈیا کے خلاف کشمیری مسلمانوں کا ساتھ دینے کی بجائے تجارت اور پراپرٹی بزنس میں زیادہ دلچسپی لے رہی ہے اور اپنے مجموعی عملی کردار سے دینِ اسلام کے سپاہی کم اور دشمنانِ اسلام کے ایجنڈے کو پورا کرنے والے کرائے کے فوجی زیادہ لگ رہے ہیں.........
- آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک سے قرضہ لے کر پاکستان کے کئی اہم ہوائی اڈوں، پی ٹی وی اور ریڈیو پاکستان کی عمارتوں سمیت، دیگر اہم عمارتوں، پارکس اور موٹر ویز کو انکے پاس واقعتاً اور حقیقتاً گروی رکھ دیا گیا ہے اور یہ قرضے ملک اور قوم کی بجائے اس بدنصیب ملک کی بدمعاشیہ کی عیاشیوں پر خرچ ہو رہے ہیں ......اور خاکم بدہن یہ ملک ذہنی غلامی کے بعد تیزی سے بدترین جسمانی غلامی اور تباہی کی طرف بڑھ رہا ہے.......
- ملک کے ذمہ دار عناصر قوم کی دولت کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں.......

پولیس کا منظم جرائم میں ملوث ہونا اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی، ان کے ہاتھوں کسی نیک کام کو خبر کے طور پر نشر کیا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ دیانتداری اور ایمانداری مفقود ہو چکی ہے اور اب اسکا سامنے آنا کسی خبر سے کم نہیں........

- جھتے بنا کر اپنے ناجائز مطالبات کو زبردستی منوانے کا چلن عام ہو چکا ہے .... اپنے آپکو پڑھے لکھے قانون دان کہلوانے والے وکلاء کی طرف سے اپنی مرضی کے فیصلے لینے کیلئے غنڈوں کی طرح ججز پر چڑھائی اور عدالتوں میں توڑ پھوڑ ایک مستقل وطیرہ بن چکا ہے.......

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

- دنیا کی زندگی کو ہی اصل مقصد سمجھ کر اس کی سہولتوں اور عیاشیوں کے حصول کیلئے اپنی تمام تر صلاحیتیں صرف کی جا رہی ہیں.......
- آزادی کے نام پر فحاشی کا ایک سیلاب ہے جو ہر ایک کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے.......
- انصاف کا حصول اپنا گھر بیچ کر بھی ممکن نہیں رہا....... نظامِ عدل بھی انصاف دینے نہیں بلکہ پیسہ بنانے اور سٹیٹس کو کے حصول کا ذریعہ بن چکا ہے.......

اس پورے باطل نظام کو خلافت کے نظام سے بدل دینے کیلئے اس نظام کے سامنے خاموش سوالیہ نشان کی صورت میں نہیں، ایک بلند آہنگ اور طاقتور انکار (برآت) کی شکل میں استقامت کیساتھ کھڑے ہونے کی ضرورت ہے ....

میں اپنی اس تحریر کے ایک ایک لفظ کو اون کرتا ہوں اور اس کی حقانیت اور سچائی کیلئے ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہوں .... اس جرم میں میری جان بھی چلی جائے تب بھی میں اپنے مؤقف سے ایک انچ پیچھے نہیں ہٹوں گا بلکہ میں اپنے بہنے والے خون کو اس اُمت کو غلامی سے آزاد کرانے کیلئے اٹھنے والی تحریک کی کامیابی کی خاطر ایک صدقہ اور اپنے لئے باعثِ فخر و سعادت سمجھوں گا.......

اس تحریر کو لکھنے کا مقصد ہی یہی ہے کہ اس سے آنے والی نسل کو کوئی روشنی ملے...... وہ اس دنیا اور زندگی کی حقیقت کو سمجھے....... اپنے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی ایک بہترین طرزِ زندگی اور درست ترجیحات کا انتخاب کرے....... اصل مقصد اور اس مقصد کے حصول کے ذرائع کو اپنے اپنے مقام پر رکھے...... زندگی کے چیلنجوں اور طاغوتی قوتوں کا درست طریقے سے مقابلہ کرے اور اللہ تعالیٰ کو راضی رکھنے کو ہی اپنی زندگی کا مقصدِ اولین بنائے.......

کسی کی سوچ اور عمل میں میری اس تحریر کے ذریعے اگر کچھ ایسی مثبت تبدیلی آتی ہے جو اس امت اور سماج کیلئے دُنیا میں سہولت اور اخرت میں نجات کا باعث بنے تو میں سمجھوں گا کہ مجھے اپنی محنت کا پھل مل گیا.......

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

یاد رکھیں! آپ میں سے بہتر آدمی وہ نہیں جو مرنے کے بعد اپنی میراث میں بہت زیادہ مال، خوبصورت گھر اور جائیداد چھوڑ کر چلا جائے بلکہ بہترین آدمی وہ ہے جو مرنے کے بعد اپنی اولاد کے ساتھ ساتھ پوری امت کیلئے بہتر سوچ، حق نظریہ اور بلند خیالات کیساتھ اچھی اُمید کا سہارا چھوڑ کر چلا جائے....... اپنی میراث کو اپنے خاندان تک محدود نہ رکھیں اسے اپنی امت تک پھیلا دیں...... صرف اپنے خاندان کے وارث نہ بنیں پوری اُمت کے وارث بن جائیں....... محدود نہ بنیں، لامحدود بن جائیں.......

طاغوت کے سپاہیوں سے میرا مقابلہ ابھی ختم نہیں ہوا..... ان کے مظالم کا سلسلہ ابھی جاری ہے لیکن یہ مظالم سہنے کیلئے میرے پائے استقامت میں ابھی تک کوئی لرزش نہیں آئی...... حق اور باطل کا مقابلہ ان شاءاللہ میری آخری سانس تک جاری رہے گا اور ان سے میری یہ جنگ میرے خاتمے پر ہی ختم ہو گی......

اللہ کریم ہم سب کا حامی و ناصر ہو اور ہم سب سے راضی ہو.....
اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگیوں میں شریعت و خلافت کی بہاریں دکھائے اور ہماری جان، مال اور صلاحیتوں کو اپنے دین کے قیام کیلئے قبول فرمائے.......

میں ہر گھڑی آپکی دعاؤں کا محتاج رہونگا، زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی.....

فقط
اَخُوکُم فِی الدین

ڈاکٹر سید محمد اقبال